

سورہ آل عمران اور سورہ نامہ پر مبنی دروس

دروٹ القرآن

www.KitaboSunnat.com

إِذْ هَذِهِ الْفُرْقَةُ الْجَاهِلَةُ هُنَّ أَقْعَدُ



تألیف اشیخ مُعظیم خاصلپوری



معزز قارئین توجہ فرمائیں

کتابِ مہنت کی روشنی میں لمحیٰ جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا منتظر

- **کتاب و سنت ذات کام** پرستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
 - **بیانات التحقیق الislamی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصریق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
 - **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تہذیب

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر متمم کتب متعلقہ ناشرپن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com
🌐 www.KitaboSunnat.com

سورہ آل عمران اور سورہ نافع پر مشتمل دروس

دروش القرآن

تألیف

اسیخ محمد عظیم حاصلپوری

www.KitaboSunnat.com



مکتبہ علمیہ

دروز القرآن

فالیف

ائشخ محمد عظیم خاصلیوی

2204
جولائے ۲۰۱۴

بخاری شریعت مکتبہ
پبلیکیشنز

ناشر -----
مکتبہ دروز

اثاعت -----
2016

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

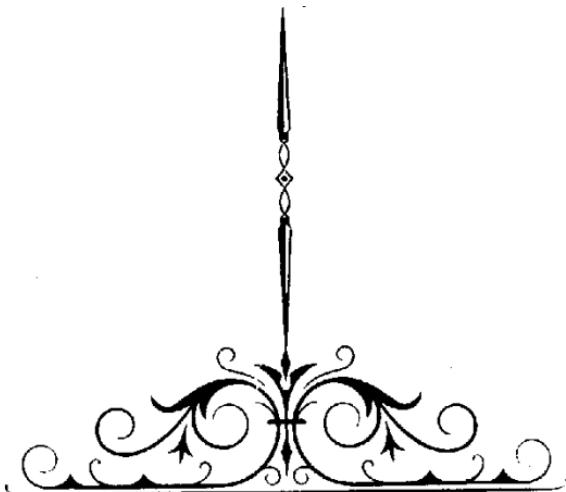
(لارجو) ہادیہ حبیب سینٹر غزنی سڑیت اردو بazar لاہور
042-37244973 - 37232369

(کامیابی) ہمیں سوت بینک بالقابل شسل چوول پہپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

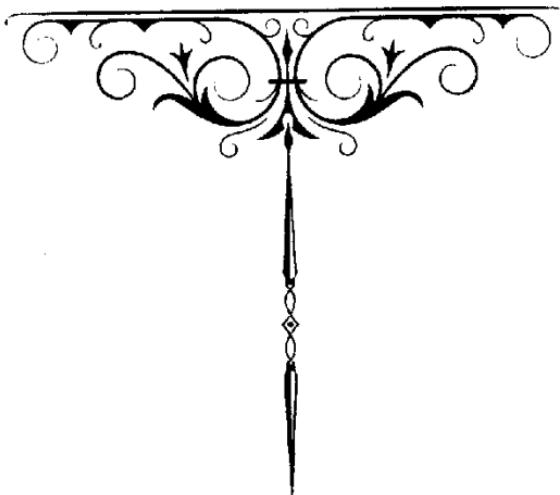
- Ph** 0300-8661763 , 0321-8661763
- F** www.facebook.com/maktabaislamia1
- E** maktabaislamiapk@gmail.com
- G** www.maktabaislamiapk.com
- B** www.maktabaislamiapk.blogspot.com

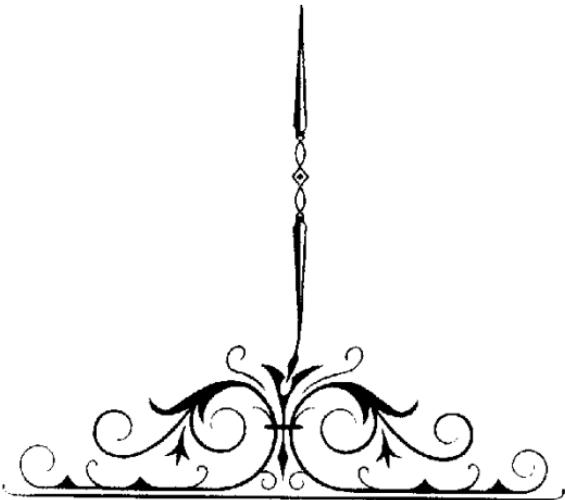
2204

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللّٰهُمَّ اهْبِطْ مِنْ عَلٰى نَبِيْكَ
بِكَمْبَرْدَةً وَمِنْ فَوْنَاحَةً

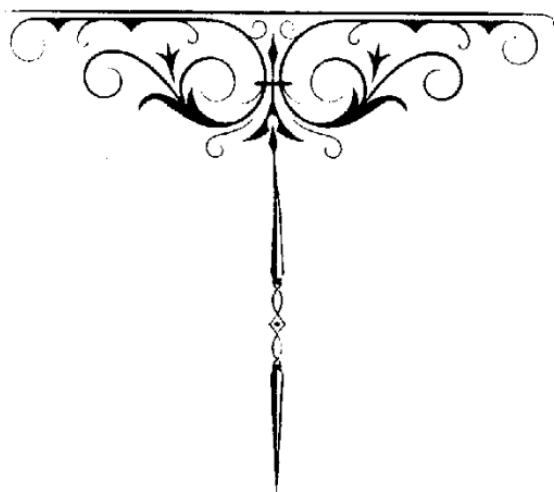


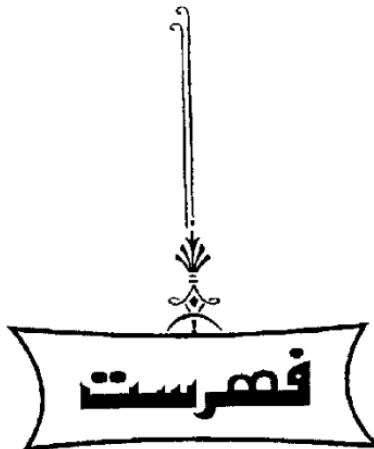


وَلَقَدْ لَيِّنَنَا الْقُرْآنُ لِذِكْرِهِ

”اور یقیناً ہم نے قرآن کو فصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے۔“

(۵۴: النسوان: ۲۲)





عرض مؤلف

11 سورہ آل عمران
21 سورہ آل عمران کا شان نزول
26 بدعاں سے فتح جاؤ
34 اے اللہ ہمارے دلوں کو دین پر ثابت رکھنا
38 انسان کی مرغوب (پسندیدہ) چیزیں
47 متقین کے لیے جنتی نعمتیں
54 صرف ایک دین اسلام
60 سیدنا علیہ السلام کی والدہ سیدہ مریم علیہ السلام
64 وعدہ پورا کرو
70 متقی اللہ کا محبوب
77 جھوٹی قسمیں مت اخھاؤ
80 بیارے نبی علیہ السلام کے چہرے عالم ارواح میں
87 قابل قبول دین صرف "اسلام"

95	اللہ کے راستے میں محبوب (پسندیدہ) چیز خرچ کرو
99	مقام ابراہیم نا اور حج
103	زندگی اور موت اسلام پر
106	اتفاق و اتحاد اور کتاب اللہ کو لازم کرو
111	نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو
118	غزوہ بدر میں اللہ کی مدد
122	سودمت کھاؤ
129	رحمت الہی کیسے مل سکتی ہے؟
139	انفاق فی سبیل اللہ اور درگز رمہ میں کی تھانی
146	میدان احمد میں فریقین کا نقصان
152	اگر نبی ﷺ دنیا سے رحلت فرماجائیں تو؟
157	رسول اللہ ﷺ کی صفات حسن
167	فناکل نبی رحمت ﷺ
173	شہید کوئی زندگی ملتی ہے
179	زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انعام
185	ہرجان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے
189	عقل والوں کی صفات
194	ایمان والوں کو چار تصحیحات

سورة النساء

201	رشتوں کے بارے میں اللہ سے ڈر دو
207	تیموں کے مال ان کے پرداز کر دو
213	لبھن کو اس کا حق مہر دے دو
217	وراثت کی تقسیم

225	رسول اللہ ﷺ کا نافرمان	✿
229	زنگار کی سزا	✿
234	توبہ کب قبول ہوتی ہے؟	✿
237	حرمات نکاح	✿
241	اللہ بندے کے ساتھ ہمیشہ آسانی والا معاملہ کرتا ہے	✿
246	حرام طریقے سے مال نہ کھاؤ	✿
250	کبیرہ گناہوں سے پچو	✿
255	ابیہ سے اچھا سلوک کرو	✿
259	حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی	✿
267	ہمارے حاکم اور قاضی محمد رسول اللہ ہیں	✿
273	رسول اللہ ﷺ سے محبت	✿
277	سچ کے انعام	✿
282	قتال واجب ہونے کی صورتیں	✿
283	پہلا مقصد۔۔۔ فتنے کا خاتمہ	✿
283	دوسرा مقصد۔۔۔ غلبہ اسلام	✿
284	تیسرا مقصد۔۔۔ کفار کا جزیہ دینا	✿
284	چوتھا مقصد۔۔۔ کمزوروں کی مدد	✿
285	پانچواں مقصد۔۔۔ مقتولین کا بدلہ	✿
286	چھٹا مقصد۔۔۔ معاہدہ توڑنے کی سزا	✿
286	ساتواں مقصد۔۔۔ دفاع کے لیے لڑنا	✿
287	آٹھواں مقصد۔۔۔ مقبوضہ علاقہ چھڑوانا	✿
288	رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت	✿
291	سفرش کرنے والے کا اجر	✿
293	سلام کے آداب	✿

296	مسلمان کے قتل کا گناہ.....	✿
302	مجاہد جنت کے درجات کے مالک	✿
306	تصریح ماز کی رخصت	✿
309	اللہ سے استغفار کرو	✿
313	بہترین سرگوشیاں	✿
317	ہر حال میں انصاف پر قائم رہو	✿
321	علامات نفاق	✿
326	برائی مت پھیلاو	✿
331	وجی کی اقسام	✿



عرض ناشر

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين،
أما بعد:

قرآن مجید وہ عظیم کتاب ہے جو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے اور اس کی تعلیمات انسانوں کے لیے منع رشد و ہدایت ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلّّٰتِي هُنَّ أُفْوَمُونَ﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل: ۹)
”یقیناً یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ﴾ (۱۶/ النحل: ۸۹)
”مسلمانوں کے لیے (قرآن) ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔“

اور اس کی تعلیمات سے حقیقی آگاہی کے لیے ضروری ہے کہ اس میں غور و فکر کیا جائے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ يَسَرَنَا الْقُرْآنَ لِلّٰهِ كُوئِيْ فَهَلْ مِنْ مُّكَفِّرٍ﴾ (۵۴/ القمر: ۴۰)
” بلاشبہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟“

نیز ارشاد ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قَلْوبٍ أَفْقَالُهُمْ﴾ (۴۷/ محمد: ۲۴)

”کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا کچھ دلوں پر ان کے قفل پڑے ہوئے ہیں؟“
اللہ رب العزت نے جہاں قرآن مجید میں تدبر کرنے کی ترغیب دی ہے وہاں اس سے اعراض کرنے پر وعید بھی سنائی، فرمان الہی ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِنِي فَإِنَّ لَهُ مَوْيِشَةً ضَنْگَا وَ نَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمةَ﴾

(آیت ۲۰ / طہ: ۱۳۴)

”اور جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا بلاشبہ اس کی زندگی تلگ ہو گی اور قیامت کے دن ہم اسے انداھاٹھاں کیس گے۔“

قرآن کریم بنی نوع انسان کے لیے روشنی اور رہبری کا ایک لازوال سرچشمہ اور نور
ہدایت کا وہ آفتاب ہے جسے اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ پر نازل فرمایا اور آپ
نے اسے لوگوں تک پہنچایا۔

آپ کے بعد ہر دور میں علمائے کرام نے اس کی ہمہ گیر مثالی تعلیمات عام فہم انداز
اور علاقائی اسلوب میں ڈھال کر خدمتِ قرآن کا فریضہ سرانجام دیا۔

زیر نظر کتاب ”دروس القرآن“ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں آیات کا
ترجمہ، تفسیر آیات اور ان سے مستبط مسائل صفحہ قرطاس پر منتقل کیے گئے ہیں، اس سے قبل
ابنی مفرد خوبیوں کی بنا پر اسی کتاب کی جلد اول مقبول عام ہو چکی ہے۔

مولف کتاب فضیلۃ الشیخ محمد عظیم حاصل پوری معروف قلم کار ہیں جو کسی تعارف کے
حاج نہیں، کئی موضوعات پر اپنی مہارت کے جو ہر دھماکے ہیں۔ ادارے کے رفقاء نے
نوک پلک اور تصحیح و تتفییع کے مرحلے سے گزارنے کے بعد اسے مزید چار چاند لگادیے ہیں
اور عبدالواسع صاحب نے کمال مہارت سے نائل تیار کیا ہے۔

ہمیں امید واثق ہے کہ ہمیشہ کی طرح ”مکتبہ اسلامیہ“ کی یہ پیش کش بھی قابل تائش
ہنگاہوں سے دیکھی جائے گی۔ ان شاء اللہ

رقم الحروف دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے
اور آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمين

محمد سرور غامم

میر محدث اسلامیہ
لایہور ٹیکسٹ ایڈ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض مؤلف

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ يَسَرْنَا الْقُرْآنَ لِلِّيَابِ﴾ (۴۱ / القمر: ۲۲)

”اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصحت کے لئے آسان کر دیا ہے“

سیدنا و اعلیٰہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”صحف ابراہیم ماہ رمضان کی پہلی رات میں نازل کیے گئے، تورات اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے چھ ایام گزر چکے تھے، انھیل رمضان کے تیرہ ایام گزر جانے کے بعد نازل ہوئی، جبکہ زبر اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے اٹھارہ ایام گزر چکے تھے اور قرآن اس وقت نازل کیا گیا جب رمضان کے چوبیس ایام گزر چکے تھے۔“

الله تعالیٰ نے ماہ رمضان میں مسلمانوں کو قرآن مجید کے تحفے سے نوازا اور اس میں بھی ایک ایسی رات میں عطا کیا جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔ مکمل قرآن اسی رات لوح حکومت کے اندر نازل ہوا تھا اور پھر ضرورت کے مطابق نبی آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر جبریل امین رضی اللہ عنہ لے کر آتے رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقُدْرِ ۝ وَمَا أَدْرِكَ مَا لَيْلَةُ الْقُدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقُدْرِ هُوَ خَيْرٌ ۝ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ ۝ وَالرُّوحُ فِيهَا يَأْذِنُ رَبِّهِمْ ۝ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَامٌ شَهِيْ ۝ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝﴾ (۹۷ / القدر: ۱-۵)

”بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل کیا، اور تمہیں کیا معلوم! شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے اس میں روح الامین اور فرشتہ ہر کام کے (انتظام کے) لئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں، یہ

① صحیح الجامع الصغیر (۱۴۹۴)

(رات) طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے۔“

اور قرآن کی حفاظت کا ذمہ بھی خود اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا کہ اس میں قیامت تک کسی قسم کی تبدیلی کی نہ اجازت ہے، نہ کسی کو جرأت اور نہ ہی ایسا ممکن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا نَعْنُ نَرَأْنَا إِلَيْكُمْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ (۱۵/ الحجر : ۹)

”اس قرآن کو ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

ایک حدیث قدیٰ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا:

((إِنَّمَا بَعَثْتُكُمْ لِأَبْتَلِيَكُمْ وَأَبْتَلِيَ إِلَيْكُمْ، وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكُمْ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ، تَقْرَئُوهُ نَائِمًا وَيَقْظَانًا)) ①

”بے شک میں نے تجھے معموٹ کیا، تاکہ تجھے اور تیرے ذریعے سے لوگوں کو آزماؤں، تجھ پر میں نے ایسی کتاب نازل کی ہے جسے پانی دھونہیں سکتا اور آپ اسے سوتے اور جاگتے ہوئے پڑھیں گے۔“

امام قرطبی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے تحت متصل سند کے ساتھ ایک واقعہ امیر المؤمنین مامون کے دربار کا نقل کیا ہے: ”مامون کی عادت تھی کہ بھی بھی اس کے دربار میں علمی مسائل پر بحث و مباحثے اور مذاکرے ہوا کرتے تھے، جس میں ہر اہل علم کو آنے کی اجازت تھی، ایسے ہی ایک مذاکرہ میں ایک یہودی آگیا! جو شکل و صورت اور لباس وغیرہ کے اعتبار سے بھی ایک ممتاز آدمی معلوم ہوتا تھا جب اس نے گفتگو کی تو وہ بھی فصح و بلاغ اور عاقلانہ تھی، مجلس ختم ہو گئی تو مامون نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تم اسرائیلی ہو، اس نے کہا: نہ! مامون نے (امتحان لینے کے لیے) کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

اس نے جواب دیا کہ میں اپنے اپنے آبا اور اجداد کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بات ختم ہو گئی اور وہ چلا گیا! لیکن ایک سال کے بعد یہی شخص مسلمان ہو کر آگیا، اور مجلس مذاکرہ میں فقة اسلامی کے موضوع پر بہترین تقریر اور عمدہ تحقیقات پیش کیں، مجلس ختم ہونے کے بعد مامون

❶ صحیح مسلم، الجنة ونعیمهها، باب الصفات التي یعرف بها۔ (۲۸۶۵)

نے اس کو بلا کر کہا کہ تم وہی ہو جو گز شستہ سال آئے تھے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! وہی ہوں۔ مامون نے پوچھا: سب تو تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا تو اب مسلمان کیوں ہو گئے؟ اس نے کہا: یہاں سے واپس پہنچ کر میں نے موجودہ مذاہب کی تحقیق کرنے کا ارادہ کیا، میں ایک خطاط اور خوشنویس ہوں، کتابیں لکھ کر فروخت کرتا ہوں تو مجھے ان کی اچھی قیمت مل جاتی ہے، میں نے امتحان کرنے کے لیے تورات کے تین نسخے کتابت کیے، جن میں بہت جگہ اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی اور یہ نسخے لے کر میں کہیں (یہودیوں کا عبادت خانہ) پہنچ گیا یہودیوں نے بڑی رغبت سے تینوں نسخوں کو خرید لیا، پھر اسی طرح انجلیل کے تین نسخے، کمی بیشی کے ساتھ کتابت کر کے نصاریٰ (عیسائیوں) کے عبادت خانہ میں لے گیا وہاں عیسائیوں نے بھی بڑی قدر و منزلت کے ساتھ انہیں خرید لیا اس کے بعد میں نے قرآن کے تین نسخے کچھ روبدل کے ساتھ تحریر کئے، جب میں انہیں لے کر بازار گیا تو جسے دیتا اس کا سرسری نظر مطلاع کر کے واپس کر دیتا۔۔۔

الغرض! اس واقعہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی حفاظت کی ہوئی ہے اس لیے میں مسلمان ہو گیا، قاضی یحییٰ بن اثُم اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ اتفاقاً اسی سال مجھے حج کی توفیق ہوئی، وہاں سفیان بن عینیہ رض سے ملاقات ہوئی تو میں نے یہ قصہ ان کو سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ بے شک ایسا ہی ہونا چاہیے کیوں کہ اس کی تصدیق قرآن میں موجود ہے۔

یحییٰ بن اثُم نے پوچھا: قرآن کی کون سی آیت میں۔۔۔؟ تو فرمایا کہ: قرآن عظیم نے جہاں تورات و انجلیل کا ذکر کیا ہے۔ اس میں تو فرمایا: ﴿إِنَّمَا أَسْتُحِفْظُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ﴾ یعنی یہود و نصاریٰ کو کتاب اللہ تورات و انجلیل کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، یہی وجہ ہوئی کہ جب یہود و نصاریٰ نے فریضہ حفاظت ادا نہ کیا تو یہ کتابیں سُخَّنَ و مُحْرَفٌ ہو کر ضائع ہو گئیں، جبکہ قرآن کریم کے متعلق حق تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا لَكُمُ الْحِفْظُونَ﴾ یعنی ہم اس کے محافظ ہیں۔①

① معارف القرآن پارہ ۱۴۸ تحت الآية۔۔۔انا لہ لحفظون.

فَانُوسٌ بَنَ كَرْ جِسْ كِي حَفَاظَتْ هَوَا كَرَئَ
وَ شَعْ كِيَا بَجَھَيْ جِسْ كِي حَفَاظَتْ خَدَا كَرَئَ

ارشاد ہوتا ہے:

﴿قَوْنَ لَمْ تَفْعَلُوا وَكَنْ تَفْعَلُوا فَأَنْقُوا النَّارَ الْيَقِيْ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْجَارَةُ﴾

﴿أُعَذَّتْ لِلْكَفِيْرِيْنَ﴾ (۲۴ / البقرة : ۲۴)

”نہیں کرسکو گے، ہرگز نہیں کرسکو گے، پس اس آگ سے ڈر جاؤ جس کا ایندھن
انسان اور پتھر ہیں، اور یہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

دور رسالت میں قرآن مجید مختلف لوگوں کے پاس لکھا ہوا موجود تھا، سیدنا ابو بکر صدیق رض
نے زید بن ثابت رض کی قیادت میں مصحف واحد میں جمع کروا یا، اس کے بعد وہ مصحف مسجد
میں رہا پھر دور عثمانی میں سیدنا عثمان غنی رض نے دوبارہ اسی مصحف سے کئی کاپیاں تیار کروا کر
اپنے گورزوں کو بھجوائیں، آج بھی سیدنا عثمان غنی رض کے تیار کردہ تقریباً تین نسخے موجود ہیں جن
میں سے ایک روس کے شہرتاش قدیم ہے جس کی ایک کاپی جناح گارڈن لاہور قرآن محل میں
بھی موجود ہے اور دوسری کاپی انڈین آفس لاسبریری لندن میں ہے جس پر مغلیہ بادشاہوں کی
مہربانی ہوئی ہیں ان میں سے ایک مہر عالمگیری کی ہے اور تیسرا ستر کی کے شہر استنبول میں توپ
کاپی سرائے میوزیم میں موجود ہے۔۔۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ نسخہ سیدنا عثمان رض کا ذاتی تھا، اس
کے ان الفاظ

﴿فَسَيَكُفِيْكُمْ اللَّهُ﴾ (۱۳۷ / البقرة : ۲)

”عَنْقَرِيبَ اللَّهُ تَعَالَى آپَ کو ان پر کافی کر دے گا۔“

پر سرخ خون کے نشان ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ سیدنا عثمان کا خون ہے۔ اس کی ایک کاپی مکہ مردمہ
میں بھی اس جگہ موجود ہے جہاں بیت اللہ کے نوادرات رکھے ہوئے ہیں۔

”میونٹ یونیورسٹی جمنی میں ہے وہاں کے لوگوں نے قرآن سے تعصّب رکھتے
ہوئے ایک ادارہ قائم کیا کہ قرآن پر تحقیق کی جائے مسلمان بڑے دعوے کرتے

بیں ان کے دعوے کتوڑا جائے انہوں نے تین نسلوں تک بیالیس ہزار قرآنوں کو اکٹھا کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں۔ ۱۹۳۳ء میں ان کا تیراڈا ریکٹرجس کا نام پریکشل تھا جب وہ پیرس یونیورسٹی میں آیا تاکہ پیرس کی لائبریری میں موجود قرآن مجید کے قدیم نسخے حاصل کر سکوں تو میں نے اس سے پوچھا؟ تو اس نے کہا: اب تک بیالیس ہزار نسخے جمع کر لیے ہیں، جہاں سے ہمیں قرآن کے نسخے مل سکتے تھے، ہم نے خریدے، جہاں سے نہیں مل سکتے تھے، ہم نے ان کی فوٹو کا پیاس حاصل کیں اور یہ سارے بیالیس ہزار نسخوں کو اکٹھا کر کے آپس میں ان کا موازنہ کیا گیا۔ ان بیالیس ہزار نسخوں کا مقابل کرنے کے بعد عیسائیوں نے دنیا کے سامنے یہ بات آشکارا کی تھی کہ بیالیس ہزار نسخوں میں ایک آیت کا بھی فرق نہیں ہے۔^۱

اگر ہم واقعاً حاصل قرآن ہیں تو ذرا غور کریں! ورنہ کل قیامت کو اللہ ہم سے پوچھے گا میں نے قرآن جیسی عظیم نعمت تمہیں عطا کی تھی تم نے کیا کیا۔۔۔؟ ہمیں جواب دینا ہوگا! اس جواب دہی سے پہلے اس کی تیاری کر لئی چاہیے۔ یہ قرآن چند نہ ہی احکامات کا نام نہیں بلکہ یہ کتاب انسان کی پوری زندگی میں اس کے معاملات میں اس کی مکمل رہنمائی کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَإِنَّ تَذَهَّبُونَ طَرَنْ هُوَ إِلَّا ذُكْرٌ لِّتَعْلَمَيْنَ طَ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ط﴾ (۸۱/التکویر: ۲۶-۲۸)

”پس تم کہاں جا رہے ہو؟ یہ تو تمام جہاں والوں کے لیے فصیحت نامہ ہے۔ باخصوص اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلتا چاہے،

آئیے! اس قرآن کو سینے سے لگا گیں۔ اللہ کے پیارے جیب ﷺ کا فرمان ہے: ((تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَاقْرُءُوهُ))^۲

۱) قرآن توباتی رہے گا ص ۳۸۔

۲) ترمذی، فضائل القرآن (۲۸۷۶) وابن ماجہ (۲۱۷) صحیح

”قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو (اس کے بعد) اس کی تلاوت کرتے رہو۔“

اور سیدنا بریڈہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَتَعْلَمَهُ وَعَمِلَ بِهِ أَلْبِسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَاجًاٌ مِّنْ نُورٍ ضَوْءُهُ مِثْلُ ضَوْءِ الشَّمْسِ، وَيُكْسِي وَالِّدَنَهُ حُلْتَانًا لَا يَقُولُونَ بِهِمَا الدُّنْيَا فَيَقُولُ لَانِ: إِيمَانُ كُبِيرِنَا؟ فَيَقَالُ: بِإِيمَانِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ))^①

”جس آدمی نے قرآن مجید کو پڑھا، سیکھا اور اس کے مطابق عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے والدین کو نور کا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی جیسی ہوگی اور اس کے والدین کو دو عبائیں پہنائی جائیں گی (یعنی ریشمی لباس پہنایا جائے گا) کہ تمام دنیا بھی اس کا بدلتہ ہو سکے گی؛ پس وہ دونوں کمیں گے کہ ہمیں یہ کیوں پہنائی گئیں؟ تو کہا جائے گا کہ آپ کے بیٹے کے قرآن پڑھنے (حفظ کرنے) کی وجہ سے۔“

اور حافظ قرآن اسے کہا جائے گا:

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ افْرُأْ وَاضْعَدْ، فَيَقُرَأُ وَيَضْعُدْ بِكُلِّ آيَةٍ دَرَجَةً حَتَّىٰ يَقْرَأُ آخِرَ شَيْءٍ مَعَهُ))^②

”صاحب قرآن جب جنت میں داخل ہو گا تو اسے کہا جائے گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا! تو حافظ قرآن پڑھتا جائے گا اور ہر آیت کے بدله جنت کے درجول پر پڑھتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ جو اس کے پاس (قرآن کریم) سے آخری چیز (آیت) ہوگی اسے پڑھ دے گا۔“

^① مستدرک حاکم (۲۰۸۶) و صحیح الترغیب والترہیب (۱۴۳۴)

^② صحیح ابی داؤد، الصلاة، باب کیف یستحب الترتیل فی القراءة (۱۳۶۴) سنن ابن ماجہ (۳۷۸۰) صحیح

روز قیامت یہ اعزاز اللہ تعالیٰ حافظ قرآن کو عطا فرمائیں گے کہ تو اپنے حفظ کردہ قرآن کو پڑھنا شروع کر دے اور جنت کی منازل کو طے کرنا شروع کر دے بس تیری منزل اور جنت میں تیری درج وہاں ہو گا جہاں تیری تلاوت ختم ہو گی۔

آئیے! اس پر غور و فکر کے اپنی زندگی کو سنوار لیں اور اس سے ایسے دل لگائیں کہ دل کے سارے بند راستے کھل جائیں، کیونکہ جو اس پر تم برکتا ہے اللہ اسے دنیا و آخرت کی بلندیاں دیتا ہے جیسا کہ ایک سائنسدان ”براون“ نے قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک پہنچ گیا:

﴿أَوْ كُلُّمَايِتْ فِي بَعْدِ لَيْلَتِي يَغْشِيهِ مَوْجٌ قِنْ فَوْقَهُ مَوْجٌ قِنْ فَوْقَهُ سَحَابٌ طَ
كُلُّمَايِتْ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكُنْ يَرَهَا طَ وَمَنْ لَمْ يَجْعَلْ
اللَّهُ لَهُ لُؤْرًا فَإِنَّهُ مِنْ لُؤْرٍ ﴾ (۴۰ / النور: ۲۴)

”یا (ان کے اعمال کی مثال اسی ہے) جیسے گھرے سمندر میں اندر ہیرے، جس پر لہر چلی آتی ہو اور اس کے اوپر اور لہر (آرہی ہو) اور اس کے اوپر باول ہو غرض اندر ہیرے ہی اندر ہیرے ہوں ایک پر ایک (چھایا ہوا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے اور جس کو اللہ نے روشنی نہ دی اس کو (کہیں بھی) روشن نہیں (مل سکتی)۔“

(اس آیت کریمہ میں گھرے سمندر کی طرف اشارہ ہے جسے حال ہی میں سمندری ماہرین نے اس وقت دریافت کیا جب وہ سمندر کی ان نہایت عمیق گہرا ایسیں تک غوطہ زن ہونے کے قابل ہو سکے جہاں سمندری اندر ہیرے درجہ کمال کو پہنچتے ہیں اور جہاں اوپر تلے اندر ہیرے ہی اندر ہیرے اور زبردست ٹھنڈک ہے۔)

اس آیت پر پہنچ کر ”براون“ نے ایک ہندوستانی مسلمان عالم سے پوچھا: ”کیا تمہارے نبی محمد ﷺ نے کبھی سمندر کا سفر کیا تھا۔۔۔؟ اس عالم نے جواب دیا: ”نبیں!“ براون نے دوبارہ پوچھا: ”تو پھر انھیں سمندری علوم کس نے سکھائے۔۔۔؟“ اس مسلمان عالم نے جواب میں اس سے پوچھا: ”آپ کو اس سوال کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اور آپ کا اصل مقصد کیا

ہے۔۔۔؟“

براون نے کہا:

”میں نے اسلام کی کتاب (قرآن) کی ایک آیت پڑھی ہے۔ سمندر کی گہرائی کے متعلق اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اسے صرف وہی شخص جان سکتا ہے جس کے پاس سمندر کا وسیع علم ہو، پھر براون نے اس عالم کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور کہا: جب محمد ﷺ نے کبھی سمندر کا سفر کیا نہ سمندری علوم کے ماہرین اور اساتذہ سے کوئی معلومات حاصل کیں اور نہ انہوں نے کسی یونیورسٹی یا تحقیقی ادارے میں کوئی تحقیق کی بلکہ وہ خود ناخواندہ تھے تو پھر انھیں یہ فتح بخش علم کس نے سکھایا۔۔۔؟ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ خالق کائنات کی طرف سے بالکل سچی وحی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں:

((أَشَهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ)) ①

قرآن پڑھنے پڑھانے سنتے سنا نے اور سیکھنے سیکھانے والے سب اللہ کے ہاں معزز ہیں بلکہ اللہ کے خاص ہیں اللہ ہمیں بھی ان معززین کی فہرست میں شامل فرمائے۔ (آمین) ”ذروں القرآن“ کی دوسری جلد جو کہ سورہ آل عمرآن اور سورہ نساء کی منتخب آیات پر مشتمل دروس ہیں جس میں قرآنی آیات کے شان نزول کے ساتھ ساتھ تفسیر قرآن بھی بیان کی گئی ہے، اس سے اہل علم کے ساتھ ساتھ عام شخص بھی قرآنی تعلیم سے روشناس ہو سکتا ہے اور اپنے قلب واذہان کو قرآن کے نور سے منور کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو میرے لیے اور ناشرین، معاونین اور قارئین کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

اخوکم

محمد عظیم حاصل پوری

محمد یہ اسلامک ریسرچ سٹریچ حاصل پور

① [بِالْإِسْلَامِ أَسْلَمَ هُؤُلَاءِ (۱۳۰) تفسیر الجواہر، طنطاوی جوہری (۲۴/۹۰)]

سورة آل عمران

سورہ آل عمران کا شان نزول

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ ﴾ تَزَوَّلَ عَلَيْكَ الْكُبَشَ بِالنَّجْعَ
مُصْلِحًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ النُّورَةَ وَالإِنْجِيلَ ﴿مِنْ قَبْلِ هُدًىٰ لِلنَّاسِ
وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ عَذَابُ شَيْءٍ يُنْهَاٰتٌ وَاللَّهُ
عَنِّيْنَدُ ذُو اِنْتِقَالٍ ﴾) (آل عمران: ۱۱۴)

”اللَّهُ - اللَّهُ (جو معبود برحق ہے) اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ،
ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اُس نے (اے محمد ﷺ!) تم پر کچھی کتاب نازل کی جو
پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ اور اُسی نے تورات اور انجیل نازل
کی۔ (یعنی) لوگوں کی بدایت کے لیے پہلے (تورات اور انجیل اتاری) اور (پھر)
قرآن جو حق اور باطل کو الگ الگ کر دینے والا (ہے) نازل کیا۔ جو لوگ اللہ کی
آسمتوں سے انکار کرتے ہیں اُن کو سخت عذاب ہو گا اور اللہ تعالیٰ زبردست (اور)
بدله لینے والا ہے۔“

فوائد:

(۱) یہ سورہ آل عمران کی ابتدائی آیات ہیں۔ سورہ آل عمران کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ
اس میں آل عمران یعنی سیدنا عیسیٰ ﷺ، سیدنا یحییٰ ﷺ، سیدہ مریم ﷺ اور ان کی والدہ یعنی سیدنا
عمران کی زوجہ کا تذکرہ ہے اسی لیے اس سورت کا نام آل عمران رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد
باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ أَضْطَقَ أَدَمَ وَنُوحًا وَالْإِبْرَاهِيمَ وَالْأَنْبَرَ عَلَى الْعَلَمِينَ ﴾

(آل عمران: ۳۳)

”اللہ نے آدم اور نوح کو اور خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا۔“

(۲) سورت آل عمران مدنی سورت ہے، ترتیب تلاوت کے اعتبار سے یہ تیرے نمبر پر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا ۸۹ نمبر ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد ۳۵۰۳ حروف کی تعداد، ۱۴۶۰۵ اور کل آیات دو سو بیہن۔

(۳) اس سورت کی ابتدائی ۸۳ آیات عیسائیوں کے وفد نجران کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو ۹ بھری میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

(حسن البیان ص ۱۲۹)

اس سورت کے شان نزول کے بارے میں شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”نجران شہر سے قریباً ساٹھ عیسائی مدینہ منورہ میں آئے۔ سوال وجواب سے پہلے انہوں نے اپنے طریق پر مسجد بنوی میں نماز ادا کی۔ بعد نماز کے مجلس مناظرہ قائم ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ مسلمان ہو جاؤ! وہ بولے ہم تو پہلے ہی مسلمان ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان تم تک نہیں ہو سکتے جب تک اللہ تعالیٰ کے بیٹھے ہونے کا عقیدہ اور صلیب کی عبادت اور خنزیر کا کھانا چھوڑ دو۔ مسیح کی الوبیت میں بہت گفتگو جب کر چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم نہیں جانتے کہ اولاد باب کے مشابہ ہوتی ہے۔ بولے ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ہمارا مالک تو ہمیشہ زندہ ہے اور ہمیشہ ہی زندہ رہے گا اور سچ تو فنا ہو جائے گا اور خدا تو تمام آسمان و زمین کی چیزیں جانتا ہے اور سچ تو سوائے ان اشیاء کے جو خدا نے اس کو بتلائی ہیں، نہیں جانتا کیا تھیں یہ بھی خبر نہیں کہ سچ کو اس کی ماں نے مثل اور عورتوں کے، پیٹ میں اٹھایا اور پیٹ میں بھی وہی غذا پاتا رہا جو اور پچھے پاتے ہیں یہ سن کر لب خاموش ہو گئے اور اس کے بعد اس سورت کا ابتداء

نازل ہوا۔^①

(۳) سورت آل عمران کی فضیلت میں مندرجہ ذیل دو احادیث معروف ہیں:

ا: سیدنا ابو امامہ باہلی رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ، أَقْرَءُوا وَالزَّهْرَا وَيْنِ الْبَقَرَةَ، وَسُورَةً آلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَّا يَاتِيَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانٌ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا))^②

”قرآن پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے (پڑھنے والے) لوگوں کا سفارشی بن کر آئے گا، وہ جگنگا نے والی سورتیں یعنی سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھا کرو کیونکہ وہ دونوں قیامت کے دن ایسی حالت میں آئیں گی گویا کہ وہ دو بادل ہوں یا دوساریان یا صاف باندھے پرندوں کی دوکڑیاں ہوں وہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھکڑا کریں گی۔“

۲: سیدنا نواس بن سمعان رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ يِهْ تَقْدِمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، وَآلُ عِمْرَانَ، وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَمْثَالَ مَا نَسِيَتُهُنَّ بَعْدُ، قَالَ: كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ ظُلْتَانِ سَوْدَادَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ، أَوْ كَأَنَّهُمَا حِزْقَانٌ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا))^③

”قیامت کے دن قرآن اور ان قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے لا یا جائے

۱) تفسیر ثانی ۱/۱۸۰

۲) صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن و سورة البقرة: ۴۸۰

۳) صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن و سورة البقرة: ۵۸۰

گا تو سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران (باقی) قرآن مجید کے آگے آگے ہوں گی، پھر نبی کریم ﷺ نے ان دو سورتوں کی تین مثالیں بیان فرمائیں۔ میں ان مثالوں کو اب تک نہیں بھولا! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گویا کہ وہ دو بادل یا دو سیاہ سائبان ہیں جن کے درمیان خوب روشنی ہو رہی ہے یا وہ قطار باندھے ہوئے پرندوں کی دو گلڑیاں ہیں یہ سورتیں اپنے (پڑھنے والے) ساتھی کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔“

(۵) اس سورۃ کی آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ کی صفت زندہ رہتا اور ہر چیز کو اس کے صحیح مقام پر قائم رکھنے والا بیان ہوئی ہیں یعنی ”الَّهُ زَنْدَهُ الْقِيَومُ“ ہمیشہ رہنے والا سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللَّهُ ہمیشہ سے ہے اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔“ ①

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

((أَعُوذُ بِعِزْتِكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنْ وَالإِنْسُ يَمُوتُونَ))^۲

”تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی معبود تیر سے نہ تم کی ایسی ذات ہے جسے موت نہیں اور جن و انس فتاہ ہو جائیں گے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا بھی کیا ارکتے تھے:

((اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِنِّي أَنْتَ، وَبِكَ خَاصَّمْتُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعِزْتِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْ تَحْمِلْنِي الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَالْجِنْ وَالإِنْسُ

① البخاری، التوحید، باب و كان عرشه على الماء: ۷۴۱۸

② البخاری، التوحید، باب قول الله تعالى {وهو العزيز الحكيم}: ۷۳۸۲

يَمُوتُونَ))

”اللہ! میں نے تیری فرماتبرداری کی اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری ہی مدد سے جھگڑا کیا۔ اے اللہ! میں تیری عزت کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبد نہیں (پناہ اس چیز سے) کہ (کہیں) تو مجھے گمراہ نہ کر دے، تو زندہ ہے جسے موت نہیں اور جن و انسان سب مرجائیں گے۔“

قرآن مجید میں بھی متعدد بار اللہ کی صفت کو بیان کیا گیا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ (٤٠ / المؤمن: ٦٥)

”وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبد نہیں۔“



بدعات سے بچ جاؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ أَيُّثُ مُحَكَّمٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخْرُ مُسْتَشِيفَاتٍ لَا فَآمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَبْغٌ فَيَتَبَعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفَتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۝ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۝ وَالرَّسُولُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ أَمْنًا يَهُ ۝ كُلُّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۝ وَمَا يَدْكُرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝﴾

(آل عمران: ٧٣)

”وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے تجوہ پر کتاب انتاری جس میں واضح مضبوط آیات ہیں جو اصل کتاب ہیں، اور بعض تشابہ آیات ہیں، پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی تشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی تاویل کی کوشش کے لیے، حالانکہ ان کی حقیقی تاویل اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اور پختہ مضبوط علم و ابے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا پکے یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔“

فوائد:

(۱) مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ آیت مبارکہ خوارج، جو قرآن کے متعلق جھگڑتے ہیں اور بدعتی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی اور دین میں کسی بھی ایسے طریقے کا نام بدعت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مقرر نہیں کیا، سو ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ نے مشروع نہ کیا ہو، وہ بدعت ہے، اگرچہ اس میں کوئی کیسی ہی تاویل کرتا رہے۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَإِنَّمَا يَتَّبِعُونَهُ ۝ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقُ بِكُمْ عَنْ

سَيِّلُهُ طَالِكُمْ وَضَلَّكُمْ بِهِ لَعْلَكُمْ تَكْفُونَ ۝) (۱۵۳ / ۶) الانعام :

”اور بلاشبہ یہ دین میرا راستہ ہے جو سیدھا ہے تو تم اس کی اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پر ہیزگاری اختیار کرو۔“

اس آیت میں سیدھے راستے سے مراد وہ راستہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اور وہ اللہ کا راستہ ہے اور دوسرے راستے وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، اور وہ اہل بدعت کے راستے ہیں جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر خود وضع کر لیے ہیں، جن کا وجود قرآن و سنت سے ثابت نہیں ہے۔ مشہور محدث مجاهد نے بھی (السبيل) ”دوسرے راستوں“ کو بدعاۃت سے ہی تعبیر کیا ہے۔ ①

(۲) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((سَيِّلُنِي أُمُورُكُمْ بَعْدِي رِجَالٌ يُطْفَئُونَ مِنَ السُّنَّةِ وَيَعْمَلُونَ بِالْبَذْعَةِ (وَفِي رِوَايَةٍ ، يُحَدِّثُونَ بِذْعَةً) وَيُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا قُلْنَسْتُ يَا أَبْنَى سُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ الْكَلَمُ إِنَّ أَدْرِكْتُهُمْ كَيْفَ أَفْعَلُ؟ قَالَ : تَسْأَلُنِي يَا ابْنَى أَمْ عَبْدٌ كَيْفَ تَفْعَلُ؟ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللَّهَ)) ②

”عقریب میرے بعد تمہارے معاملات ایسے لوگوں کے ہاتھ لگ جائیں گے جو سنت کو مٹائیں گے، بعد میں جاری کر کے ان پر عمل کریں گے اور نمازو وقت سے لیٹ پڑھیں گے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں ان کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام عبد کے بیٹے! تو مجھے پوچھتا ہے کہ کیا کرے؟ جو اللہ کا نافرمان ہے اس کی کوئی اطاعت نہیں۔“

① حلية الاولیاء نعیم الصبهانی: ۲۹۳ / ۳: .

② سنن ابن ماجہ: ۲۸۶۵، حسن۔

(۳) بدعتوں کو جاری کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ اللہ کے مقابلہ میں شریعت وضع کر رہے ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقُولُوا إِيمَانَكُمْ الْكَذَبُ هُنَّا حَلَلٌ وَهُنَّا حَرَامٌ لَتَفَتَّرُوا عَلَىٰ
اللَّهُو الْكَذَبُ طَإِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذَبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴾ (۱۶)

(۱۶: النحل)

”کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موث حلال یا حرام نہ کہ دیا کرو، تاکہ تم اللہ پر بہتان باندھو، جو لوگ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں، وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔“

حافظ ابن کثیرؓ اس آیت کی تشریع میں لکھتے ہیں:

”ہر بدعی اس حکم میں داخل ہے، جس نے بدعت جاری کی، جبکہ اس کے پاس اس بدعت پر شرعی ثبوت و دلیل نہیں ہے، یا جس نے محض اپنی رائے اور نفسانی خواہش سے اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال اور اس کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دے دیا۔“^۱

(۲) قیامت کے دن اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ تَبَيَّنُ مَا وُجُوهُ وَتَسْوِيدُ وُجُوهُ﴾ (۱۰۶:آل عمران)

”جس روز کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے۔“

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے چہرے سفید اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔^۲

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شَيْعَالِسْتَ وَنَهْمُ فِي شَيْءٍ وَلَا إِنَّا أَمْرُهُمْ
إِلَى اللَّهِ تَمَّ مَيْتَهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ (۱۵۹:الانعام)

”بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا کرتے ہوئے گروہ گروہ بن گئے

① تفسیر ابن کثیر: ۲/۷۷۹.

② کما فی الفتاوی الکبری لابن تیمیہ: ۱/۱۴۰.

آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، لہس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ پھر ان کو وہ خبر دے گا جو وہ کرتے تھے۔“

اس آیت کریمہ میں بھی اس امت کے خواہش پرست، مگر اہ اور بعدی گروہوں کا ذکر ہے۔^۱

(۵) سیدنا علیؑ کے متعلق کچھ مفسدین کا خیال تھا کہ ان کے پاس خاص راز کی باتیں موجود ہیں۔ لیکن آپؑ نے اس فاسد خیال کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ”کہ ہمارے پاس سوائے کتاب اللہ کے اور اس صحیفہ کے جو نبی ﷺ سے منقول ہے دوسری کوئی تھیں چیز نہیں ہے (اس صحیفے میں یہ مضمون بھی ہے) مدینہ ”عائز“ (نامی پہاڑ) سے لے کر مقام ”ثور“ تک حرم ہے۔

((مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَذْلٌ))^۲
”جو شخص یہاں بدعت ایجاد کرے، اس پر عمل کرے یا کسی بعدی کو پناہ دے اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہو! اس کی نہ کوئی نفلی عبادت مقبول ہوگی اور نہ کوئی فرض عبادت۔“

اور جو کوئی (علام) اپنے مالک کی اجازت کے بغیر اسے چھوڑ کر کسی دوسرے شخص کو اپنا مالک بنالے اس پر بھی اللہ کی، فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔ نہ اس کی کوئی نفلی عبادت قبول ہوگی نہ کوئی فرض عبادت۔

(۶) سیدنا حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شرک کے بعد خیر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں بھی گناہوں کی آمیزش ہوگی اور وہ اس طرح کہ: ”ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت کو چھوڑ کر دیگر کاموں کو سنت سمجھیں گے اور

۱ الاعتصام للشاطبي: ۱/۱۷۹.

۲ بخاری، فضائل المدينة، باب حرم المدينة (۱۸۷۰)

میرے طریقے کے علاوہ دوسرے طریقوں کو اختیار کریں گے، سیدنا حذینہ رض نے پوچھا! کیا خیر کے بعد شر ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں جواب دیا اور شر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ”کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر دعوت دینے والے ہوں گے! جس نے ان کی دعوت قبول کر لی وہ اسے جہنم میں داخل کروادیں۔“^۱

امام نوویؒ نے اس حدیث کی تعریح میں اہل علم کا یہ قول نقل کیا ہے: ”کہ جہنم کی طرف دعوت دینے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خوارج وغیرہ جیسے دیگر گمراہ فرقوں کی گمراہی اور بدعاۃ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔“^۲

(۷) بدعاۃ پر بني اعمال رد کر دیئے جائیں گے اور بعدتی لوگ سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہوں گے۔ یہی لوگ ہوں گے جنہوں نے محنت بھی کی اور بدالے میں دیکھی ہوئی آگ ملی۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَتِّلُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۖ أَلَنْ يَرَوْنَ مَا نَعْمَلُونَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَخْسِبُونَ أَلَهُمْ يُحِسِّنُونَ صُنْعًا ۚ﴾ (۱۰۳/۱۸) الکھف

”کہہ دیجئے کہ: کیا ہم تمہیں خبر دیں کہ اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ ہیں جن کی دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہو گئیں اور وہ اس مکان میں رہے کہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿عَوَلَةٌ تَّاصِبَةٌ لَّتَصْلِي نَارًا حَمِيمَةٌ ۖ﴾ (۴۳:۸۸) الغاشیۃ

”محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے، وہ دیکھی ہوئی آگ میں جائیں گے۔“

(۸) سیدنا عبداللہ بن مسعود رض: کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱ بخاری ، الفتن ، باب کیف الامر (۷۰۸۴) و مسلم (۱۸۴۷)

۲ شرح مسلم للنووی : ۱۲ / ۱۳۶

((أَنَّا فَرَطْكُمْ عَلَى الْحَوْضِينَ وَلَيْزَفَعَنَّ مَعِيَ رِجَالٌ مِنْكُمْ ثُمَّ لَيَخْتَلِجُنَّ دُونِيَ فَاقُولُ يَارَتِ أَصْحَابِيْنِ، فَيَقَالُ: إِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا أَخْدَثُوا بَعْدَكَ)) ①

”میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود ہوں گا، اور تم میں سے کچھ لوگ اٹھا کر (میرے سامنے) لائے جائیں گے، پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا، تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں، لیکن مجھ سے کہا جائے گا: کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں؟“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
 ((إِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا بَدَلُوا بَعْدَكَ فَاقُولُ سُخْنًا سُخْنًا لِمَنْ بَدَلَ بَعْدِي)) ②

”آپ کو علم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا تبدیلیاں کر دی تھیں؟ میں کہوں گا کہ دوری ہوا دوری ہوا ان کے لیے جنہوں نے میرے بعد (دین میں) تبدیلیاں کریں۔“

(٩) سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ((إِنَّ اللَّهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِذْعَةٍ حَتَّى يَدْعَ بِذْعَتَهُ)) ③

” بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی بھی بعثتی کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک وہ اپنی بدععت کو چھوڑ نہ دے۔“

① بخاری، الرفاقت، باب فی الحوض (٦٥٧٦)

② بخاری ، مقدمة، باب بيان الأسناد من الدين (٧٠٥١)

③ صحيح الترغيب والترهيب، السنة، بباب الترهيب من - (٥٤)

(۱۰) سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَخْدَثَ فِيهَا حَدَّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))^①

”جو یہاں (یعنی مدینہ میں) کوئی بدعت جاری کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ مُخْدَثٍ بِذَعَةٍ وَكُلُّ بِذَعَةٍ ضَلَالٌ لَهُ وَكُلُّ ضَلَالٍ فِي النَّارِ))^②

”(دوین میں) ہر نیا ایجاد کردہ کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہوتی ہے“

(۱۱) سیدنا ابوالموی اشعریؓ نے کوفہ کی مسجد میں ایک نیا کام ہوتا دیکھ کر سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ کو خبر دی کہ چند لوگ مسجد میں حلقہ بننا کر رہے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے سو فحہ اللہ اکبر کہوتا وہ کنکریوں پر سو فحہ اللہ اکبر کا ورد شروع کر دیتے ہیں پھر سو بار لا الہ الا اللہ اور سو بار سبحان اللہ پڑھنے کے لیے کہتا ہے تو لوگ مل کر اس کا ورد شروع کر دیتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا انہیں کہہ دو: ”کہ تم اپنے گناہ شمار کرو! نکیوں کے ہم خاص نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ موقع وہاں پر پونچ گئے اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

((مَا هَذَا الَّذِي تَصْنَعُونَ؟))

”یہم کیا کر رہے ہو؟“

انہوں نے کہا کہ کنکریوں پر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ سبحان اللہ پڑھ کر اللہ

① بخاری، الاعتصام بالكتاب والسنۃ، باب ائم من آؤی محدثا (۷۳۰۶)

② صحیح جامع الصفیر (۱۳۵۳) وابو داؤد (۴۶۰۷) والنمسائی (۱۵۷۸)

کا ذکر کر رہے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رض نے فرمایا:

((فَعُدُّوا سَيِّئَاتُكُمْ، فَإِنَّا ضَامِنُ أَنْ لَا يَضُيعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ
شَيْءٌ وَيُحَكُّمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، مَا أَسْرَعَ هَلْكَتُكُمْ! هَوْلَاءِ
صَحَابَةَ نَسِيْكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُونَ، وَهَذِهِ ثِيَابُهُ
لَمْ تَبْلَ، وَآيَتُهُ لَمْ تُكَسِّرْ، وَالَّذِي نَفِسِي بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ لَعَلَى
مِلَّةٍ هِيَ أَهْدَى مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ
مُفْتَتِّحُو بَابِ ضَلَالَةٍ))

”تم اپنے گناہ شمار کرو! نیکیوں کا میں ضامن ہوں کہ وہ بر باد نہیں ہوں گی۔ افسوس
ہے تم پر اے امت محمد ﷺ! تم کس قدر جلد بر باد ہو رہے ہو؟ ابھی تو رسول
الله ﷺ کے بہت سارے صحابہ موجود ہیں، ابھی تو آپ کے کپڑے بوسیدہ
نہیں ہوئے، آپ کے برتن نہیں ٹوٹے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے! یا تو تمہارا یہ طریقہ محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے بہتر ہے یا تم
گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو؟“

وہ بولے اے ابو عبد الرحمن (عبداللہ مسعود رض کی کنیت) ! ہم تو یہ اچھا کام کر رہے ہیں
تو سیدنا ابن مسعود رض نے فرمایا:

((وَكَمْ مِنْ مُرْيِدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيبَهُ)) ①

”کتنے ہی نیکی کے خواہش مندا یے ہوتے ہیں جو نیکی حاصل نہیں کر سکتے۔“



اے اللہ ہمارے دلوں کو دین پر ثابت رکھنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُغْرِيْنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً حَتَّىْ أَنْتَ
أَتَوْقَابُ ﴾ (۸۳ آیہ عمران:)

”اے اللہ! جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کبھی
پیدا نہ کر دینا اور ہمیں اپنے پاس سے نعمت عطا فرماتا تو تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔“

فواہد:

۱: اللہ تعالیٰ کی نظر کا مرکز انسان کا دل ہے جس کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کی
قدروں منزلت ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى
قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ))

” بلاشبہ! اللہ تعالیٰ تمھاری شکلوں اور تمھارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو
تمھارے اعمال اور دلوں کو دیکھتا ہے۔“

۲: ایمان کا مرکز بھی دل ہے اسی لیے اسے درست رکھنے کا حکم ہے کیونکہ دل کے اچھے اور
بُرے ہونے کے ساتھ ایمان کا حسن اور فتح سمجھ آتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ أَمَّنَا مَا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُلُوا أَسْلِمْنَا وَلَئِنْ يَأْتِ خُلُلُ
الْأَيْمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ طَ وَ إِنْ ظَطَّيْعُوا اللَّهُ وَ رَسُولَهُ لَا يَلِئُكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ
شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ (۱۴ / الحجرات:)

① صحیح مسلم: ۲۵۶۴

”دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، کہہ دو! کہ تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو بھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمابندرداری کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا یہیک اللہ بنخشنے والامہربان ہے۔“

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وَلَكِنَ اللَّهُ حَبِيبٌ لِّتُكُمُ الْإِيمَانُ وَ زَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ)

(۷/۴۹ الحجرات)

”لیکن اللہ نے تم کو ایمان عزیز بنادیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجادا یا۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**((أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضِيَّةٌ إِذَا صَلَحَتْ صَلَاحَ الْجَسَدِ كُلُّهُ
وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقُلُبُ))**

”سن لو! بدن میں ایک گوشٹ کا ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہو گا تو سارا بدن درست ہو گا اور جب وہ بگڑا گیا تو سارا بدن بگڑا آدمی کا دل ہے۔“

۳: دل کی مثال رسول اللہ ﷺ نے کچھ اس طرح بیان فرمائی:

**((مَثَلُ الْقُلُبِ كَمَثَلِ رِيشَةِ مُعْلَقَةٍ فِي أَصْلِ شَجَرَةٍ تُقْلِبُهَا
الرِّيحُ ظَهِيرًا لِّيَطْغِي))**

”دل کی مثال اس پر کسی ہے جو صاف میدان میں زمین پر پڑا ہو اور ہوا کمیں اسے اٹ پلٹ کر دیتی ہیں اور وہ پر کبھی پیٹھ کے بل ہو جاتا ہے اور کبھی پیٹ کے بل۔“

۲: دل اللہ تعالیٰ کے قبضہ و قدرت میں ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أَصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللَّهِ يُقْلِبُهَا كَيْفَ

① البخاری، الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه: ۵۲

② سنن ابن ماجہ: ۸۸.

یَسَاءً)) ①

”بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ انھیں
جیسے چاہے پھیر دے۔“

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نکورہ آیت والی دعا کیا کرتے تھے: کہ ”اے اللہ! ہدایت
نصیب کر دینے کے بعد ہمیں گمراہی کی طرف نہ لے جانا یا ہمارے دلوں کو ٹیڑھانہ کر دینا،“
سیدنا انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا بھی بکثرت کیا کرتے تھے:
((بِاِنْسَانٍ مُّقْلِبِ الْقُلُوبِ تَسْتَقْبِلُهُ عَلَىٰ دِينِكَ)) ②

”اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا۔“

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔
اے اللہ! دلوں کو بد لنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھنا۔ میں نے عرض کیا: اے
اللہ کے رسول ﷺ! کیا دل بدل جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے
جس قدر بنوآدم ہیں سب کے دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں اگر اللہ چاہتا ہے تو انھیں
سیدھا رکھتا ہے اور چاہتا ہے تو انھیں ٹیڑھا کر دیتا ہے تو ہم اپنے اللہ سے جو ہمارا رب ہے یہ
سوال کرتے ہیں کہ ”وہ ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھانہ کرے“ اور ہم سوال
کرتے ہیں: کہ ”وہ خاص اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا فرمائے، بے شک وہ بہت عطا کرنے
 والا ہے۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ”آپ مجھے کوئی دعا سکھا دیں جو میں
اپنے لیے کیا کروں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ دعا کیا کرو۔

”اے اللہ! محمد ﷺ کے رب! میرے گناہ کو بخش دے، میرے دل کے غیظ و
غضب کو دور کر دے اور جب تک تو مجھے زندہ رکھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے

① جامع الترمذی، القدر، باب ما جاء أَنْ..... ۲۱۴۰

② جامع الترمذی، القدر، باب ما جاء أَنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أَصْبَعَيِ الرَّحْمَنِ..... ۲۱۴۰
وأحمد ۲۶۵۷۵

اپنی پناہ میں رکھ۔^①

۵: اپنے دلوں کی اصلاح کیجیے! انھیں گناہ کے زنگ سے صاف کیجیے ورنہ جو قوم اس دل کا خیال نہیں رکھتی اور ٹیز ہے پن کا خود شکار ہونے کی کوشش کرتی ہے اللہ بھی اسے ٹیز ہا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَمَّا زَاغُوا أَذَّاقَهُمُ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ ط﴾ (۶۱/الصف:۵)

”تو جب ان لوگوں نے کجر وی کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیز ہے کر دیئے۔“

مزید فرمایا:

﴿لَا وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةً لَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ ط هَلْ يَرَكُمْ مِنْ أَحَدٍ ثُمَّ أَنْصَرُكُمْ وَأَنْصَرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ بِإِيمَانِهِمْ قَوْمٌ لَا يَقْنَعُونَ ﴾ (۱۲۷/التوبہ:۹)

”اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (اور پوچھتے ہیں کہ) بھلا تمہیں کوئی دیکھتا ہے؟ پھر پلٹ جاتے ہیں، اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر رکھا ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ بھجو سے کام نہیں لیتے۔“

۶: گناہوں کی وجہ سے دل مردہ اور زنگ آلوہ ہو جاتے ہیں اور اسی طرح زیادہ ہنسنے سے بھی

دل مردہ ہو جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا تُخْثِرُوا الضَّحِكَ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقُلُبَ﴾^②

”تم زیادہ نہ ہنسا کرو! کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتے ہیں۔“



^① مصنف ابن ابی شيبة ۱۰ / ۲۱۰ المعجم الكبير للطبراني: ۳۳۸ / ۲۳

^② سنن ابن ماجہ، ۴۱۹۳، صحیح

انسان کی مرغوب (پسندیدہ) چیزیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«كُلُّنَّ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَيْعِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقْنَطَرَةِ
مِنَ الدَّاهِبِ وَالْفَضْلَةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرَثِ طَذْلَكَ مَتَاعٌ
الْحَيْوَةِ الدُّنْيَا ۝ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَيَابِ ۝» (آل عمران: ۱۴)

”لوگوں کو اُن کی خواہوں کی چیزیں یعنی عورتیں، بیٹے اور سونے و چاندی کے
بڑے بڑے ڈھیر، نشان لگے ہوئے گھوڑے، مویشی اور کھنچی باڑی زینت دار
معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیاہی کی زندگی کے سامان ہیں اور اللہ کے پاس
بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔“

فوائد:

۱: مذکورہ آیت مبارکہ میں ان چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کی طرف انسان طبعی اور فطری طور
پر مرغوب ہوتا ہے اور وہ انہیں پسند کرتا ہے مثلاً

(۱) عورتیں (۲) بیٹے (۳) سونا چاندی، مال و دولت

(۴) گھوڑے، مویشی، کھنچی اور سوار یاں

یہ ساری چیزیں انسان کی دنیاوی زندگی میں ضرورت بھی ہیں اگر انسان ان کا حصول اور
استعمال صحیح شرعی اصولوں پر رکھے تو یہ سب چیزیں اس کے لیے باعث خیر و برکت بنتی ہیں
اور اگر ان اشیاء کا حصول اور استعمال غلط رکھے تو یہی چیزیں اس کے لیے دنیا میں سب سے بڑا
فتنہ اور آخرت میں رسوائی کا سبب ہیں۔

۲: دنیاوی چیزوں کو شیطان بہت مزین کر کے انسان کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ انسان کو

گناہ کی طرف لے جاسکے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ بات کہی تھی۔

﴿قَالَ رَبِّيْتُ بِنِيْ اَعْوَيْتُكُمْ لَا زَيْنَنَ لَهُمْ فِي الارْضِ وَلَا غَوْيَةُهُمْ اَجْعَيْنَ لِإِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلِصِينَ ۝﴾ (۱۵/ الحجر: ۴۰)

”(اس نے) کہا کہ پروردگار اجیسے تو نے مجھے راستے سے الگ (گمراہ) کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں کے لئے (گناہوں کو) آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا۔ ہاں! ان میں جو تیرے مخلص بندے ہیں (ان پر قابو پانा مشکل ہے۔)“

نیز فرمایا:

﴿لِيَنْهَا اَدَمْ حَدُّوا لِزِينَتِكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَ كُلُّوَاشْرِبُوا وَ لَا شَرِيفُوا وَ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسِيرِفِينَ ۝ قُلْ مَنْ حَرَمَ زِينَةَ اللَّوَالِقَ أَخْرَجَ لِعِبَادَهُ وَ الظَّبَابَهُ وَ مِنَ الرِّزْقِ ۝ قُلْ هُنَّ لِلَّذِينَ امْتَنَوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَهُ يَوْمَ الْقِيَامَهُ ۝ كَذَلِكَ تُفَضِّلُ الْأَيُّوبَ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ قُلْ إِنَّمَا حَرَمَ رَبِّ الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْأَثْمَ وَ الْبَهْيَ بِغَيْرِ الْعِدْقِ وَ اَنْ شُرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُؤْتُوهِنَّ بِهِ سُلْطَانًا وَ اَنْ قَوْلُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَمْ يَعْلَمُونَ ۝﴾ (۷۸/ الاعراف : ۳۱ تا ۳۳)

”اے بنی آدم! ہر (نماز کے لیے) سجدہ کرتے وقت اپنے آپ کو مزین کیا کرو اور کھاؤ، پیو اور بے جانہ اڑاؤ! کہ اللہ بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ آپ پوچھو! کہ جوزینت (و آرائش) اور کھانے (پینے) کی پاکیزہ چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں اُن کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن خاص انہی کا حصہ ہوں گی۔ اسی طرح اللہ اپنی آسمیں سمجھنے والوں کے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ کہہ دو کہ میرے رب نے توبے حیائی کی ظاہری یا پوشیدہ باتوں کو، گناہ کو اور حق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے اور اس کو بھی کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی

اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں پچھہ علم نہیں۔“

یاد رہے! کہ مذکورہ آیات میں وارد ہونے والی چیزوں کو اعتدال سے استعمال کرنے میں پچھہ مضا لئے نہیں بلکہ سنت نبوی ﷺ پر عمل ہے۔

۳: اگرچہ یہ بات درست ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے مردوں کے لیے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو عورتوں سے زیادہ نقصان دہ ہو۔“^①

لیکن اگر سنت کے مطابق عورت سے نکاح کے بعد صحیح معنوں میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کیے جائیں تو دونوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و تواب اور سکون و راحت بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ أَيْمَنِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَاقِعَ وَرَحِمَهُ عَلَيْهِ﴾ (الروم: ۲۱)

اور اسی کے ساتھ راویہ روات (میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے اسے جس طرف پیدا نہیں کر لیا) کی طرف (ماں ہو کر) آرام حاصل کرو، اور تم میں محبت اور محربانی پیدا کر دی۔“

سیدنا انس رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مُحِبِّبُ إِلَيْهِ مَنْ زَانَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالظِّئْنُ وَجَعَلَ قُرْبَةً عَيْنَيْنِ فِي الصَّلَاةِ))^②

”دنیاوی اشیاء میں سے میرے دل میں عورتوں (اہل خانہ) اور خوشبو کی محبت پیدا

① بخاری، النکاح، باب ما يتقى من شؤم المرأة: (۵۰۹۶).

② سنن نسائی، عشرة النساء، بباب حب النساء (۳۹۴۹) والبیهقی فی الکبری (۷۸۰/۷) وصحیح الجامع الصفیر (۳۱۲۴)

کردی گئی ہے اور نماز کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا گیا ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر و عليه السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”دنیا سامان زندگی ہے اور دنیا کا بہترین سامان (ایسی) نیک بیوی ہے کہ جب وہ اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے، اگر اسے حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور اگر وہ اس سے غائب ہو تو یہ اپنے نفس کی اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔“ ①

سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا:

((أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ))

”کون سی عورت سب سے بہتر ہے؟“

آپ ﷺ نے فرمایا:

((الَّتِي تَسْرُّهُ إِذَا نَظَرَ وَتُطْبِعُهُ إِذَا أُمِرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَا لِهَا بِمَا يَكْرَهُ)) ②

”ایسی عورت کہ جب اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے جب وہ اسے کسی کام کا حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اس کی جان و مال کے حوالے سے اس کا شوہر جس چیز کو ناپسند کرتا ہو اس میں اس کی مخالفت نہ کرے۔“

۲: اولاد اور مال دونوں چیزیں انسان کی آزمائش کی سبب ہیں اور ان دونوں کی محبت اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

((إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ)) (٦٤ / التغابن: ١٥)

”تمہارے مال اور تمہاری اولاد مخصوص آزمائش ہیں۔“

اولاد اللہ کی نعمت ہے اور اس کے حصول کے لیے اللہ سے دعا انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور

① مسلم، الرضاع، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة: ١٤٦٩۔

② سنن نسائی، النکاح، باب ای النساء خیر (٣٢٣١) و صحیح الجامع الصفیر (٣٢٩٨) والصحیحہ (١٨٣٨) و مسند احمد (٩٣٠٤)

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ”شاوی کرو اور ایسی عورت سے کرو جس کے خاندان میں اولاد زیادہ ہوتی ہوتا کہ میں قیامت کے روز اپنی امت کی کثرت پر فخر کر سکوں۔“^۱ لیکن اگر اولاد کی محبت اعتدال میں ہو تو خیر و برکت ورنہ اولاد کی وجہ سے بندہ بہت سارے فتنوں کا شکار اور اللہ کا نافرمان بن جاتا ہے۔

۵: مال بھی انسانی ضرورت اور سامان زندگی کے لیے ضروری ہے مگر اس کی محبت بھی مناسب حد تک ہو تو یہ خیر و برکت لاتا ہے ورنہ قارون جیسے سرمایہ دار اپنے مال و متاع کے گھمٹنڈ میں برباد ہو گئے !!!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّهُ أَكْبَرُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۝ وَالْبِقِيلُ الصَّلِحُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ
فَوَابِاً وَخَيْرٌ أَمْلَا ۝﴾ (۱۸/الکھف: ۴۶)

”مال اور بیئے تو دنیا کی زندگی کی (رفق و) زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے رب کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔“

انسانی طبیعت مال کی محبت میں بڑی حریص ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۝﴾ (۱۰۰/العادیات: ۸)

”اور انسان مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔“

انسان کی مال کے ساتھ محبت کی کیفیت کے متعلق فرمان رسول ﷺ ہے کہ:

﴿لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَا يَتَغَنَّى ثَالِثًا ۝﴾^۲

”اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو تیسری کا خواہش مند ہو گا۔“

ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

۱ ابو داود، النکاح: ۲۰۵۰

۲ صحیح بخاری: ۶۴۳۶

”ابن آدم دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ وہ دونوں چیزیں اس کے حق میں بہت بہتر ہیں۔ (ایک تو) وہ موت کو ناپسند کرتا ہے جبکہ موت کی وجہ سے وہ آنے والے بے شمار فتوں سے محفوظ رہ جاتا ہے۔ دوسرا وہ تھوڑے مال کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ تھوڑا مال دنیا میں راحت کا باعث ہے اور قیامت کے دن اسکا حساب دینا بھی آسان ہو گا۔“ ①

۶: گھوڑے مویشی اور سوار یا انسانی ضرورت ہیں بلکہ انسان پر اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔

﴿وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دُفَّٰ وَمَنَافِعٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَانٌ حِينَ تُرْيَهُونَ وَحِينَ تَسْرُحُونَ ۝ وَتَعْجِلُ الْأَنْقَالَ لَمَّا إِلَى بَلَكِيدَ لَمْ تَكُونُوا بِلِغَيْرِهِ إِلَّا يُشْقِيَ الْأَنْفُسُ طَإِنَّ رَبَّكُمْ لَوْمُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَالْغَيْلَ وَالْبَغَالَ وَالْحَمَيْدَ لِتَرْكَبُوهَا وَزَيْنَةٌ طَوَيْلَةٌ مَالًا تَعْلَمُونَ ۝﴾

(النحل: ۱۶ / ۱)

”اور چوپا یوں کوئی اسی نے پیدا کیا ان (کی اون اور کھالوں) میں تمہارے لئے اساب گرماش اور بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور جب شام کو انہیں (جنگل سے) لاتے ہو اور جب صبح کو (جنگل) چرانے لے جاتے ہو تو ان سے تمہاری عزت و شان ہے۔ اور (ڈور دراز) شہروں میں جہاں تم زحمتِ شادق کے بغیر پہنچ نہیں سکتے وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار نہیں تھا کہ تم ان پر سواری کرو اور (وہ تمہارے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سواری کرو اور (وہ تمہارے لئے) رونق و زینت (بھی ہیں) اور وہ (اور چیزیں بھی) پیدا کرتا ہے جن کی تمہیں خبر نہیں۔“ ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اخْتَبَسَ فَرَسَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِيمَانًا بِاللَّهِ وَتَصْدِيقًا
بِوَعْدِهِ ، فَإِنَّ شَبَعَةً وَرِيهَهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ)) ①

”جس شخص نے اللہ پر ایمان اور اس کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑا لے رکھا تو اس کا پیٹ بھر کر (چارہ) کھانا، سیراب ہو کر پانی پینا، کھانا کھا کر لید کرنا اور پانی پی کر پیشاب کرنا (سب کا سب) قیامت کے دن نیکیوں کے ترازوں میں رکھ کر تولا جائے گا۔“

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر عربی گھوڑے کو صبح کے وقت دو دعا عکس کرنے کی اجازت ملتی ہے لہذا وہ دعا کرتا ہے:

”اے اللہ! تو نے انسانوں میں سے جسے بھی میرا مالک بنایا ہے تو مجھے اس کے سب سے پسندیدہ اہل اور مال میں سے بنادے یا یہ کہتا ہے کہ مجھے اس کا سب سے زیادہ پسندیدہ اہل و مال بنادے۔“ ②

لیکن اگر ان گھوڑوں اور سواریوں کی محبت دین اور آخرت بر باد کر دے تو ان سے بچنا چاہیے۔ جیسا کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ہے:

سلیمان علیہ السلام کی راہ میں جہاد کرنے کی پسندیدہ خصلت کی بنا پر گھوڑوں سے بہت بیمار کرتے تھے۔ آپ کے پاس مضبوط اور تیز رفتار گھوڑے تھے۔ اور ان کے پہلو پروں سے مزین تھے (یعنی وہ پروں والے گھوڑے تھے) جو ہواوں میں اڑتے تھے۔ اور ان کی تعداد (۲۰) بیس ہزار تھی۔ ایک دن آپ ان کے جائزہ و معائشہ اور لفظ و تنظیم میں مشغول رہے۔ اسی دوران نماز عصر نقش خیال سے اتر گئی کہ پڑھنہ سکے۔ حالانکہ قصد ایسا نہ کیا تھا، مگر جب یاد آیا

① بخاری، الجہاد، باب من احتبس فرسا فی سبیل اللہ (۲۸۵۳)

② النسائی، الخیل، باب دعوة الخیل: (۳۶۰۹).

کہ ان گھوڑوں کے بیار کی وجہ سے میری نماز فوت ہو گئی ہے تو کہنے لگے ”اللہ ذوالجلال کی قسم! آج کے بعد میرے رب کی عبادت میں تم رکاوٹ نہ بن سکو گے۔“ پھر ان کے پاؤں، گرد نیں اور کوچیں تلوار سے کائیں کا حکم دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصے کا تذکرہ سورہ ص میں کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهَبَنَا لِدَاوَدَ سُلَيْمَانَ طَنَعَمُ الْعَبْدُ طِإِنَّهُ أَوَّابٌ طِإِذْ عِصَمَ عَلَيْهِ بِالْعَشَيْتِ
الصَّفَنَتُ الْجِيَادُ طِفَقَالِ إِنَّمَا أَحْبَبَتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذَكْرِ رَبِّيِّ حَتَّىٰ تَوَارَتْ
بِالْحَجَابِ طِرْدُوهَا عَلَى طَقْلِيقَ مَسْحَابًا بِالشُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ﴾

(۳۸/۳۰-۳۳ ص)

”اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کئے بہت خوب بندے (تھے اور) وہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔ جب ان کے سامنے دن کے پچھلے پھر خاصے گھوڑے پیش کئے گئے۔ تو کہنے لگے کہ میں نے اپنے پروردگار کی یاد سے (غافل ہو کر) مال کی محبت اختیار کی یہاں تک کہ (آفتاں) پر دے میں چھپ گیا۔ (بولے کہ) ان کو میرے پاس واپس لے آؤ پھر ان کی ناگنوں اور گردنوں پر ہاتھ پھینرنے لگے۔“

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سلیمان علیہ السلام کو دیکھا کہ اس نے میرے اخلاص کی وجہ سے، میرے عذاب سے خوفزدہ ہو کر اور میری محبت و جلالت کے سامنے سرا فگنڈہ ہو کر، صرف اس لیے ان نفس گھوڑوں کو تباخ کر دیا ہے کہ انہوں نے ان کو اپنی کشش میں اتنا محور دیا کہ نماز کا وقت نکل گیا ہے۔ تو اللہ کریم نے اس کا صلہ اس سے کئی گناہ بہتر دیا کہ سبک اندام اور چاک فرام ہوا تابع فرمان کروی۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام جہاں جانا چاہتے ہوا ان کے لیے روائی دوں رہتی۔ ایک ماہ کا سفر آغاز دن سے اور ایک ماہ کا سفر دن کے پچھلے پھر طے کر لیتی تھی۔ یہ گھوڑوں کی رفتار دلکشا سے کہیں بہتر اور تیز تر تھی۔

اس واقعہ سے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی صداقت حقیقت کے روپ میں سامنے

آجاتی ہے:

”اے انسان! اگر تو کوئی چیز بھی خوفِ الٰہی سے ترک کرے گا تو اللہ عز و جل تجھے اس سے بہتر عنایت فرمائے گا۔“ ①

۷: کھیتی باڑی ضرورت کی حد تک درست اور کار خیر ہے لیکن اگر وہ مقصد زندگی ہی بن جائے تو وہ بال جان ہے۔



① مسند احمد (۵/۳۶۳)۔ و بیهقی (۵/۳۳۵)، صحیح

متقین کے لیے جنتی نعمتیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْمَنِعْنُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ دِلِكُمْ طَالِبِنِينَ إِنَّهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَاحٌ تَّجْوِيْنِ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ خَلِيدِيْنَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّكْهَرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ طَوَّا اللَّهُ بِصَيْرَةً بِالْعِبَادَةِ﴾ (آل عمران: ۱۵)

”(اے پیغمبر) ان سے کہو کہ بھلا میں تمہیں اسکی چیز بتاؤں جو ان چیزوں سے کہیں اچھی ہو (سنو) جو لوگ پرہیز گار ہیں ان کے لیے اللہ کے ہاں باغات (جنت) ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور پاکیزہ عورتیں ہیں اور (سب سے بڑھ کر) اللہ کی خوشنودی۔ اور اللہ تعالیٰ (اپنے نیک) بندوں کو دیکھ رہا ہے۔“

فواہد:

- ۱: گذشتہ آیت میں اللہ رب العزت نے فرمایا: ”میرے پاس اچھا ٹھکانہ ہے۔“ اب اس ٹھکانے کی تفصیل بتائی جاری ہے کہ وہ کس کے لیے؟ اور کیسا ہے؟ اس آیت مبارکہ میں چار چیزوں کو بیان کیا گیا ہے:
 - ❖ اللہ کے نزدیک دنیا کے مقابلے میں آخرت کا سامان بہتر ہے۔
 - ❖ جنت اور اس کی نعمتیں یقینی والی ہیں۔
 - ❖ جنتی نعمتوں میں سے ایک نعمت پاکیزہ بیویاں بھی ہیں۔
 - ❖ متقین سے اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کا اعلان کر رہے ہیں۔
- ۲: آخرت کا ساز و سامان متقین کے لیے بہتر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْ مَنَّاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَى وَلَا تُظْلَمُونَ فَيَنِلُوا﴾ (۷۷/ النساء)

(۷۷/ النساء: ۷۷)

”(اے پیغمبر ان سے) کہہ د کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور بہت اچھی چیز تو پرہیز گارکے لیے (نجات) آخرت ہے۔ اور تم پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿فَمَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَنَّاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا حَوْلَهُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَنْقَى
لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ (۴۲/ الشوری: ۳۶)

”تو جو کچھ بھی تمہیں عطا کیا گیا ہے (یہ) تو دنیاوی زندگی کا سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ بقاء والا ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔“

سیدنا سہل بن سعد رض کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور اس میں (موجود) ہر چیز سے بہتر ہے۔^۱ ۳: جنت کی ہیئتی والی نعمتوں میں سے ایک چیز اس کی نہریں ہیں جہاں سے جنتی پانی پیسیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ لِفِيهَا آنَهَرٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرُ أَسِنٍ حَوْلَهُ
مِنْ كَلَّبٍ لَّهُ يَنْعَيْرُ طَعْمَهُ وَ آنَهَرٌ مِنْ خَيْرٍ لَّدُّهُ لِشَرِبِيْنَ وَ آنَهَرٌ مِنْ
عَسَلٍ مُّصَفَّلٍ لَّهُ﴾ (۱۵/ محمد: ۴۷)

”جنت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بد بودا نہیں ہو گا اور دوھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بد لے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور خوب

^۱ صحيح البخاري، الرقاق، باب مثل الدنيا في الآخرة: ۶۴۱۵

صاف کیے ہوئے (خالص) شہد کی نہریں ہیں (جو حلاوت ہی حلاوت ہے)۔“
دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿مَثُلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ طَبَّعُرِيٌّ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ طَمَكُهَا دَإِمْرَةٌ
ظَلَّهَا طَرْبَلٌ تَكَ عُقْبَى الَّذِينَ أَتَوْا ۚ وَ عُقْبَى الْكَفِيفِينَ النَّارُ ۚ﴾ (۱۰)

(۳۵/الرعد)

”جس باغ کا متقيوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے اوصاف یہ ہیں کہ اس کے
نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں اس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور
اس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متqi ہیں۔ اور کافروں کا انجام
دوزخ ہے۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَ أَمَّا الَّذِينَ سُوْدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَ الْأَرْضُ
إِلَّا مَا كَشَأَ رَبُّكَ طَعَلَاءُ عَبْرَ مَجْدُوْنُ ۚ﴾ (۱۱/ہود:۸)

”اور جو نیک بخت ہوں گے وہ بہشت میں (داخل کئے جائیں گے اور) جب تک
آسمان اور زمین میں ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے یہ (اللہ
کی) عطا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی۔“

سیدنا حکیم بن معاویہ رض اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے باپ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت میں پانی، شہد، دودھ اور شراب کی نہریں ہیں اور ان نہروں سے (چھوٹی) نہریں لکھیں گی جو جنتیوں کے محلات کی طرف جائیں گی۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿النَّوْرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافِتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَ مَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ

❸ سنن الترمذی، صفة الجنۃ، باب ما جاء في صفة اهل الجنۃ (۲۵۷۱)

وَالْيَاقُوتُ تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْنَكِ وَمَا فَوْهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ
وَأَبَيْضُ مِنَ الثَّلْجِ) ①

”کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، اس کا پانی
موتی اور یاقوت پر بہتا ہے، اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوبصورت اور اس کا پانی
شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔“

۳: اہل جنت کے لیے پاکیزہ، حیادار اور شرمیلی بیویاں بھی ہیں۔

اہل جنت کے لیے دنیا کی خواتین میں سے کچھ بیویاں ہوں گی اور کچھ اللہ کی جنت کی
خلوق حوریں ہوں گی۔

جنتی عورتوں کی چند ایک صفات یہ ہیں:

۱: تمام ظاہری آلاتوں (مثلاً حیض، نفاس، پیشاب، پاخانہ، تھوک، منی) اور باطنی آلاتوں
(مثلاً غصہ، حسد---) سے پاک ہوں گی۔ ②

۲: شوہروں کی، ہم عمر، کنواری، محبت کرنے والی۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا فَعُرْبًا أَثْرَابًا فَلَا صُبْحٌ
أَيْمَنِينَ﴾ (۵۶/ الواقعہ: ۳۸، ۳۵) ③

”ہم نے ان (حوروں) کو پیدا کیا، تو ان کو کنواریاں بنایا، (اور شوہروں کی)
پیاریاں اور ہم عمر دا بنے ہاتھ والوں کے لئے۔“

۳: حسن صورت و سیرت کی پیکر۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فِيهِنَّ خَيْرٌ حَسَانٌ﴾

”جنت میں (اہل جنت کے لیے) خوب سیرت اور خوبصورت بیویاں ہوں گی۔“

۴: جنتی خواتین میں سے اگر کوئی عورت دنیا میں جھانک لے تو مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن

① سنن الترمذی، التفسیر، باب فی تفسیر سورۃ الکوثر، رقم (۳۴۶۱)

② تفسیر ابن جریر الطبری: ۳۹۶۱

ہو جائے، جنتی عورت کا دو پنڈ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔ ①

۵: جنتی عورت ستر جوڑے پہنے ہوگی جن میں سے اس کی پنڈلی کا گود انظر آئے گا۔ ②

۶: ہر جنتی کو اللہ بنات آدم (دنیاوی عورتوں) سے دو دو بیویاں عطا فرمائے گا اور حوریں اس کے علاوہ ہوں گی اور جنت میں داخل ہونے والی خواتین اپنی مرضی اور اللہ کے حکم کے مطابق اپنے دنیاوی شوہروں کی بیویاں بنیں گی۔ (بشر طیکہ وہ شوہر جنتی ہوں) ورنہ اللہ تعالیٰ انہیں کسی دوسرے جنتی سے بیاہ دیں گے۔ جن خواتین کے دنیا میں (فوت ہونے کی صورت میں) دو یا تین یا اس سے زائد شوہر ہوں گے ان خواتین کو اپنی مرضی اور پسند کے مطابق کسی ایک کے ساتھ بیوی بن کر رہنے کا اختیار دیا جائے گا جسے وہ پسند کر لے اسی کے ساتھ رہے گی۔ ③

جنتی حوروں کی چند صفات، عفتت مآب، حیادار، موتیوں جیسی، خوبصورت، شوہروں کی ہم عمر:

﴿فِيهِنَّ قُصْرُ الطَّرْفِ لَمْ يَظْهِهُنَّ إِلَّا قَبْلَهُمْ وَلَا جَانَّنَّ فِي كَيْنَى الْأَكَوَافِ
رَتِكَلَمَا نَكَلَنَّ بِنَنَّ كَانُهُنَّ إِلَيْا قُوْثُ وَالْمَوْجَانُنَّ﴾

(الرحمن: ۵۹، ۵۶)

”ان میں سے نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں، جنہیں ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ کسی جن نے تو تم اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کو جھٹاؤ گے؟ گویا وہ عورتیں یا قوت اور سر جان ہیں۔“

﴿وَعِنْهُمْ قُصْرُ الطَّرْفِ عَيْنُنَّ لَمْ كَانُهُنَّ بَيْضُ مَكْنُونُونَ﴾ ④

(الصفات: ۴۸، ۴۹)

”اور ان کے پاس نگاہ نیچے رکھنے والی، موٹی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔ جیسے وہ

① بخاری، الجہاد، باب الحور العین و صفتہن: ۲۷۹۶.

② ترمذی، الجنۃ، باب ما جاء فی صفة الجنۃ (۲۵۳۵)

③ النہایۃ لابن کثیر، الفتن والملاحم: ۳۸۷/۲

چھپا کر کے ہوئے اٹھے ہوں۔“

﴿لَوْلَا عِنْدَهُمْ قُبْرُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ﴾ (۵۲ ص: ۳۸) (۵۲)

”اور ان کے پاس نگاہ نیچے رکھنے والی ہم عمر عورتیں ہوں گی۔“

﴿الْحُورُ مَقْصُورَاتٍ فِي الْخَيَامِ﴾ (۷۲ الرحمن: ۵۵)

”حوریں (سفید جسم، سیاہ آنکھوں والی عورتیں) جو خیموں میں روکی ہوئی ہیں۔“

سیدنا انس رض کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جنت میں موٹی آنکھوں والی حوریں یہ (ترانہ) گاتی ہیں۔ ہم خوبصورت اور

نیک سیرت حوریں اپنے محبوب شوہروں کے لیے حفاظت کی گئی ہیں۔“^۱

۵: اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اللہ کی رضامندی ہے جس کے بعد نار اٹھنی نہیں ہے۔ جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں ہے اور مزید فرمایا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَ هَاجَرُوا وَ جَهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَأْمُولُهُمْ وَ أَنفُسُهُمْ﴾

اعظم درجہ عنده اللہ ط وَ اولُئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ^۲ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ

مِنْهُ وَ رَضْوَانٍ وَ جَنَّتٍ لَهُمْ فِيهَا لِعِيمٌ مُقِيمٌ لَخَلِدِينَ فِيهَا آبَدًا طَإِنَّ اللَّهَ

عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ^۳﴾ (۹ التوبہ: ۲۰ تا ۲۲)

”جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے جہاد

کرتے رہے اللہ کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے

والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی رحمت، خوشنودی اور بہشتیوں کی خوشخبری دیتا

ہے جن میں ان کے لئے نعمت ہائے جاودا نی ہے۔ (اور وہ) ان میں ہمیشہ رہیں

گے کچھ شک نہیں کہ اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَعْرِيقَهَا الْأَنْهَرُ خَلِدِينَ

① صحیح الجامع الصغیر: ۱۵۹۸.

فِيهَا وَ مَسْكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّتِ عَدْنٍ طَوَّرَهُ اللَّهُ الْكَبِيرُ طَذِيقٌ هُوَ
الْقُوْزُ الْعَظِيمُ ⑥) (٧٢: التوبۃ)

”اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے یہ شتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نچے
نہیں بہہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ہمیشہ کی جنتوں میں نفس
مکانات کا (وعدہ کیا ہے) اور اللہ کی رضامندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی
بڑی کامیابی ہے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جنتیوں
سے فرمائے گا: اے اہل جنت! وہ کہیں گے: اے پروردگار! ہم آپ کی خدمت کے لیے بار بار
حاضر ہیں، ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو گئے؟ جنتی
عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہمیں کیا (تکلیف) ہے کہ ہم راضی نہ ہوں جبکہ تو نے
ہمیں وہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی ایک کو بھی عطا نہیں فرمائیں۔ اللہ
تعالیٰ فرمائے گا: ”کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ عطا کروں؟ جنتی کہیں گے: ”اب اس سے
بہتر کوئی چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”میں اپنی رضامتم پر نازل کر رہا ہوں اب اس کے بعد تم
کسی ناراض نہیں ہوں گا۔“



صرف ایک دین.....اسلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا مِنْ
بَعْدِ مَا جَاءُهُمُ الْعِلْمُ بَعْدًا يَنْهَا مُطَّوِّرٌ وَمَنْ يَكْفُرُ بِأَيْتِ اللَّهِ فَقَاتَ اللَّهُ سَرِيعُ
الْحِسَابِ ۝ فَإِنْ حَاجُوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۝ وَقُلْ
لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمَمِينَ أَسْلَمْتُمْ ۝ فَإِنْ آسَلَمُوا فَقَدِ اهْتَدُوا ۝ وَإِنْ
تُوْلُوا فَإِنَّا عَلَيْكُمُ الْبَلِىغُ ۝ وَاللَّهُ بِمَا يَعْبَادُونَ ۝﴾

(آل عمران: ۱۹، ۲۰)

”دین تو اللہ کے نزدیک اسلام (ہی) ہے اور اہل کتاب نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم حاصل ہونے کے بعد آپس کی صد سے کیا۔ اور جو شخص اللہ کی آئیوں کو نہ مانتے تو اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا (اوسرزادینے والا) ہے، (اے پیغمبر!) اگر یہ لوگ تم سے جھگڑا نہ لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیر و کار تو اللہ کے فرمانبردار ہو چکے۔ اور اہل کتاب اور آن پڑھ لوگوں سے کہو: تم بھی (اللہ کے فرمانبردار بنتے اور) اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو پیش کردہ ایت پالیں اور اگر (تمہارا کہا) نہ مانیں تو تمہارا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے اور اللہ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہی۔“

فواہد:

ا: اللہ کا پسندیدہ دین ”اسلام“ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿الْيَوْمَ أَكْلَمْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتُمْتَ عَلَيْكُمْ نُعْمَانِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ

دیناً ﴿۵﴾ (النائدة : ۳)

”آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا،“

۲: تمام مذاہب کے مانے والوں کو اللہ کے پچے دین ”اسلام“ ہی کو اپنانے کی تلقین:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَسْكَنًا لِيَدُكُّرُوا السَّمَاءَ اللَّوْلَ عَلَى مَارِدَقَهْمُ قَنْ بَهْمَمَةَ الْأَنْعَامَ طَقَاهُمْ كُمَّ اللَّهُ وَاجِدَفَلَهُ أَسْلِمُوا طَبَشَرُ الْمُسْخِتَيْنَ ﴾

(۳۴/الحج: ۲۲)

”اور ہم نے ہر ایک امت کے لیے قربانی کا طریقہ مقرر کر دیا ہے تاکہ جو مویشی چوپائے اللہ نے ان کو دیئے ہیں (انہیں ذبح کرتے وقت) ان پر اللہ کا نام لیں سوتھما را معبود ایک ہی ہے اسی کے لیے مسلمان (فرمانبردار) ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سناؤ،“

﴿شَرَعْ لَكُمْ قِنْ الدِّيَنِ مَا وَطَّنَ بِهِ نُوحَا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكُمْ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّيَنَ وَلَا تَنْتَفِرُوا فِيهِ طَبَشَرُ ﴾

(۱۳/الشوری: ۴۲)

”اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ!) ہم نے تمہاری طرف وحی بیٹھی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔“

۳: سیدنا نوح عليه السلام نے بھی اسی بات کا انہیار ان الفاظ سے فرمایا تھا۔

﴿وَأَمْرَتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ السَّلِيلِيْنَ ﴽ

(۷۲: یونس: ۱۰)

”اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں مسلمانوں (فرمانبرداروں) میں رہوں،“

۴: سیدنا ابراہیم عليه السلام بھی مسلم تھے:

﴿وَإِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ﴾ قَالَ أَسْلَمْتُ إِلَيْكُمْ الْعَالَمِينَ ۚ وَوَطَّنِي بِهَا إِبْرَاهِيمَ بَنِيَّهُ
وَيَعْقُوبُ طَ يَبْنَيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الظَّرِيفَ فَلَا تَمُؤْنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ
مُسْلِمُونَ ۝ ﴾٢/البقرة: ١٣١ - ١٣٢﴾

”جب ان سے ان کے رب نے فرمایا کہ اسلام لے آؤ تو انہوں نے عرض کیا
کہ میں رب العالمین کے آگے سر تسلیم ختم کرتا ہوں۔ اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو
اسی بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا کہ) بیٹا
اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے تو تمہیں صرف مسلمان ہونے
کی حالت میں موت آئی چاہیے۔“

۵: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بھی اسلام کی دعوت دی:

﴿وَقَالَ مُوسَى يَقُولُ إِنَّكُمْ أَمْنَתُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكُّدُوا إِنْ كُنْتُمْ
مُسْلِمُونَ ۝ ﴾١٠/یونس: ٨٤﴾

”اور موسیٰ نے کہا کہ اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اگر (دل سے)
فرمانبردار ہو تو اسی پر بھروسار کھو۔“

۶: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواری بھی دین اسلام کو مانتے والے تھے۔

﴿وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَيْهِ الْعَوْرَتَنَ أَنْ أَمْنَوْا بِنِي وَبِرَسُونِي ۝ قَالُوا أَمَنَّا وَأَشْهَدْنَا
مُسْلِمُونَ ۝ ﴾٥/المائدۃ: ١١١﴾

”اور جب میں نے حواریوں کی طرف حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے چیخیر پر ایمان
لااؤ تو وہ کہنے لگے کہ (اللہ!) ہم ایمان لائے تو شاہدرہ ہنا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔“

۷: دین فطرت صرف ”اسلام“ ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبْوَاهُ يُهَوِّدُهُ وَأُزْ
يَنْصِرِرَانِهُ أَوْ يُمَحْجِسَانِهُ كَمَا تُنْتَجُ التَّبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ

تُحِسْنُونَ فِيهَا مِنْ جَذْعَاءٍ ثُمَّ يَقُولُ ﴿فَطَرَ اللَّهُ الْيَقِينُ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا مَا لَا تَبْيَنُ إِلَّا لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الَّذِينُ أَقْرَمُوا﴾ (الروم : ۳۰) ①
 ”ہرچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے بعد اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی بنادیتے ہیں جس طرح جانوروں کے بچے تندرست و سالم پیدا ہوتے ہیں مگر بعد میں یہ کافران کے کام وغیرہ کاٹ ڈالتے ہیں (ایسی طرح انسانوں کے سب بچے اسلامی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں) اس کے بعد آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی ”وَهُنَّا فَطَرَ اللَّهُ نَّأَنَّا كَيْمَاتَ الْأَنْشَاءِ تَحْقِيقًا مِّنْ كُوئَيْ تَبْدِيلٍ نَّهِيْسُ، يَهِيْ دِينُ هُنْكِيْكَ هَيْ بَهِيْسُ“ ②

۸: رسول اللہ ﷺ نے اپنوں اور غیروں سبھی کو اسلام کی دعوت دی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف خطوط لکھ کر مختلف لوگوں کو اسلام کی دعوت سے روشناس فرمایا:

((ثُمَّ دَعَا بِكِتَابٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي بَعَثَ رَبِّهِ دِحْيَةً إِلَى عَظِيمٍ بُصْرَى فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ قَتْرَاهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (مِنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَسُولِ اللَّهِ) إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ أَتَبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّى أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرُكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّنَا فَإِنَّ اللَّهَ عَلَيْكَ إِنْ شَاءَ الْأَرِبَيْسِتَيْنَ وَ (يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْنَا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِإِنَّا مُسْلِمُونَ)) ③

① بخاری ، تفسیر القرآن ، باب لا تبدیل لخلق الله (۴۷۷۵) و مسلم (۲۶۵۸)

② صحیح بخاری ، بده الوحی ، باب کیف بده الوحی (۷)

”پھر ہر قل نے رسول اللہ ﷺ کا (مقدس) خط جو آپ ﷺ نے دھیہ کلبی کے ہمراہ امیر بصری کے پاس بھیجا تھا اور امیر بصری نے اس کو ہر قل کے پاس بھیج دیا تھا، منگوا کر پڑھوایا، تو اس میں یہ مضمون تھا: ”اللہ نہایت مہربان رحم کرنے والے کے نام سے (یہ خط ہے) اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے بادشاہ روم کی طرف، اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی چیزوی کرے! اس کے بعد واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاوے گے تو (قہر الہی) سے فتح جاؤ گے اور اللہ تمہیں دو گناہ ثواب دے گا اور اگر تم (میری دعوت سے) منہ پھیرو گے تو بلاشبہ تم پر (تمہاری) تمام رعیت (کے ایمان نہ لانے) کا گناہ ہو گا اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یعنی یہ کہ ہم اور تم خدا کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا پروردگار بنائے۔ اور ”فرماتا ہے کہ پھر اگر اہل کتاب اس سے اعراض کریں تو تم کہہ دینا کہ اس بات کے گواہ ہو کہ ہم خدا کی اطاعت کرنے والے ہیں“

۹: کافروں کو سب سے پہلے دعوت اسلام دینے کا حکم اور اس کا ثواب:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا:

”میں کل یہ پرچم ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں،“ سہل کہتے ہیں کہ لوگوں نے وہ رات بڑی بے چینی سے گزاری! کہ دیکھئے کل کے پرچم عطا ہوتا ہے؟ جب صحیح ہوئی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور ہر ایک اس پرچم کے مٹے کا خواہش مند تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا انہیں بلاو! چنانچہ انہیں بلا یا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا لحاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا کر ان کے لئے دعا فرمائی تو وہ ایسے تندrst ہو گئے گویا۔

انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی تو آپ نے انہیں پرچم دے دیا۔ سیدنا علیؑ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں ان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں آپ نے فرمایا تم سید ہے جا کر ان کے میدان میں اتر پڑو

((أَنَّمَا أَدْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَآخِرُهُمْ بِمَا يَجِدُ عَلَيْهِمْ فَوَاللَّهُ لَا يُنْهَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعْمَ)) ①

”پھر انہیں اسلام کی دعوت دینا اور اسلام میں اللہ کے جو حقوق ان پر واجب ہوں گے وہ بتانا قسم خدا کی اتمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا کسی کو (اسلام کی طرف) ہدایت فرمادینا تمہارے لئے سرخ (عمده) اونٹوں سے بہتر ہے۔



① صحيح بخاري، الجهاد والسير، باب دعاء النبي الناس الى الاسلام (٢٩٤٢) وابوداؤد (٣٦٦١)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ سیدہ مریم علیہ السلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّي إِنِّي وَضَعَتْهَا أَنْثِيٌّ لَوَاللَّهِ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ طَوَّ
لَيْسَ اللَّهُ كُوَّكَلَانْثِيٌّ وَإِنِّي سَيِّدَهَا مَرِيمَ وَإِنِّي أَعْيُنُهَا بِكَ وَذُرْتَهَا مِنَ
الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ ۝ فَتَقْبَلَهَا رَبُّهَا يَقْبُولُ حَسِينٌ وَأَنْتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۝ وَ
كَلَّهَا زَكْرِيَاً لَمْ يُكَلِّسَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكْرِيَا الْمُحَرَّابُ لَوَجَدَ عِنْدَهَا يَرْزُقًا ۝ قَالَ
يَمِيرِيمُ أَلِّي لَكِي هَذَا طَقَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ طَإِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ
حَسَابٍ ۝﴾ (آل عمران: ۳۶ - ۳۷)

”جب ان کے ہاں بچ پیدا ہوا اور جو کچھ ان کے ہاں پیدا ہوا تھا اللہ کو خوب معلوم تھا، تو کہنے لگیں کہ اے میرے رب! میرے ہاں تو لڑکی ہوئی ہے اور (نذر کے لیے) لڑکا (موزوں تھا کہ وہ) لڑکی کی طرح (تاتواں) نہیں ہوتا، اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں نے میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ تو پروردگار نے اس کو پسندیدگی کیسا تھا قبول فرمایا اور اسے اچھی طرح پروردش کیا۔ اور زکریا کو اس کا متنفل (کفالت کرنے والا) بنایا۔ زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے! (یہ کیفیت دیکھ کر ایک دن مریم سے) پوچھنے لگے: کہ مریم! یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ وہ بولیں کہ اللہ کے ہاں سے (آتا ہے) پیش کر اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے۔“

فوائد:

۱: اس آیت مبارکہ میں سیدنا عمران، ان کی بیوی سیدہ مریم کی والدہ، سیدہ مریم اور سیدنا عیسیٰ ﷺ کا ذکر کیا گیا ہے۔

سیدنا عیسیٰ ﷺ کی نانی اور سیدہ مریم ﷺ کا نام حنہ بنت فاقوذھا اور یہ عمران بن یاشہم کی زوجیت میں تھیں یہ سیدنا سلیمان بن داؤد ﷺ کی نسل سے تھے۔

سیدنا زکریا ﷺ اور عمران ﷺ دونوں کے عقد میں دو بہنیں تھیں سیدنا زکریا کے گھر بیکی اور عمران کے گھر مریم پیدا ہوئیں جس کے ہاتھی ﷺ پیدا ہوئے۔ سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

معراج کے موقع پر دوسرے آسمان پر بیکی ﷺ اور عیسیٰ ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دونوں خالہزاد بھائی ہیں (اصطلاح عرب میں ماں کی خالہ کے لڑکے کو بھی خالہزاد بھائی کہہ دیتے ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے خالہزاد کہا) ①

۲: بیت المقدس کے خدام میں لڑکے پیش پیش ہوتے تھے۔ جب عمران کی بیوی حاملہ ہوئی تو سیدنا عمران دنیا سے چل بے۔ سیدہ حنہ بنت فاقوذہ سلام اللہ علیہا نے نذر مانی: ”جو بھی میرے پیٹ میں ہے اسے مسجد کی خدمت کے لیے وقف کرتی ہوں۔“ نذر مانتے وقت ذہن میں بیٹے کا تصور تھا لیکن جب بیٹی پیدا ہوئی تو پریشان ہو گئیں کیونکہ کئی وجوہات کی بناء پر عورت مسجد میں مستقل نہیں رہ سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے انجار کھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کو قبول کر لیا ہے اور اس کا مقام و مرتبہ بہت اونچا کر دیا ہے اور اس کا نام بھی میں نے خود ”مریم“ رکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بچے کا نام ساتویں دن رکھنے کا حکم دیا ہے لیکن اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بچے کا نام پہلے دن بھی رکھا جا سکتا ہے اور یہ مسئلہ حدیث سے بھی ثابت ہے۔ سیدنا

① بخاری، مناقب الانصار، باب المعراج: ۳۸۸۷

انس بن مالک رض سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آج رات میرے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اور میں نے اپنے باپ (ابراہیم صلی اللہ علیہ و آله و سلم) کے نام پر اس کا نام ابراہیم رکھا ہے۔“^①

۳: سیدہ مریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی والدہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! میں اس بچی اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔

سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھوتا ہے شیطان کے اس کو کچوک کے لگانے کی وجہ سے بچہ چیخ کر دوئے لگتا ہے البتہ مریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم اور ان کے بیٹے عیسیٰ صلی اللہ علیہ و آله و سلم شیطان کے کچوک سے محفوظ رہے تھے۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد سیدنا ابو ہریرہ رض نے فرمایا: کہ ”اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ (وَإِنْ أَعْيُدْهَا يَكُنْ وَذُرْرَةً يَهَا مِنَ الشَّقِيقِ الرَّاجِحِ)“^②

۴: جب مریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم پیدا ہوئیں تو ان کی والدہ انھیں بیت المقدس کے دربان کے پاس لے گئیں اور اپنی نذر کا بتایا۔ تو دربان نے کہا: ”اے میں اپنے گھر نہیں لے جا سکتا۔ تو زکر یا عینہ نے کہا: ”کہ یہ بچی مجھے دے دو کیونکہ اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے، باقی لوگوں نے کہا ہم اس فیصلے پر خوش نہیں ہیں! یہ ہمارے امام کی بیٹی ہے۔ پھر انہوں نے مریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی پروردش پر قلموں کے ساتھ قرعدہ اندازی کی یہ وہ قلم تھے جن کے ساتھ وہ تورات لکھتے تھے۔ تو زکر یا عینہ کے نام کا قرعہ نکل آیا ہندووی سیدہ مریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی کفالت کرنے لگے۔^③

۵: ایک دفعہ زکر یا عینہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم کے پاس ان کے مجرہ میں داخل ہوئے تو وہاں بے موسم کے پھل پڑے دیکھے تو چونکہ کفرمانے لگے: یہ کہاں سے آئے ہیں؟ تو مریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے کہا یہ

① مسلم، الفضائل، باب رحمته علیکم الصبيان والعيال: (۲۳۱۵)

② مسلم، الفضائل، باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام: (۲۳۶۶)

③ جامع البیان ۱۶۴/۳

اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ معلوم ہوا یہ پھل اور رزق اللہ تعالیٰ نے انھیں بطور کرامت عطا فرمائے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا خبیب بن عذری رض کو عطا فرمائے۔ سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ خبیب رض کو مشرکین مکہ نے قید کر لیا اور حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خرید لیا۔ خبیب رض نے بد رکی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ خبیب رض ان کے ہاں کچھ دن قید رہے۔ حارث کی بیٹی (زینب رض) بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم! کوئی قیدی میں نے خبیب رض سے بہتر نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن دیکھا کہ انگور کا خوشان کے ہاتھ میں ہے اور اس سے کھا رہے ہیں حالانکہ وہ لو ہے کی زنجروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں ان پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا وہ کہا کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی روزی تھی جو اللہ نے خبیب رض کو بھیجی تھی۔ ①



① البخاری، الجہاد، باب هل یستأسر الرجل ومن لم یستأسر..... ۳۰۴۵

وعدہ پورا کرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿بَلْ مَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ وَأَتَقْرَبَ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴾

(آل عمران: ۳۷)

”ہاں جو شخص اپنے وعدے کو پورا کرے اور (اللہ سے) ڈرے تو اللہ ڈرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

فواہد:

۱: آیت کریمہ کے پہلے حصے میں وعدوں کی پاسداری کی تلقین کی جاتی ہے۔ چونکہ عہد و پیمان کا خیال رکھنا مومن کی نشانی ہے اس لیے خطاب خصوصاً مومنوں کو ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی ایک مقام پر اس کا تذکرہ کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُهُودِ﴾ (۱۵/المائدۃ: ۱)

”اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔“

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَغْرِبُوا مَالَ الْيَتَيمِ إِلَّا بِالْأَقْرَبِ هُوَ أَخْسَنُ حَتَّى يَتَلَقَّ أَشْدَدَهُ صَوَّأَفْوَا﴾

﴿بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْوُلًا﴾ (۱۷/الاسراء: ۳۴)

”اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا مگر ایسے طریقے سے جو بہت بہتر ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴾

”یقیناً موسُن کامیاب ہو گے“

﴿الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ حَشِيعُونَ ﴾

”جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔“

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ﴾

”جلوغیات سے منہ موڑتے ہیں۔“

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِلرَّكُوعِ فَاعْلُوْنَ ﴾

”جوز کا ڈاکرنے والے ہیں۔“

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَفَظُونَ ﴾

”جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

﴿إِلَّا عَلَى آذْوَانِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَأَنَّهُمْ غَيْرُ مَلَوِيمِينَ ﴾

”سوائے اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامت زدہ نہیں ہیں۔“

﴿فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَدُوُنَ ﴾

”تو جواس کے علاوہ تلاش کریں وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔“

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْلَاطِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاغُونَ ﴾

”جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَاذِظُونَ ﴾

”جو اپنی نمازوں کی تکہیانی کیا کرتے ہیں۔“

﴿أُولَئِكَ هُمُ الْوَرُثُونَ ﴾

”یہی لوگ جنت کے وارث ہیں۔“

﴿الَّذِينَ يَرْجُونَ الْفُرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَلِدُونَ ﴾

”جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے“

(۲۳/المؤمنون: ۱۱ - ۱)

۲: عہد و پیمان کی پاسداری نہ کرنا منافق علامت ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

منافق کی تین نشانیاں ہیں:

۱: ((إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ))

”جب بات کرے تو جھوٹ بولے“

۲: ((وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ))

”جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔“

۳: ((وَإِذَا اتَّمَنَ خَانَ))

”جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔“^①

۴: عہد شکن روز قیامت ذمیل ورسا کیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”روز قیامت ہر عہد شکن کے لیے ایک جنڈا گاڑ دیا جائے گا جس سے اس کی

پچھاں ہو گی کہ اسے عہد شکنی کی سزا دی جاری ہے۔“^②

۵: آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِذَا وَعَدَ فَلَا يُخْلِفُ))^③

”جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی نہ کرے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح مسلم: الایمان، باب خصائیل المنافق (۱۰۶)

② بخاری، الحیل، باب اذا غضب جارية فزع عم — (۶۹۶۶)

③ مسند احمد (۳۲۷/۵)

((لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةً لَهُ))

”اس شخص کا کوئی ایمان نہیں ہے جو امانت دار نہیں ہے۔“

((وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ)) ①

”اس شخص کا کوئی دین نہیں ہے جو اپنے وعدے کا پکا نہیں ہے۔“

۵: ابوسفیان سے ملک شام میں ہر قل نے پوچھا کہ وہ (محمد ﷺ) تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے تو ابوسفیان نے کہا:

((وَيَا مُرْسَلَةً إِلَى الصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعِفَافِ وَالنَّفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ
الْأَمَانَةِ)) ②

”وہ ہمیں نماز، صدقہ، عفت و پاک دامنی، وعدے کی پاسداری اور امانت کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔“

۶: میرے نبی ﷺ نے عہد نجاح دیا۔ صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ:
”اے محمد (ﷺ) ہماری طرف سے جو شخص تمہارے پاس جائے اگرچہ وہ تمہارے دین پر ہوت بھی تم اسے ہماری طرف واپس لوٹا دینا“

مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ! وہ مشکر کوں کے پاس کیوں واپس بھیج دیا جائے گا، حالانکہ وہ مسلمان ہو چکا ہے؟ اسی حالت میں ابو جندل بن سہیل اپنی بیڑیوں کو کھڑکھڑاتے ہوئے مکہ کے نشیب سے نکل کر مسلمانوں کے درمیان آگئے تو سہیل (ابو جندل کے والد) نے کہا: ”محمد یہی سب سے پہلی بات ہے جس پر ہم آپ سے صلح کرتے ہیں کہ تم ابو جندل کو مجھے واپس دے دو“ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم نے ابھی تحریر ختم نہیں کی۔ ابھی سے ان شرائط پر عمل کیوں نکر ضروری ہو سکتا ہے، سہیل نے کہا اللہ کی قسم! ہم تم سے کسی بات پر صلح کبھی نہ کریں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا اس ایک آدمی کی قسم مجھے اجازت دیدو، سہیل نے کہا میں ہرگز اس کی

① مسنند احمد (۱۱۹۳۵)، صحيح الجامع الصغیر (۷۱۷۹)

② صحيح بخاری، العجاد والسيير، باب دعاء النبي الى الاسلام والنبوة۔ (۲۹۴۱)

اجازت نہ دوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی اجازت دے دو۔ اس نے کہا میں نہ دوں گا، مکر ز نے کہا: آپ کو اس کی اجازت میں دیتا ہوں (لیکن سہیل نے اس کی بات پر دھیان ہی نہ دیا) ابو جندل نے کہا مسلمانو! کیا میں مشرکوں کے پاس واپس کر دیا جاؤں گا، حالانکہ میں مسلمان ہو چکا ہوں؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے اسلام کے لیے کتنی مصیبیں اٹھائی ہیں درحقیقت ابو جندل کو خدا کی راہ میں بہت سخت تکلیفیں دی گئی تھیں (اور پھر سہیل اپنے بیٹے کو مارتا ہوا واپس لے گیا) ①

صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ لوٹ کر آئے تو ابو بصیر جو قریش تھے اور مسلمان ہو گئے تھے آپ ﷺ کے پاس آگئے، کفار نے ان کے تعاقب میں دو آدمی بھیجے اور آپ ﷺ سے کہلوا بھیجا کہ ہم سے جو معاہدہ آپ نے کیا ہے اس کا خیال کریں چنانچہ آپ نے ابو بصیر کو ان دونوں کے حوالہ کر دیا اور وہ دونوں ابو بصیر کو لے کر چلے گئے جب ذوالحیفہ مقام پر پہنچ تو وہ لوگ سواریوں سے اتر کر کھوڑیں کھانے لگے ابو بصیر نے ان میں سے ایک شخص سے کہا:

”اے فلاں خدا کی قسم! تیری تکوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے؟“

اس نے نیام سے تکوار نکالتے ہوئے کہا: کہ ”ہاں خدا کی قسم یہ بہت عمدہ ہے! میں اس کی مرتبہ آزمائچکا ہوں۔

ابو بصیر نے کہا ذرا دکھلاو میں بھی اسے دیکھوں! چنانچہ اس نے (خطرے سے لاپرواہ ہو کر) تکوار ابو بصیر کو دے دی۔ ابو بصیر نے تکوار پکڑی اور اسے مارڈا اور اس کو ٹھنڈا کر دیا (یہ دیکھ کر) دوسرا شخص بھاگ گیا اور خوف کے عالم میں مدینہ پہنچ کر مسجد (نبوی) میں گھس گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ یہ خوف زدہ معلوم ہوتا ہے!!! وہ رسول اللہ کے پاس پہنچ کر بولا: خدا کی قسم! امیر اساتھی قتل کر دیا گیا اور قریب تھا کہ میں بھی قتل کر دیا جاتا! اسی دوران ابو بصیر بھی وہاں پہنچ گئے اور کہنے لگے: ”یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم! اللہ نے آپ کو بری کر دیا۔ آپ تو مجھے کفار کی طرف واپس کر چکے تھے۔ لیکن اللہ نے مجھے ان کافروں

① صحیح بخاری، الشروط، باب الشروط فی الجہاد..... (۲۷۳۱) واحمد (۱۸۹۵۲)

سے نجات دی۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَيَلْأَبِيلُ أُمَّةً مِسْنَعَرُ حَزْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ))

اس کی ماں کا بیڑا غرق! اسے کوئی ساتھی مل جائے تو جنگ کی آگ بھڑکاڑا لے گا۔

یہ بات ابو بصیر نے سنی تو بھجے گئے کہ رسول اللہ ﷺ پھر انہیں کفار کی طرف واپس بھیج دیں گے، لہذا وہ چلے گئے حتیٰ کہ دریا کے کنارے پہنچے اور اس طرف سے ابو جندل سہیل بھی چھوٹ کرآ رہے تھے راستے میں وہ بھی ابو بصیر سے مل گئے۔ یہاں تک کہ جو قریشی مسلمان ہو کر آتا ابو بصیر سے مل جاتا آخرا کاران سب کی ایک جماعت بن گئی۔ خدا کی قسم! جب وہ کسی قافلہ کی خبر سنتے کہ وہ شام کی طرف سے آ رہا ہے تو وہ اس کی گھات میں لگ جاتے اور ان کے آدمیوں کو قتل کر کے ان کا مال لوٹ لیتے۔ آخر کار قریش نے رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو بھیجا اور آپ کو اللہ تعالیٰ اور اپنی قربابت کا واسطہ دیا کہ آپ ابو بصیر کو ان باتوں سے منع کریں۔ آئندہ سے جو شخص آپ کے پاس مسلمان ہو کر آئے وہ بے خوف ہے، چنانچہ رسول اللہ نے ابو بصیر کو منع فرمادیا۔ ①



① صحيح بخاري، الشروط، باب الشروط في الجهاد——(٢٧٣٢)

متقی اللہ کا محبوب

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿بَلِّ مَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ وَأَتَلَقَ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَقِيْنَ﴾ (۶)

(آل عمران: ۷۶)

”ہاں جو شخص اپنے اقرار کو پورا کرے اور (اللہ سے) ڈرے تو اللہ ڈر نے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

فوائد:

۱: تقویٰ اللہ کے ڈر اور خوف کو کہتے ہیں تمام عبادات کو کرنے کا حکم اسی تقویٰ کے حصول کے لیے ہے، تقویٰ کے ذریعے انسان اللہ کا خاص، مقرب اور محبوب بندہ بن جاتا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَقِيْنَ﴾ (۹/التوبۃ)

”بے شک اللہ تعالیٰ متقویوں کو پسند فرماتا ہے۔“

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنًا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْتَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ﴾

” بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے محبت کرتے ہیں جو قلی (ڈرنے والا) غنی (دنیا سے بے رغبت) اور خفی (نامعلوم حیثیت کا مالک) ہو۔“

۲: تقویٰ سے دیگر بھی کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کا مختصر بیان کیا جاتا ہے اور یہ تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کے ساتھ ہر وقت ہوتا ہے جسے معیت عامہ کہتے ہیں جیسا کہ سورہ کہف میں ہے کہ جب دو ہوتے ہیں تو تیرا ان کا اللہ ہوتا ہے..... لیکن کچھ لوگوں کے اعمال

❶ صحیح مسلم، الزهد والرقائق (۱۱) (۲۹۶۵)

حسن کی وجہ سے انھیں اللہ تعالیٰ کی خاص معیت حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ النَّصِيفَنَ ﴾ (۱۹۴/ البقرہ)

”اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر نے والوں کی ساتھ ہے“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقُوا إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ﴾ (۱۶/ النحل)

(۱۲۸/ النحل: ۱۶)

”چکھ شک نہیں کہ جو پر ہیز گار ہیں اور جو نیکو کار ہیں اللہ ان کا مددگار ہے۔“

۳: تقوی اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ گناہوں کی معافی کے ساتھ اجر عظیم بھی عطا فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِي اللَّهَ يُكَفِّرُ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعَظَّمُ لَهُ أَجْرًا ﴾ (۶۵/ الطلاق: ۵)

”اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس سے اس کے گناہ ڈور کر دے گا اور اسے اجر عظیم بخشے گا۔“

﴿وَإِنْ شَوَّمْنَا وَتَتَقَوَّلُكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴾ (۲۳/آل عمران: ۱۷۹)

”اور اگر تم ایمان لے آؤ اور متqi بن جاؤ تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے۔“

۴: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَقَوَّلُوا اللَّهَ يَعْجَلُ لَكُمْ فُرْقَانًا وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ يَغْفِرُ لَكُمْ لِمَا تَكُونُوا مُفْلِحُوا فِي الْأَنْفَالِ ﴾ (۱۸/ الأنفال: ۲۹)

”مونو! اگر تم اللہ سے ڈرے گے تو وہ تمہارے لئے امر فارق پیدا کر دے گا (یعنی تمہیں ممتاز کر دے گا) اور تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ متqi آدمی کو اللہ تعالیٰ حق و باطل، حلال و حرام، ہدایت

وگر اسی میں تمیز کی پہچان عطا کر دیتا ہے اور مشکلات سے نکلنے کے راستے بتا دیتا ہے نیز گناہ کی معافی اور وافر فضل الہی عطا کر دیتا ہے اور روز قیامت متقدی شخص کو اللہ ایک نور عطا فرمائیں گے جس کے ذریعے وہ دوسروں سے ممتاز ہو گا۔

مزید ارشاد ہوتا ہے:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ قَوَّا اللَّهَ وَآمَنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتُكُمْ كُلَّ مَا تَعْمَلُونَ مِنْ حَسَنَاتِهِ وَ
يَجْعَلُ لَكُمْ تُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرُ لَكُمْ طَوْلَةُ عَقُولِ رَجُلٍ۝) (الحدید: ۲۸)

(۲۸) الحدید: ۲۸

”مومتو! اللہ سے ڈر و اور اس کے پیغمبر پر ایمان لا دوہ تمہیں اپنی رحمت سے دو گناہ اجر عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے روشنی کر دے گا جس میں تم چلو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

۵: متقدی شخص کے لیے اللہ تعالیٰ غنوں سے نکلنے کے راستے اور وافر رزق عطا فرماتا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

(وَمَنْ يَعْلَمِ اللَّهَ يَجْعَلُ لَهُ مَحْرَجاً۝ وَيَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ طَوْلَةً۝
يَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ۝) (الطلاق: ۲-۳) (۶۵)

”اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے (رنج و غم سے) خلاصی (کی صورت) پیدا کر دے گا۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے (وہم و) گمان بھی نہ ہو گا اور جو اللہ پر بھروسار کئے گا تو وہ اس کو کافی ہے۔“

سیدنا ابوذر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کو پڑھنا شروع کیا:

(وَمَنْ يَعْلَمِ اللَّهَ يَجْعَلُ لَهُ مَحْرَجاً۝ وَيَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ طَوْلَةً۝
يَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ۝) (الطلاق: ۲-۳)

اور رسول اللہ ﷺ سے بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں اونچھے لگا۔ آپ ﷺ

نے فرمایا:

((يَا أَبْنَا ذَرْ! لَوْ أَنَّ النَّاسَ أَخَذُوا بِهَا لَكَفَتُهُمْ)) ۱۰

”اے ابوذر! اگر لوگ اس کو پکڑ لیں تو یہ ان کے لیے کافی ہو جائے۔“

جہنم سے آزادی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((وَإِنْ قِنْكُمْ إِلَّا وَلَدُهُمَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتَّىٰ مَقْضِيَاتِهِنَّ ثُمَّ نُسْقِي الَّذِينَ

الْقَوْأَوْ نَذْرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جَهَنَّمَ)) ۱۹ (مریم: ۷۱، ۷۲)

”اور تم میں سے ہر کسی کو اس (پل صراط) پر گزرتا ہو گا یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ پھر ہم پر ہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔“

سیدنا نقیس بن ابی حازم رض بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن رواحد رض اپنی بیوی کی گود میں سر رکھے ہوئے تھے کہ اچانک رونے لگے! انہیں دیکھ کر آپ کی بیوی بھی رونے لگی! سیدنا عبد اللہ بن رواحد رض نے پوچھا: تم کیوں روئی ہو؟ بیوی نے عرض کی: آپ کو دیکھ کر میں بھی رونا آگیا۔ سیدنا عبد اللہ بن رواحد رض نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آگیا:

((وَإِنْ قِنْكُمْ إِلَّا وَلَدُهُمَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتَّىٰ مَقْضِيَاتِهِنَّ ثُمَّ نُسْقِي الَّذِينَ

الْقَوْأَوْ نَذْرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جَهَنَّمَ)) ۱۹ (مریم: ۷۱، ۷۲)

”اور تم میں سے ہر کسی نے جہنم کے اوپر سے گزرتا ہے یہ تیرے رب کا حصی فیصلہ ہے، پھر ہم پر ہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔“

اور مجھے معلوم نہیں کہ (پل صراط سے گزرتے ہوئے) ہم بچیں گے یا نہیں.....؟ ۱۱

۱) مستدرک حاکم (۴۹۲/۲) صحیح

۲) تفسیر عبدالرزاق (۳۶۲/۲) (۱۷۷۹) تفسیر طبری (۳۶۰/۸) و تفسیر ابن کثیر

(۲۹۱/۲) سنده صحیح

۷: جنت کے وارث ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِتُ مِنْ عِبَادَنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا﴾ (۱۹ / مریم: ۶۳)

”یہی وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے ایسے شخص کو وارث بنا سکیں گے جو پرہیز گار ہوگا۔“

﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَعْفَرَةٍ مِنْ زَيْكُمْ وَجَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ﴾

﴿أَعْدَتْ لِلْمُتَقِينَ لِلْمُتَقِينَ﴾ (۸۳ /آل عمران: ۱۳۳)

”اور اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف لپکو جس کا عرض (چوڑائی) آسمان اور زمین کے برابر ہے جو (اللہ سے) ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

﴿مِثْلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَقِينَ طَبَقُوا عَلَيْهَا أَنْهَرٌ طَأْكُلُهَا دَلَّهُرٌ﴾

﴿ظَلَّهَا طِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ أَتَقَوْا وَعُقْبَى الْكُفَّارِ الظَّالِمِينَ﴾ (۱۰ / الرعد: ۳۵)

”جس باغ کامتقویں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے اوصاف یہ ہیں کہ اس کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہیں اس کے پھل ہمیشہ (قامم رہنے والے) ہیں اور اس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں۔ اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔“

﴿إِنَّ الْمُتَقِينَ فِي جَنَّتٍ وَعِيُونٍ أُدْخُلُوهَا يَسِّلُمُ أَمْنِينَ﴾

(۱۵ / الحجر: ۴۵، ۴۶)

”جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشمتوں میں ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) ان میں سلامتی (اور خاطر جمع) سے داخل ہو جاؤ۔“

﴿وَسِيقَ الَّذِينَ أَتَقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمْرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتُحَتْ

﴿أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتْهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طَبُّكُمْ فَادْخُلُوهَا خَلِيلِيْنَ﴾ (۱۰ / الزمر: ۷۳)

”اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے دربان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے! اب ہمیشہ کے لئے اس میں داخل ہو جاؤ۔“

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمْنِينَ ۝ فِي جَنَّتٍ وَّ عُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ لَسْتَبُرِقٍ مُتَقْبِلِينَ ۝ كَذِيلَكَ ۝ وَ زَوْجَتَهُ حِبْرٌ عَيْنَ ۝ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ أَمْنِينَ ۝ لَا يَدْعُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةُ الْأُولَى ۝ وَ وَقْهُمُ عَذَابُ الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ طَذِيلَكُ هُوَ الْفُوزُ الْعَظِيمُ ۝﴾

(۴۴/الدخان: ۵۱-۵۷)

”بیٹک پر ہیز گار لوگ امن کے مقام میں ہوں گے۔ (یعنی) باغوں اور چشموں میں۔ حریر کا باریک اور دبیز لباس پہن کر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (وہاں) اس طرح (کا حال ہو گا) اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی سفید رنگ کی عورتوں سے ان کے جڑے لگائیں گے۔ وہاں خاطر جمع سے ہر قسم کے میوے منگوائیں گے (اور کھائیں گے اور) پہلی دفعہ مرنے کے سوا (جو کہ مر پکھے تھے) موت کا مرنی بھیں چھیسیں گے اور اللہ ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا۔ یہ تمہارے پروردگار کا فضل ہے میں تو بڑی کامیابی ہے۔“

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظَلَلٍ وَّ عُيُونٍ ۝ وَ فَوَّا كَهْ وَ مَنَا يَشْتَهُونَ ۝ كُلُّا وَ اشْرُونَا هَنِيْقًا إِمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّا كَذِيلَكَ تَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝﴾

(۴۱-۴۴/المرسلات)

”بیٹک پر ہیز گار سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔ اور میووں میں جوان کو مرغوب ہوں گے۔ جو عمل تم کرتے رہے تھے ان کے بد لے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلادیا کرتے ہیں۔“

۸: تقوی اختیار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل یہ ہوتا ہے کہ اللہ انہیں دشمنوں کے ہر سکروفریب سے محفوظ فرمادیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَقَوَّلَا لَا يَضْرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْقَاطٌ إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ﴾ (آل عمران: ۱۲۰)

”اور اگر تم تکلیفوں کو برداشت اور (آن سے) کنارہ کشی کرتے رہو گے تو ان کا فریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔“



جھوٹی قسمیں مت اٹھاؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَآيَاتِنَاهُمْ ثُمَّا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَقَ لَهُمْ فِي الْأُخْرَةِ وَلَا يُكْلِمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْتَرِ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيُهُمْ مَوْلَاهُمْ عَذَابُ الْيَمِينِ﴾ (آل عمران: ۷۷)

”جو لوگ اللہ کے اقراروں اور اپنی قسموں (کوچھ ذاتے ہیں اور ان) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں، ان سے اللہ نہ کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز ان کی طرف (رحمت سے) دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دردناک عذاب ہو گا۔“

فوائد:

ا: سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رض سے مروی ہے: ”ایک آدمی نے بازار میں سامان دکھا کر قسم اٹھائی کہ اس کی اتنی قیمت لگ چکی ہے۔ حالانکہ اس کی اتنی قیمت نہیں لگی تھی، اس قسم سے اس کا مقصد ایک مسلمان کو دھوکہ دینا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَآيَاتِنَاهُمْ ثُمَّا قَلِيلًا﴾

”بے شک جو لوگ اللہ کے عهد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے بد لے بیچتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔“ ①

ب: سیدنا ابوذر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تین شخص ایسے ہوں گے جن سے اللہ نہ تو کلام فرمائیں گے نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے)

بخاری، البیوع، باب ما یکرہ من الحلف فی البیع (۲۰۸۸)

ویکھیں گے اور نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کریں گے ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا: میں نے عرض کیا یہ لوگ ذلیل و خوار ہو گئے۔

اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

۱: ((الْمُسْبِلُ))
خنوں سے نیچے شلوار، تہبند لٹکانے والا

۲: ((وَالْمَنَانُ))
احسان جتنا نے والا

۳: ((وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ))
جمحوئی قسم اٹھا کر اپنا سامان بیخپے والا ①

۴: آپ ﷺ نے بہت زیادہ قسمیں کھانے سے منع فرمایا ہے سیدنا قیادہ رضویؒ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَكَثُرَةُ الْحِلْفِ فِي النَّبِيِّ فَإِنَّهُ يُتَفَقَّدُ ثُمَّ يَمْحَقُ)) ②

”تجارت میں بہت زیادہ قسمیں کھانے سے بچو! کیونکہ زیادہ قسمیں کھانے سے سودا تو بک جاتا ہے مگر برکت ختم ہو جاتی ہے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَزْبَعَةُ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ: الْبَيَاعُ الْحَلَافُ، وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ)) ③

”چار بندوں سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں: ”بہت زیادہ قسمیں کھا کر خرید و فروخت کرنے والا، مشکل فقیر، بوڑھا زانی اور ظالم حکمران۔“

سیدنا سلمان رضویؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① ابو داؤد، اللباس، باب ما جاء في اسباب الازار (۴۰۸۷) و مسلم (۱۰۶)

② صحيح مسلم، البيوع، (۱۶۰۷) ابن ماجہ (۲۲۰۹)

③ البیهقی فی شعب الإيمان (۴۵۳) ابن حبان (۵۵۳۲) صحيح الترغیب والترہیب (۱۷۹۰)

تین آدمی ایسے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں فرمائیں گے۔

۱: ((أَشِيمَطُرَان)) بوڑھا بدکار

۲: ((وَعَالِلْمُسْتَكِبِرِ)) اور فقیر مثکبر

۳: ((وَرَجُلٌ جَعَلَ اللَّهَ بُضَاعَتَهُ لَا يَشْتَرِي إِلَّا بِيَمِينِهِ وَلَا يَبْيَغِي
إِلَّا بِيَمِينِهِ))

”اور ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ نے سامان دے رکھا ہے اور وہ اسے خریدتا ہے تو قسم
کے ساتھ اور اگر بیچتا ہے تو وہ بھی قسم کے ساتھ۔“ ①

معلوم ہوا دوکاندار، تاجر اور ہر قسم کی خرید و فروخت کرنے والے کو قسمیں نہیں کھانی
چاہئیں بلکہ ایسا کرنے والے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔



① صحيح الترغيب ، البيوع، باب ترغيب التجار في الصدق (١٧٨٨) و صحيح الجامع
الصغرى (٣٠٧٢)

پیارے نبی ﷺ کے چرچے عالم ارواح میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا أَخْذَ اللَّهُ مِنْ شَاءَ مِنَ الْمُتَّقِينَ لَمَّا أَتَيْنَاهُمْ مِنْ كُثُبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتَؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتُنَصِّرُنَّهُ طَقَالْ عَاقِرَتُهُمْ وَأَخْذَتُهُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي طَقَالْ فَأَنْوَأْتُهُمْ أَقْرَرَنَا طَقَالْ فَأَشَهَدُهُمْ وَأَنَا مَعَكُمْ مَنْ الشَّهِيدُنَّ ۝ قَمْ تَوَلِّ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَسِقُونَ ۝﴾ (آل عمران ۸۱-۸۲)

”اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنا ہوگی! اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم اقرار کرتے ہوئے اس پر میرا ذمہ لیتے ہو؟ (یعنی مجھے ضامن ٹھہراتے ہو) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں، تو جو اس کے بعد پھر جائیں وہ فاسق ہیں۔“

فوائد:

۱: اس آیت مبارکہ میں بیان ہو رہا ہے کہ سیدنا آدم ﷺ سے لے کر سیدنا عیسیٰ ﷺ تک کے تمام انبیاء کرام ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں وعدہ لیا کہ ان میں سے کسی کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کتاب و حکمت عطا کرے اور وہ بڑے مرتبے تک پہنچ جائے، اور اسی کے زمانے میں رسول آجائے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت و امداد کرنا اس کا

فرض ہوگا! یہ شہ ہو کہ اپنے علم و نبوت پر نظر ڈال کر اپنے بعد والے نبی کی اتباع اور امداد سے رک جائے۔ اس کے بعد فرمایا: ”کیا تم اس عہد کا اقرار کرتے ہو؟ اور میرا بوجھل مضمبوط عہد و میثاق لے رہے ہو؟ سب نے کہا: ہاں! ہمارا اقرار ہے۔ تو فرمایا گواہ رہوا اور میں خود بھی گواہ ہوں۔ اب اس عہد و میثاق سے جو پھر جائے وہ قطعی فاسق ہے حکم اور بد کار ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رض اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے عہد لیا کہ اس کی زندگی میں اگر اللہ اپنے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھیج تو اس پر فرض ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی امداد کرے۔ ①
اور اپنی امت کو بھی یہی تلقین کر دے کہ وہ بھی آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی فرمانبرداری میں لگ جائے۔

۲: تمام انبیاء و رسول کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا ایمان کا حصہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَقْرِئُوا بَيْنَ النَّاسِ وَرَسُولِهِ وَيَقُولُونَ نُؤمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ لَا وَيُرِيدُونَ أَنْ يَعْلَمُنَا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَئِكَ هُمُ الْكُفَّارُ حَقًّا وَّأَعْتَدْنَا لِلْكُفَّارِ عَذَابًا بَاهِظًا ۝﴾

(النساء: ۱۵۰-۱۵۱)

”جو لوگ اللہ سے اور اُس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اُس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں۔ وہ بلاشبہ کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

① الطبری، ۵۵۵/۶

﴿أَمَّنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ وَمَلَائِكَتُهُ
وَكُنْتُمْ بِهِ وَرُسُلِهِ لَا تُفْرِقُ بَيْنَ أَحَدٍ قِنْ رُسُلِهِ وَقَاتُوا سَيِّعَنَا وَأَطْعَنَا
عَفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمُصِيرُ﴾ (۲/ البقرة: ۲۸۵)

”رسول اس کتاب پر جوان کے رب کی طرف سے اُن پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔ سب اللہ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور ہم ہیں کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور رکھتے ہیں کہ) ہم اُس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔ اور وہ (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا۔ اے رب! ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہی۔“

﴿كَيْسَ الْيَرَى أَنْ تَوْلُوا وَجْهَكُمْ قَبْلَ النَّشْرِقِ وَالنَّغْرِيبِ وَلَكِنَ الْيَرَى مَنْ أَمَّنَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةَ وَالْكِتَابَ وَالْكَوَافِرَ﴾ (۲/ البقرة: ۱۷۷)

”یعنی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرو بلکہ یعنی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، روز آختر پر اور فرشتوں پر، (اللہ کی) کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لا سکیں۔“

حدیث مبارکہ میں سیدنا عمر بن خطاب رض سے مردی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (جرائیل صلی اللہ علیہ وسلم نے) دریافت کیا: مجھے بتا سکیں ایمان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُنْتِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ﴾ ①

”ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے انبیاء پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لا کو۔“

۲: ہر بھی پر ایمان لانا ضروری ہے مگر اتباع صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرنی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح مسلم، باب بیان الإیمان والاسلام والاحسان (۸)

کی آمد کے بعد کسی دوسرے نبی، قطب، ابدال، ولی اور امام کی پیروی ممنوع ہو گئی جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے بعد صرف اور صرف آپ ﷺ کی اتباع کرنا ضروری ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ
يَهُودِيٌّ وَلَا نَصَارَائِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أَرْسَلْتُ
بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)) ۱

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اس امت کا جو کوئی بھی یہودی یا عیسائی میری خبر سن لے اور پھر وہ مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ ضرور جہنمی ہو گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے لوگوں سے لانے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ اس بات کی شہادت دیں: ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“ اور مجھ پر ایمان لائیں پھر اگر انہوں نے اس شریعت پر عمل کیا جو میں لایا ہوں تو انہوں نے مجھ سے اپنا مال اور خون بچالیا ہاں! کسی اسلامی حق کی وجہ سے ان کا خون و مال مبارح ہو جائے اور ان کا محاسبہ اللہ کے ذمے ہے۔“ ۲

۳: قرآن و سنت کی موجودگی میں اور کچھ بھی قابل عمل نہیں! سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک دن تورات کا ایک ورق پکڑ کر پڑھ رہے تھے نبی کریم ﷺ نے پاس آ کر دیکھا تو چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیفیت کو دیکھتے ہوئے کہا: اے عمر! تیری ماں تجھے کم پائے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو نہیں دیکھتے ہو؟ جب چہرہ اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے

۱ مسلم، الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا (١٥٣)

۲ صحيح مسلم، الإيمان، بباب الامر بقتال الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله محمد رسول الله (١٤٤، ١٤٥)

چہرہ مبارک کی طرف دیکھا جو غصے سے دمک رہا تھا تو بے اختیار پکارا ٹھے:

((رَضِيَتُ بِاللَّهِ رَبِّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا))

”میں اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں“

اللہ کے نبی! آپ غصے میں کیوں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اگر اب صاحب کتاب موئی ﷺ بھی آ جائیں اور آ کر اپنی تورات پر عمل کر کے یہ چاہیں کہ ہدایت مل جائے تو ہدایت نہیں ملے گی بلکہ انہیں بھی میری فرماں برداری کرنی پڑے گی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((لَوْبَدَا لَكُمْ مُّوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَالَتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ))

”اگر موئی ﷺ آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کے پیچھے چل پڑو تو تم سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے“

اے عمر! تم تورات پڑھ رہے ہو! جو نجیل آنے کے بعد منسون ہو گئی تھی اور نجیل بھی قرآن کے آنے سے منسون ہو گئی۔ اگر اس کائنات میں موئی ﷺ بھی آ جائیں جو کلیم اللہ ہیں، الہ العزیم پیغمبروں میں سے ہیں، بڑی شان و مرتبت والے ہیں جن کا بڑا مقام ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں اگر موئی ﷺ آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کے پیچھے چل پڑو تو سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے اور جنت میں نہیں جاؤ گے بلکہ جہنم کے اندر جانے والے بن جاؤ گے۔ کیا مطلب؟ کہ امام کائنات ﷺ کے نبی ہونے کے بعد کسی نبی کی نبوت کا سکھ نہیں چل سکتا لیکن اگر کوئی بد نصیب نبی کائنات ﷺ کے مقابلے میں کسی امتی کا سکھ چلانا چاہے تو اسکو بھی اپنے ایمان کا محاسبہ کرنا چاہیے۔

❶ سنن دارمی، مقدمة باب ما يتحقق من تفسير حديث النبي ﷺ وقول غيره عند قوله تعالى (عَنْ دَارِمٍ، مَقْدِمَةُ بَابِ مَا يَتَحْقِمُ مِنْ تَفْسِيرِ حَدِيثِ النَّبِيِّ وَقَوْلِ غَيْرِهِ عِنْ دِقْوَلِهِ) وَمَسْنَدَ أَحْمَدَ (٢٦٥/٤) وَ(١٨٣٦١) حَسْنٌ.

سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَنْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّي بِي أَخْشَى أَنْ تَرْكُتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ)) ①

”میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑ سکتا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کیا کرتے تھے کیونکہ مجھے ذر ہے کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل میں سے کوئی چیز بھی چھوڑ دوں گا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔“

۳: اختلافات میں بھی اتباع صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

»يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكُمْ هُمُ الْمُفْلِحُونَ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ طَذِيلَ حَيْثُ وَأَخْسَنُ تَأْوِيلًا ④) (۴/النساء: ۵۹)

”اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی اور تم میں سے اختیار والوں کی پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹا دو اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف اگر تصحیح اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔“

جو لوگ ایسا نہیں کرتے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہیں روز قیامت ہاتھ ملتے رہ

جا سکیں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

»وَيَوْمَ يَعَضُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي التَّخَذَّلُ مَعَ الرَّسُولِ سَيِّلًا ⑤ يَوْمَكُثُرُ لَيَتَكُثُرُ لَمْ أَتَعْذُدْ فَلَمَّا خَلَيْلًا ⑥ لَقِدْ أَسْلَمَنِي عَنِ الْقِرْبَةِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي طَوْكَانَ الشَّيْطَنُ يَلْأَسْكَانَ حَذْلَوْلًا ⑦) (۲۵/الفرقان: ۲۷-۲۹)

”اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا: ”ہے کاش! میں نے رسول

① بخاری، الخمس، باب فرض الخمس (۳۰۶۴) مسلم (۵۴)

کی راہ لی ہوتی، ہائے افسوس کاش! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا اس نے تو مجھے اس کے بعد گراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آ پہنچی تھی شیطان تو انسان کو ورگلادینے والا ہے۔“

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَكْتُبُ عَلَيْهِ سَيِّئُونَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْلَاهُ مَا تَوَلَّٰ وَنَصِّلُهُ جَهَنَّمَ طَوَّافَتْ مَصِيرًا ⑥﴾

(۱۱۵/ النساء: ۴)

”جو شخص باوجود راہ ہدایت کی وضاحت ہو جانے کے بعد بھی رسول کی خلاف ورزی کرے اور تمام م蒙نوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے اوہرہی متوجہ کریں گے جدھروہ خود متوجہ ہوا ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ لوٹ کر جانے کی بہت ہی برقی جگہ ہے۔“



قابل قبول دین صرف ”اسلام“

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ عَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۝ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الظَّالِمِينَ ⑩﴾ (آل عمران: ۸۵)

”اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ اُس سے۔ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔“

فواہد:

۱: دین اسلام فطرتی اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد کسی دین کو کچھ اہمیت نہیں۔ اللہ کے ہاں کامیاب اور جنتی وہی ہے جو دین اسلام پر کار بند رہتے ہوئے زندگی گزارتا رہا اور اسی پر اسے موت آئی، اللہ تعالیٰ کا بھی یہی اعلان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَنْتُمْ تُشْلِلُ عَلَيْكُمْ أَيْثُرَ الشُّوَدِ ۝ فِيهِمْ رَسُولُهُ ۝ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِإِلَهٍ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ يَا أَيُّهَا النَّذِينَ آمَنُوا إِذَا عَوَّلَ اللَّهُ حَقًّا نُفْعِلْهُ ۝ وَلَا تَمُؤْنَنَ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ⑩﴾

(آل عمران: ۱۰۱ - ۱۰۲)

”اور تم کیسے کفر کرو گے؟ جب کہ تمہیں اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اُس کے پیغمبر موجود ہیں اور جس نے اللہ کی (ہدایت کی رسی کو) مضبوط پکڑ لیا تو وہ سیدھے رستے لگ گیا۔ مونو! اللہ سے ڈر و جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرتنا۔“

۲: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرودی ہے کہ ایک یہودی شخص نے کہا:

((يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَيُّهُ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرُونَهَا لَوْ عَلَيْنَا
مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَّلَتْ لَا تَخَذَنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِنْدَنَا))

”اے امیر المؤمنین! تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر ہم
یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید بنالیتے“
انہوں نے دریافت کیا: اُسی آیت کون سی آیت۔۔۔؟ اس نے کہا۔

((الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتُمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ
(دینِ ناط))

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر
پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا“

سیدنا عمر بن الخطاب نے (اس کے جواب میں) فرمایا:
((فَذَ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَّلْتْ فِيهِ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ يُعْرَفُ بِيَوْمِ جُمُعَةٍ))^①

”جس دن اور جس جگہ نبی کریم ﷺ پر وہ (آیت) نازل ہوئی ہم اس سے آگاہ
ہیں۔ جمعہ کا دن تھا اور آپ ﷺ عرفات میں کھڑے تھے“

۳: سیدنا جبریل ﷺ نے آکر دریافت کیا کہ اسلام کیا ہے؟ حدیث جبریل کے نام سے مشہور
یہ کامل حدیث پیش خدمت ہے، سیدنا عمر بن خطاب رض بیان کرتے ہیں:

”ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اچانک ایک شخص نمودار ہوا
نہایت سفید کپڑے بہت سیاہ بال سفر کا کوئی اثر یعنی گرد و غبار وغیرہ اس پر نمایاں نہ تھا اور ہم میں
سے کوئی اس کو جانتا بھی نہ تھا بال آخر وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے زانوب زانو ہو کر بیٹھ گیا اپنے
دونوں ہاتھوں کو رسول اللہ ﷺ کی رانوں پر رکھ دیا اور عرض کیا:

اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کی کیفیت بتائیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

^① صحیح بخاری، الایمان (۴۵)

((الإِسْلَامُ أَنْ تَشَهَّدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ وَتَقْيِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَنَصْوَمُ رَمَضَانَ وَتَحْجَجُ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا.))

”اسلام یہ ہے کتم (کلمہ توحید یعنی) اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں نماز پابندی سے ادا کرو، زکوہ دو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعت ہو تو حج بھی کرو۔“

نے والے نے عرض کیا: کہ آپ ﷺ نے حج فرمایا۔ ہم کو تجب ہوا! کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے؟ اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا کہ: ایمان کی حالت بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”ایمان کے معنی یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر اور اچھی و بُری تقدیر پر ایمان لاو۔“

آنے والے نے عرض کیا: آپ نے حج فرمایا۔ پھر کہنے لگا احسان کی حقیقت بتائیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”احسان کی حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو (تو کم از کم) اتنا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔“

آنے والے نے عرض کیا کہ قیامت کے بارے میں بتائیے! آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے زیادہ واقف نہیں ہے۔“ اس نے کہا اچھا قیامت کی علامات بتائیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہیں کہ لوندی اپنی مالکہ کو بننے لگی اور تو دیکھے گا کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم، ننگے دست چڑوا ہے بڑی بڑی عمارتوں پر اترائیں گے۔“

اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ میں پچھہ دیر نہ سہرا پھر رسول

اللہ علیہ السلام نے فرمایا: اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سوال کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کی!

اللہ اور اس کا رسول علیہ السلام ہی بہتر جانتے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((فَإِنَّهُ جَنْرِيٌّ لِأَتَائُكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ))

”یہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔“

۳: اسلام کے ارکان یعنی وہ چیزیں جن کے بغیر بندہ مسلمان نہیں رہتا۔

سیدنا ابن عمر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

((بُنِيَّ إِلِّيْ إِسْلَامُ عَلَى خَمْسِ شَهَادَةِ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجَّ الْبَيْتِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ))

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے علاوہ ہر چیز کی عبادت سے انکار کرنا، پابندی سے نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“

۵: اسلام سابقہ تمام گنہوں کو مٹا دیتا ہے۔

ابن شمارہ محری کہتے ہیں کہ ہم عمر و بن العاص علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ مرض الموت میں بنتلا تھے وہ بہت دیر تک روتے رہے اور چہرہ مبارک دیوار کی طرف پھیر لیا ان کے بیٹے ان سے کہہ رہے تھے کہ اے ابا جان! کیوں رو رہے ہیں کیا اللہ کے رسول اللہ علیہ السلام نے آپ کو بشارت نہیں سنائی۔۔۔؟ سیدنا عمر و بن العاص علیہ السلام اور ہر متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”ہمارے نزدیک سب سے افضل عمل اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد علیہ السلام کے رسول ہیں اور مجھ پر تین دور گزرے ہیں ایک دور تو وہ ہے جو تم

① صحیح مسلم، الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان (۸) و بخاری (۵۰) و ابو داؤد (۴۶۹۵)

② بخاری، الایمان، باب دعاء کم ایمانکم (۸) و مسلم (۱۶)

نے دیکھا کہ میرے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی شخص نہیں تھا اور مجھے یہ سب سے زیادہ پسند تھا کہ آپ ﷺ پر قابو پا کر آپ ﷺ کو قتل کر دوں! اگر میری موت اس حالت میں آ جاتی تو میں دوزخی ہوتا۔ پھر جب اللہ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ذاتی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لوں، آپ ﷺ نے ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچے کر لیا (یہ دیکھ کر) آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: کہ ایک شرط ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: بتاؤ کیا شرط ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کیا (مسلمان ہونے پر) میرے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر و میتو! کیا تو جانتا نہیں کہ "اسلام لانے سے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں نیز بھرت سے اور حج کرنے سے بھی اس کے گذشتہ سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں؟

اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر مجھے کسی سے محبت نہیں تھی اور نہ ہی میری نظر میں آپ ﷺ سے زیادہ کسی کا مقام تھا اور آپ ﷺ کی عظمت کی وجہ سے آپ ﷺ کو بھرپور نگاہ سے دیکھنے کی سکت نہ تھی! اور اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کی صورت مبارک کے متعلق پوچھتے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آپ ﷺ کو بوجہ عظمت و جلال دیکھ نہ سکا، اگر اس حال میں میری موت آ جاتی تو مجھے جتنی ہونے کی امید تھی۔ (یہ دن بھی گزر گئے) اس کے بعد ہمیں کچھ ذمہ دار یاں سونپی گئیں، اب مجھے نہیں معلوم! کہ میرا کیا حال ہو گا؟ لہذا جب موت کی آنغوш میں چلا جاؤں تو میرے جنازے سے ساتھ کوئی رونے والی اور آگ نہ ہو، جب مجھے دفن کرو تو میرے اوپر مٹی ڈال دینا اس کے بعد میری قبر کے ارد گرداتی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشہ تقسیم کیا جا سکتا ہے تاکہ تمہارے قرب سے مجھے اُس حاصل ہو اور میں دیکھ لوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ ①

① صحیح مسلم، الایمان، باب کون الاسلام یہدم مقابلہ و کذا الهجرة والحج (۱۲۱)
واحمد (۱۷۷۹۲)

۶: اسلام سے پھرنے والے (مرتد) کی سزا صرف قتل ہے: سیدنا ابو موسیٰ اشعری رض فرماتے ہیں: میں دو اشعری آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا ایک میرے دائیں جانب اور دوسرا بائیسیں جانب تھا ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے عامل (گورز) کا عہدہ طلب کیا لیکن رسول اللہ ﷺ (ان کے اس سوال کے جواب میں) خاموش رہے، پھر فرمایا کہ اے ابو موسیٰ یا فرمایا کہ اے عبد اللہ بن قیس! (سیدنا ابو موسیٰ رض کی کنیت) تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: کہ قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ (نبی بن اکر) بھیجا ہے انہوں نے مجھے اپنے دلوں کی بات نہیں بتائی اور نہ مجھے یہ احساس ہوا کہ یہ دونوں عامل (گورزی) کا عہدہ طلب کرنا چاہتے ہیں۔ ابو موسیٰ رض کہتے ہیں: گویا کہ میں آپ کی مسوک کو آپ کے ہونٹ کے نیچے دیکھ رہا ہوں کہ ہونٹ اوپر کو اٹھا ہوا تھا، (منہ میں مسوک لیے، اسی حالت میں) آپ ﷺ نے فرمایا: ہم اس شخص کو عہدہ (گورزی) نہیں عطا کرتے جو اس (کو حاصل کرنے) کی خواہش رکھتا ہو۔ (پھر فرمایا) ابو موسیٰ! یا فرمایا: اے عبد اللہ بن قیس رض! تم یہنے چلے جاؤ اور انہیں یہن کا گورز بنا کر بھیج دیا پھر ان کے بعد سیدنا معاذ بن جبل رض کو (گورز) بنایا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب سیدنا معاذ رض یہن پہنچے تو ابو موسیٰ رض نے فرمایا کہ اتریے اور ان کے لیے تکیر رکھا تو انہوں نے ایک شخص بندھا پڑا ہوا دیکھا تو سوال کیا کہ ”اے کیوں باندھ رکھا ہے؟“ یہ کیا معاملہ ہے؟

ابو موسیٰ رض نے بتایا: ”یہ پہلے یہودی تھا، پھر اسلام لے آیا ب (مرتد ہو کر) دوبارہ اپنے دین کی طرف لوٹ گیا ہے جو برادین ہے۔“ معاذ بن جبل رض نے فرمایا: کہ میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ کے مطابق اسے قتل نہ کر دیا جائے۔ آپ رض نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ چنانچہ اس کے قتل کا حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر دونوں کے درمیان رات کے قیام کا تذکرہ ہوا تو دونوں میں سے ایک غالباً سیدنا معاذ رض نے فرمایا کہ جہاں تک میرا تعلق ہے، قیام اللہ بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں

اپنی نیند کے بارے میں بھی وہی (اجر و ثواب کی) امید رکھتا ہوں جس کی اپنے قیامِ اللیل میں رکھتا ہوں۔ ①

لے: اسلام ہی فلاح و کامیابی کا ضامن ہے۔ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ نجد والوں میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے، ہمیں اس کی آواز میں گنگناہست تو سانی دے رہی تھی مگر بات سمجھ میں نہیں آتی تھی بالآخر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا تو معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے متعلق پوچھ رہا ہے: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي النَّيْمَةِ وَاللَّيْلَةِ))

”دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔“

اس نے عرض کیا: ”اس کے علاوہ بھی کوئی نماز میرے لئے فرض ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں، ہاں! اگر تم نفس پڑھ لو تو بہتر ہے، اور ماہ رمضان کے روزے بھی فرض ہیں۔ اس نے پھر کہا: کیا اس کے علاوہ بھی میرے لئے کوئی روزہ فرض ہے؟ فرمایا: نہیں! ہاں اگر تم نفس روزہ رکھو تو بہتر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے زکوٰۃ کا بھی تذکرہ کیا اس نے پوچھا: کیا اس کے علاوہ بھی کوئی صدقہ دینا مجب پر لازم ہے؟ فرمایا: نہیں! ہاں اگر اپنی طرف سے دینا چاہو تو بہتر ہے، اس کے بعد وہ شخص یہ کہتا ہوا اپس چلا گیا کہ:

((وَاللَّهُ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ)) ②

”اللہ کی قسم! میں اس میں کمی پیشی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس نے بھی کہا تو کامیاب ہو گیا۔“

① ابو داؤد، الحدود، باب الحکم فیمن ارتد (۴۳۵۴)

② صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام (۱۱) وبخاري (۴۶) وابو داؤد (۳۹۱)

۸: اے اللہ! تو ہمیں اسلام پر زندہ رکھنا اور اسی پر موت دینا۔
سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھتے ہوئے
یوں دعا کی:

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيْنَا وَمَتَّيْنَا وَصَغِيرَنَا وَكَبِيرَنَا وَذَكَرِنَا
وَأَنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَخْيِهِ عَلَى
الإِيمَانِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ اللَّهُمَّ لَا
تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلْنَا بَعْدَهُ)) ①

”اے اللہ! تو بخش فرمادے ہمارے زندوں کی اور ہمارے مردوں کی، ہمارے
چھوٹوں کی اور ہمارے بڑوں کی، ہمارے مردوں کی اور ہماری عورتوں کی،
ہمارے موجود لوگوں کی اور ہمارے غائب (غیر موجود) کی۔ اے اللہ! تو ہم سے
جس کو زندہ رکھے اس کو ایمان پر زندہ رکھ اور جس کو موت دے اس کو اسلام پر
موت عطا فرم۔ اے اللہ! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد گمراہ
نہ کر۔“



① ابو داؤد، الجنائز، (۱۳۲۰)، والترمذی (۱۰۲۴)، صحيح

اللہ کے راستے میں محبوب (پسندیدہ) چیز خرچ کرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنْ تَنَاءُوا لِيَرَبِّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مَا تُجْبُونَ هُوَ مَا تُنْفِقُو مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ يُعِظُّ عَلَيْهِمْ﴾ (آل عمران: ۹۲)

”(مومنو!) جب تک تم اُن چیزوں میں ہے (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو گے جو تمہیں عزیز ہیں کبھی تیکی حاصل نہ کر سکو گے اور جو چیز تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اُس کو جانتا ہے۔“

فوائد:

۱: آیت مبارکہ کا شان نزول یوں ہے، سیدنا انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ تمام انصار میں سے سیدنا ابو طلحہ رض سب سے زیادہ مالدار تھے اور اپنے تمام مال اور جانکار میں سے ”بیرحا“ (نامی باغ) سب سے زیادہ پسند کرتا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ نبی کریم ﷺ بھی اکثر اس باغ میں جایا کرتے تھے اور اس کے کنویں کا عمدہ اور میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو سیدنا ابو طلحہ رض نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے اور میرا سب سے زیادہ عزیز مال یہی ”بیرحا“ (نامی باغ) ہے۔ لہذا میں اس کو اس امید میں کہ جو بھلائی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی میرے لئے جمع رہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں، لہذا آپ ﷺ کو اختیار ہے جس طرح مناسب سمجھیں اس کو تقسیم کر دیں۔ آپ ﷺ خوش ہو کر فرمانے لگے کہ ”واه واه یہ بہت ہی فائدے مند مال ہے اس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہو گا“، اور فرمایا: ”میری رائے ہے کہ یہ باغ اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔“ سیدنا ابو طلحہ رض

فرمانے لگے: بہت خوب! اور باغ اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔^①
 ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک دفعہ سیدنا عمر رض نے آپ صلی اللہ علیہ وسَّلَّمَ کی خدمت میں
 حاضر ہو کر عرض کیا: کہ یا رسول اللہ! امیر اس بے زیادہ عزیز اور بہتر مال خیر میں میری زمین کا
 ایک حصہ ہے (میں اس کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں) فرمائے کیا کروں؟
 آپ صلی اللہ علیہ وسَّلَّمَ نے فرمایا کہ ”اصل (زمین) کو اپنے قبضہ میں رکھو اور اس کی پیداوار پھیل وغیرہ اللہ کی
 راہ میں وقف کرو۔“^②

ابن عمر رض بیان کرتے ہیں کہ:

((أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَا لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ يَقَالُ لَهُ ثَمَنٌ وَكَانَ نَخْلًا، فَقَالَ عُمَرُ رض: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَسْتَفَدْتُ مَا لَا وَهُوَ عِنْدِي نَفِيسٌ، فَأَرْدَتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَصَدَّقَ بِإِصْلَاهِ، لَا بِيَمَاءٍ وَلَا يُوَهَّبُ وَلَا يُورَثُ، وَلَكِنْ يُنْفَقُ ثُمَّرُهُ، فَتَصَدَّقَ بِهِ عُمَرُ، فَصَدَقَتْهُ تِلْكُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِينِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَلِذِي الْقُربَى، وَلَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلَيْهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يُوَكِّلَ صَدِيقَهُ غَيْرَ مُتَمَمَّولِ بِهِ))^③

”عمر رض نے اپنی ایک جائیدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسَّلَّمَ کے زمانہ میں وقف کر دی اس

① احمد، ۳/۱۴۱؛ صحیح بخاری، الزکاة، باب الزکاة على الأقارب، ۱۴۶۱؛ صحیح مسلم، ۹۹۸۔

② صحیح بخاری، الوصایا بباب الوقف کیف یکتب، ۲۷۷۲؛ صحیح مسلم، ۱۶۳۲؛ نسائی، ۳۶۳۳۔

③ بخاری، الوصایا، بباب وما للوصی أن یعمل فی مال اليتیم وما یأکل منه بقدر عمالته (۲۷۶۴)

جائیداد کا نام ”شیخ“ تھا اور یہ بھجور کا ایک باغ تھا۔ عمر بن الخطاب نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ایک جائیداد ملی ہے اور میرے خیال میں نہایت عمدہ ہے اس لئے میں نے چاہا کہ اسے صدقہ کر دوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اصل مال صدقہ کر دو کہ نہ بچا جائے، نہ ہبہ کیا جائے اور نہ اس کا کوئی وارث بن سکے، صرف اس کا پھل (اللہ کی راہ میں) صرف ہو۔ چنانچہ عمر بن الخطاب نے اسے صدقہ کر دیا ان کا یہ صدقہ غازیوں کے لئے غلام آزاد کرنے کے لئے، محتاجوں اور کمزوروں کے لئے مسافروں اور رشتہ داروں کے لئے تھا اور اس کے مگر اس کے لئے اس میں کوئی مضافات نہیں ہو گا کہ وہ دستور کے موافق اس میں سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو حلاۓ بشرطیکہ اس میں سے مال جمع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔“

۲: اللہ ہمیشہ پاک صاف اور حلال کو قبول فرماتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلٍ تَمْرَأَ مِنْ كَسْبِ طَيْبٍ، وَلَا يَقْبُلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيْبُ، وَإِنَّ اللَّهَ يَتَقْبِلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرْتِبُهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرْتِبُنِي أَحَدُكُمْ فَلَوْمَهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ)) ①

”جو شخص بھجور کے برابر (مقدار میں یا قیمت میں) حلال کمائی میں سے خرج کرے (اور یہ جان لو کہ) اللہ تعالیٰ صرف حلال مال قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے اور پھر اس صدقہ کو صدقہ دینے والے کے لیے اسی طرح بڑھاتا رہتا ہے۔ جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنا بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ یا اس کا ثواب) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔“

۳: اللہ کے راستے میں کسی بھی چیز کا عمدہ جوڑا خرچ کرنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے:

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❶ بخاری، الزکاة، باب الصدقة من كسب طيب (۱۴۱۰) ومسلم (۲۳۴۲)

((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ،
دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ، يَعْنِي الْجَنَّةَ، يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ
كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ
أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ
الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ
دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ، وَبَابِ الرَّيَانِ))

”جس شخص نے کسی چیز کا جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو اسے جنت کے دروازوں
سے بلا یا جائے گا، اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جو شخص نمازی ہو گا اسے باب
الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا، جو مجاہد ہو گا اسے باب الجہاد سے اور صدقہ کرنے والے
کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا اور جوروزے دار ہو گا اسے باب الریان سے
پکارا جائے گا۔“

ابو بکر صدیق رض نے عرض کیا:

((مَا عَلِيَ هَذَا الَّذِي يُذْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةِ،
وَقَالَ هَلْ يُذْعَى مِنْهَا كُلُّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ نَعَمْ،
وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ)) ۝

”ویسے ضروری تو نہیں کہ کسی کو ان سب دروازوں سے بلا یا جائے، پھر بھی کیا کسی کو
ان تمام دروازوں سے دعوت دی جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! میں
امید کرتا ہوں کہ آپ انہیں میں ہوں گے“



❶ صحيح بخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب قول النبي ﷺ لو كنت متخدنا
خليلا..... (٣٦٦٦) ومسلم (٢٣٧١) ونسائي (٢٤٣٩)

مقام ابراہیم علیہ السلام اور حج

﴿فِيْهِ أَيْتُكُمْ بَيْتَ مَقَامٍ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ أَوْنَاطٌ وَّلِهُ عَلَى النَّاسِ حِجْجَةُ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ لِلَّهِ سَبِيلًا طَوَّافُ قَعْدَرَ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ عَنِ الْعَلَيِّينَ ﴾ (آل عمران: ۹۷)

”اس میں محلی ہوئی نشایاں ہیں جن میں سے ایک ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا، اس نے اسن پالیا۔ اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھے وہ اس کا حج کرے اور جو اس کے حکم کی تعییل نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔“

فواہد:

۱: آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے چند باتوں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) مکہ شہر میں بیت اللہ کے پاس مقام ابراہیم بھی ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کھڑے ہو کر کعبۃ اللہ کی تعمیر کرتے رہے۔ حج میں سب سے پہلے طواف کرنے کے بعد اگر اس مقام پر دور کعت نماز ادا کی جائے تو حج نہیں ہوتا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنा:

((إِنَّ الرُّكْنَ، وَالْمَقَامَ يَا قُوْتَنَانِ مِنْ يَا قُوْتَ الْجَنَّةِ، طَمَسَ اللَّهُ نُورَهُمَا، وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُورَهُمَا لَا ضَانَّا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ))^①

۱ الترمذی، الحج، باب ما جاء في فضل العجر الأسود والركن والمقام: ۸۷۸
وصحیح ابن حبان: ۱۰۰۴، صحیح

”بلاشہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم جنت کے قبیلی پتھروں میں سے دو قبیلی پتھر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی روشنی کو ختم کر دیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ان دونوں کی روشنی کو ختم نہ کرتا تو ان کی روشنی مشرق سے مغرب کے درمیانی حصے کو روشن کر دیتی۔“

سیدنا عمر فاروق رض فرماتے ہیں: میرے پروردگار نے تمین باتوں میں میری موافقت کی، میں نے ایک مرتبہ کہا:

۱: ((يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ أَتَخَذْتَ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ مُصَلَّى))

یا رسول اللہ ﷺ! آپ مقام ابراہیم کو (طواف کے بعد) نماز پڑھنے کی جگہ بنالیں تو یہ آیت نازل ہوئی:

((وَاتَّخِذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى)) (۱۲۵/ البقرة)

”اور مقام ابراہیم پر نماز ادا کرو۔“

۲: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے گھر میں اچھے اور بے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ امہات المؤمنین کو پرده کا حکم فرمادیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب (پرده کی آیت) نازل فرمائی۔

۳: اور ایک مرتبہ نبی ﷺ کی بیویاں آپ پر غیرت کے سلسلے میں جمع ہوئیں تو میں نے ان سے کہا:

((عَلَيْكَ رَبَّهُ أَنْ طَلَقْنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَرْوَاجًا حَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ))

(۱۶۶/ التحریم: ۵)

”اگر وہ (نبی ﷺ) تم کو طلاق دے دیں تو عنقریب ان کا رب انھیں تم سے اچھی بیویاں تمھارے بدے میں دے گا۔“

چنانچہ یہی آیت نازل ہوئی۔^①

^① البخاری، التفسیر، باب (وَاتَّخِذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى): ۴۴۸۳

۲: مکہ مدن و سکون والashہر ہے۔

سیدنا انس بن مالک رض سے مردی ہے:

((لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيْطَوْهُ الدَّجَائُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ،
وَلَيْسَ نَفْتَنَ بَلَدٍ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِينَ تَحْرُسُهَا،
فَيَنْزِلُ بِالسَّبِيلَةِ، فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةَ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يَخْرُجُ
إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ)) ①

”دجال کے داخل ہونے سے کوئی شہر نہیں بچ سکے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے، فرشتے مکہ اور مدینہ کے راستوں پر صرف باندھے کھڑے ہوں گے اور ان دونوں شہروں کی حفاظت کریں گے۔ دجال مدینہ منورہ کی سنگاخ زمین تک نہیں پہنچ پائے گا تو تین مرتبہ زلزلہ آئے گا اور مدینہ منورہ میں موجود تمام کافر و منافق (خائن) ہو کر) دجال کے پاس چلے جائیں گے۔“

سیدنا ابن عباس رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:
((مَا أَطْبَيْتِكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَبْتِكِ إِلَىَّ وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي
مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ)) ②

”تو کس قدر اچھا شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے؟ اگر میری قوم نے مجھے نکالا نہ ہوتا تو میں تیرے سوا (کسی دوسرے شہر میں) رہاں پذیر نہ ہوتا۔“

۳: حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے اور ہر صاحب استطاعت انسان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے سیدنا ابو ہریرہ رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① مسلم، الفتنه، باب قصة الجصاصة: ۲۹۴۳:

② ترمذی، المناقب، باب فی فضل مکة: ۳۹۲۶، ابن حبان: ۱۰۲۶، الحاکم: ۴۸۶/۱، صحیح

((أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرِضَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَاحْجُوْا))

”اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہذا تم حج کرو۔“

ایک آدمی (اقرع بن حابس رض) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حتیٰ کہ اس نے تیرسی بار بھی سوال دھرا یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوْ جَبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ))

”اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔“

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تک میں تحسین کچھ نہ بتاؤں مجھ سے سوال نہ کیا کرو اس لیے کتم سے پہلے لوگ کثرت سے سوال اور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اختلاف کرنے کی وجہ سے تباہ و بر باد ہو گئے! جب میں تحسین کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرو اور جب میں تحسین کسی کام سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔^①



^① مسلم، الحج، باب فرض الحج مرہ فی العمر: ۱۳۳۷ واحمد: ۵۰۸ وابن حبان:

زندگی اور موت اسلام پر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ تُقْتَلُهُمْ وَلَا يُقْتَلُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (۱۰۲) (آل عمران: ۱۰۲)

”مومنو! اللہ سے ڈرو! جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں صرف مسلمان ہونے کی حالت میں موت آئی چاہیے۔ (یعنی زندگی بھر اسلام پر قائم رہنا چاہیے)“

فواائد:

۱: یہ آیت مبارکہ ان تین آیات میں سے ایک ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ اپنے ہر خطبہ جمعہ، خطبہ عیدین اور خطبہ نکاح میں تلاوت کیا کرتے تھے۔

۲: جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اس طرح ڈرو، اس آیت مبارکہ کو سن کر صحابہ کرام ﷺ پر بیشان ہو گئے کہ اللہ کے حق کو تو کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے پھر یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی۔

﴿فَإِنَّكُمُ اللَّهُمَا أَسْتَطَعْتُمْ وَأَسْعَوْا وَأَطْبَعْوَا وَأَلْفَقُوا خَيْرًا لَا تُفْسِدُمْ طَوَّافَةً مَنْ يُوقَنُ شَجَرَةً نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (۶۴) (التغابن: ۶۴)

”سو جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو اور (اس کے احکام کو) سنوا اور (اس کی) فرمانبرداری کرو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔“

۳: ساری زندگی اللہ کے ڈر کے ساتھ، یعنی تقویٰ کو اختیار کرتے ہوئے گزارنے کا حکم ہے جس دل میں اللہ کا ڈر نہیں ہوتا وہ ہر گناہ کو بے دریغ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن سات لوگوں

کو عرش کا سایہ عنایت فرمائے گا ان میں ایک وہ شخص ہو گا جو اللہ سے ڈرتا ہے اور دعوت گناہ کو قبول نہیں کرتا۔ ①

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَهُنَّ أَئْلُقُ وَأَصْلَحُ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزُنُونَ ②﴾

(الاعراف: ۳۵) ۱/۷

”جو شخص ڈرتا ہے گا اور اپنی حالت درست رکھے گا تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔“

۳: اللہ کا ذر، خوف اور تقویٰ رکھنے والے کامیاب ہیں۔

۴: موت اسلام پر ہی آئی چاہیے نبی کریم ﷺ نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيْنَا وَمَسْتَبَّنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأَثْنَانَا ،اَللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَ مِنَّا فَأَخْيِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ ،اَللَّهُمَّ لَا تَخْرُجْ مِنَّا أَجْرَهُ وَلَا تُنْضِلْنَا بَعْدَهُ)) ③

اے اللہ! ہمارے زندگی، ہمارے مردوں، ہمارے حاضر، ہمارے غائب، ہمارے چھوٹوں، ہمارے بڑوں، ہمارے مردوں اور ہماری عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ! تو ہم میں سے جسے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے فوت کرے تو اسے حالت ایمان میں فوت کر۔ اے اللہ! ہمیں اس (مرنے والے) کے ثواب سے محروم نہ رکھ اور ہمیں اسکے بعد گمراہ نہ کرنا۔“

امام مجاهد رضا شد کہتے ہیں کہ لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اور ایک چھتری کپڑے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی اس وقت قریب ہی بیٹھے تھے آپ ﷺ نے بیان کیا کہ رسول

① بخاری، الزکوة، باب الصدقة باليمين (۱۴۲۳).

② ابو داؤد (۳۶۰۱).

اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْحُقْقُ لِرَبِّكُمْ وَلَا
تَحْوِلُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ تُسْلِمُونَ) اور اس کے بعد فرمایا: ”اگر (جہنم کے) تھوہر کے درخت کا
ایک قطرہ (زمین پر) گرا دیا جائے تو وہ تمام روزے زمین کے لوگوں کی زندگی تلغی کر دے! تو
ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جن کا کھانا ہی تھوہر ہو گا؟^①

سیدنا جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی وفات سے تین دن قبل
فرماتے ہوئے سنا:

”تم میں کوئی شخص فوت نہ ہو گروہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن طن رکھتا ہو۔“^②



① ابن ماجہ، الزهد، باب صفة النار: ۴۳۲۵

② مسلم، الفتن، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت: (۲۸۷۷)

اتفاق و اتحاد اور کتاب اللہ کو لازم پکڑو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَإذْكُرُوا نُعْمَانَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَذْكُرْنَمْ لَذْكُرْنَمْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَالْفَلَفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْرَاجًا وَلَكُنْتُمْ عَلَى شَفَاعَ حُفْرَةٍ قِنَ الْقَارِ فَانْقَذَكُمْ مِنْهَا طَكْلَكَ يَسْجُنُ اللَّهُ لَكُمْ أَيْتَهُ لَعْلَكُمْ تَهْتَدُونَ)) (آل عمران: ۱۰۳)

”اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اُس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دہن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں آلفت ڈال دی اور تم اُس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اُس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی آیتیں کھوں کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔“

فواہد:

آیت مبارکہ میں اللہ کی رسی سے مراد کتاب اللہ ہے، سید نازید بن اتم رض بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَأَنَا تَارُكُ فِيْكُمْ ثَقْلَيْنِ أَوْلَهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيْهِ الْهُدَى
وَالثُّورُ فَخُذُّوْ بِكِتَابِ اللَّهِ، وَاسْتَمْسِكُوْ بِهِ فَأَنْهَى عَلَى
كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَبَ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِيْ أَذْكِرُكُمُ اللَّهُ فِي
أَهْلِ بَيْتِيْ، أَذْكِرُكُمُ اللَّهُ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ، أَذْكِرُكُمُ اللَّهُ فِيْ أَهْلِ

بیتی) ①

”خبردار! تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، تو تم اللہ کی کتاب کو پکڑ کر مضبوطی سے (اس کے ساتھ) چھٹ جاؤ، نیز آپ ﷺ نے کتاب اللہ کے متعلق مزید ترغیب و تلقین فرمائی۔ پھر فرمایا: ”اور (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تحسین اللہ یاد دلاتا ہوں یعنی اللہ سے ڈراتا ہوں یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی۔“

اللہ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ کو مضبوطی سے تقام لینے والے ہی کامیاب و کامران ہیں جیسا کہ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ تَرَكْتُمْ عَلَىٰ مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلَهَا كَنْهَارِهَا لَا يَرِينُغَ عَنْهَا إِلَّا هَالِكٌ)) ②

”میں تحسین ایسے روشن دین پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے اس سے صرف وہی شخص روگردانی کرتا ہے جو ہلاک ہونے والا ہے۔“

تفرقہ بازی میں نہ پڑو، اجتماعیت کو اختیار کرو، اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر اس سے روکا ہے: کہ ”تم تفرقہ بازی میں نہ پڑو۔“

ارشاد ہوتا ہے:

((إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعَةً لَّا سَنَّ وَلَا إِنَّا أَمْرَهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنْتَهُمُ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ③)) (الأنعام: ۱۵۹/ ۶)

”جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے

① مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل على بن أبي طالب: ۲۴۰۸

② صحيح الترغيب، السنة، باب الترهيب من ترك السنة (۵۹) السنة لابن أبي عاصم

(۴۸) صحيح

ہو گئے ان سے تمہیں کچھ کام نہیں۔ ان کا کام اللہ کے حوالے، پھر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ (اللہ) آن کو (سب کچھ) بتائے گا۔

اور فرمایا:

﴿وَلَا تُكُونُوا كَالذِّينَ تَفَرَّقُوا وَأَخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ طَوَّلَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ لِّيَوْمٍ تَبَيَّضُ وُجُوهٌ وَّ تَسُودُ وُجُوهٌ فَإِنَّمَا الَّذِينَ يَنْهَا اسْوَدَاتُ وُجُوهُهُمْ هُنَّ الْكُفَّارُ هُنَّ بَعْدَ إِيمَانِهِمْ قَدْ دُّعُوا لِعَذَابٍ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴾ (آل عمران: ۱۰۵-۱۰۶)

”اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو مفترق ہو گئے اور احکام بین کے آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف) اختلاف کرنے لگے، یہ لوگ ہیں جنہیں (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہو گا۔ جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ۔ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (آن سے اللہ فرمائے گا کہ) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ پس (اب) اس کفر کے بد لے عذاب (کے مزے) چکھو۔“

آہ اس راز سے واقف ہے نہ ملا نہ فقیر

وحدث افکار کی بے کردار ہے خام

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپس میں اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک اور بر باد ہو گئے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے ایک خط

کھیچا اور فرمایا:

یا ایسے مفترق راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلارہا ہے پھر

آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

❶ البخاری، الخیومات، باب ما یذکر فی الاشخاص: ۲۴۱۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿وَإِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمًا فَلَا يَهْوُعُ عَوْنَى وَلَا تَنْتَهُوا الشَّبُّلُ فَتَفَرَّقُ يُكْمَلُ عَنْ سَبِيلِهِ طَذِلُكُمْ وَضَلَّكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَكَفُّونَ ﴾ (٦/ الأنعام: ١٥٣)

”اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلتا اور دور سرے رستوں پر نہ چلتا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پر ہیز گار ہو۔“^①

سیدنا ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو، خوشخبری سناؤ، نفرت نہ پھیلاؤ، اتفاق رکھو اور اختلاف نہ کرو۔“^②

سیدنا حذیفہ رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (فتنوں کے دور میں) مسلمانوں کی جماعت کو لازم پڑنا اور ان کے امام سے چھٹے رہنا، میں نے عرض کیا: ”اگر نہ مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو تو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی حالت میں تم تمام فرقوں سے عیحدہ ہو جانا، خواہ تھیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتیٰ کہ تھیں موت آئے تو اسی حالت میں موت آئے۔^③

۳: مدینہ منورہ کے باسی اوس اور خزر جہاں ہی جنگ وجدال میں بتلا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد سب سے محبت اور اخوت پیدا ہوئی۔ اس آیت مبارکہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے، دوسری جگہ فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي أَيَّدَكُ بِتَصْرِيرٍ وَبِالْمُؤْمِنِينَ لَا وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ طَلْوَانٌ فَلَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَيْعَانًا الْفَتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ طَرَائِفٌ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾ (٨/ الأنفال: ٦٢-٦٣)

^① احمد ۱/ ۴۳۵، والحاکم ۲/ ۳۱۸ و قال صحيح الاستاد.

^② مسلم، الجہاد، باب فی الأمر بالتيسیر: ۱۷۳۳

^③ البخاری، الفتنه، باب کیف الأمر إذا لم تكن جماعة: ۷۰۸۴

”وہی تو ہے جس نے تمہیں اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمیعت) سے تقویت بخشی۔ اور ان کے دلوں میں الافت پیدا کر دی اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الافت پیدا نہ کر سکتے! مگر اللہ ہی نے ان میں الافت ڈال دی یقیناً وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔“

آپ ﷺ نے ایک دفعہ انصار سے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا میں نے تمہیں گراہ نہیں پایا تھا؟ مگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے ہدایت سے نوازا! تم ایک دوسرے سے الگ الگ تھے؟ مگر میرے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی اور تم فقیر تھے مگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے دولت مند کر دیا، آپ جب بھی کچھ ارشاد فرماتے تھے تو انصار کہتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ہم پر بہت احسانات ہیں۔^①
الغرض! قرآن و سنت اور اتفاق و اتحاد ہی خیر و برکت لاتے ہیں اللہ تمام مسلمانوں کو انھیں اپنا نے کی توفیق بخشے۔ آمین



اری، المغازی، باب غزوة الطائف فی شوال سنة ثمان: ۴۳۳۰

نیکی کا حکم دو برائی سے روکو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ ثَمَّ مُرْسَلُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَيْتُهُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتَوَمَّنُونَ بِإِلَهِهِ طَ وَ كُوْ أَمْنَ أَهْلُ الْكِتَابَ لَكُمْ خَيْرًا لَهُمْ طَ مِنْهُمْ
الْمُؤْمِنُونَ وَأَلْئَرُهُمُ الْفَسِقُونَ ۚ﴾ (آل عمران: ۱۱۰)

”تم لوگوں کے لیے نکالی گئی بہترین امت ہو کہ نیک کام کرنے کا حکم اور برست کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔“

نوائد:

ا: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہر مسلمان کا فرض ہے کیونکہ پہلے یہ اللہ کے پیغمبروں کی ذمہ داری تھی۔ جناب محمد ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا لہذا امت محمدیہ ﷺ کے ہر فرد پر یہ ذمہ داری عائد ہو گئی کہ وہ اپنی اپنی وسعت و طاقت کے مطابق برائی کی جگہ اچھائی لانے کی کوشش کریں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”تم دوسروں کے حق میں سب سے بہتر ہو کہ تم لوگوں کی گرد نہیں پکڑ کر کہ اسلام کی طرف جھکاتے ہو۔“^۱

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

۱ صحیح بخاری، التفسیر، باب سورۃ آل عمران [کنتم خیر امّة أخرجت للناسن]، ۴۵۵۷

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أَمَةً وَسَطًا﴾ (۲/ البقرة: ۱۴۳)

”ہم نے تم کو بہتر امت بنایا ہے۔“

امت محمدیہ ﷺ کو تلقین کی گئی ہے کہ تم میں ایک جماعت امر بالمعروف کے لیے وقف ہوئی چاہئے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَلَتَكُنْ قَمِيمُكُمْ أَمَةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ طَوْلًا وَأَوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (۱۰۴/آل عمران: ۲۳)

”اور تم میں ایک جماعت ایسی ہوئی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بڑے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”تم ستر امتوں کا تمنہ ہو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم ان سب سے بہتر اور زیادہ بزرگ ہو۔“^①

سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے ایسی نعمتیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔“ لوگوں نے پوچھا: ”کون سی؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”میری مدراءب سے کی گئی ہے، میں زمین کی سنجیاں دیا گیا ہوں، میرا نام احمد رکھا گیا ہے، میرے لئے مٹی پاک کی گئی ہے اور میری امت سب امتوں سے بہتر بنائی گئی ہے۔“^②

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کیا خیال ہے تم جنتیوں کا چوتھا حصہ بننا چاہتے ہو کہ چوتھائی جنت تمہارے پاس ہو اور باقی تین حصے دوسری امتوں کے پاس؟“ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا

^① احمد، ۴/ ۴۴۷؛ ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۳۰۰۱ حسن،

^② مسند احمد، ۱/ ۹۸۔ وفیہ ابن عقیل ضعیف۔

رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اگر ایک تھا میں حصہ تمہارا ہو تو؟“
تم نے کہا: یہ تو بہت ہے! فرمایا: بتاؤ! اگر نصف حصہ (تمہارا اور) نصف حصہ
(باقی تمام امتوں کے پاس) ہو تو؟ انہوں نے کہا: حضور! پھر تو بہت ہی زیادہ
ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سنو! ”کل (قیامت کے دن) اہل جنت کی ایک سو
بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی (۸۰) صفیں صرف میری امت کی ہیں۔“ ①

۱۲: اللہ تعالیٰ نے مونموں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلَيَاءُ بَعْضٍ مِّيَامُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ
يَنْهَاوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (۹/التوبہ: ۷۱)

”مونمن مردا اور مونمن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے
اور برائی سے روکتے ہیں۔“

نیکی کی تبلیغ کرنے والوں کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا، اللہ کا فرمان ہے:

﴿لِيُؤْمِنُونَ بِإِلَهِهِ وَالْيَوْمِ الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ
يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ طَوْأَلِهِ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝﴾ (۱۱۴/آل عمران: ۸۳)
”(اور) اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے اور اچھے کام کرنے کو کہتے اور بڑی
باتوں سے منع کرتے اور نیکیوں پر ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں اور یہیں
لوگ نیکو کارہیں۔“

۱۳: حکیم لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

﴿لِيَبْقَى إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرَدِلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي
السَّلَوَتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ طَإِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ حَمِيرٌ ۝ يَبْقَى أَقْوَمُ
الصَّلَاةٍ وَأَمْرٍ بِالْمَعْرُوفِ وَإِنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ طَإِنَّ ذَلِكَ
الْحَقُّ ۝﴾

احمد، ۱/۴۵۳، حسن؛ مسند ابی یعلیٰ، ۵۳۵۸؛ طبرانی، ۱۰۳۵۰؛ ترمذی، حسن
تجھنہ باب ماجاء فی کم صفات اہل الجنة: ۲۵۴۶، حسن

مِنْ عَزَّوِ الْأَمْوَالِ ۖ وَلَا تُصْقِرُ خَدَّاكَ لِلثَّابِسِ ۖ وَلَا تَنْشِئِ فِي الْأَرْضِ مَرْحَاطِ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۖ وَ اتْهُمْ فِي مَشْيَكَ وَ اغْضُضُ مِنْ
صَوْتِكَ طَإِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتِ الْحَمْيِرِ ۖ ۝) (لقمان: ۱۶ - ۳۱)

”پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ بھی کسی پتھر کے
تلے ہو، آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو، اسے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا اللہ تعالیٰ بڑا
باریک بین اور خبردار ہے۔ اے میرے چھوٹے بیٹے! نماز قائم رکھنا، اچھے
کاموں کی نیخت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا، جو مصیبت تم پر
آجائے صبر کرنا، یقین مانو کہ یہ بڑی ہمت کے کاموں سے ہے۔ لوگوں کے
سامنے اپنے رخسارہ بچلا اور زمین پر اتراتے ہوئے اکڑ کرنہ چل، کسی تکبر کرنے
والے شجاع خور کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنی
آواز کو پست رکھ یقیناً بدترین آواز گدھوں کی ہے۔“

۳: اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق لوگوں کو نیک کام کرنے اور برے کاموں سے باز
رہنے کی تلقین کریں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم فرمایا:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَ امْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَ اعْرِضْ عَنِ الْجَهَلِينَ ۝﴾

(الاعراف: ۱۹۹)

اے پیغمبر عفو و درگز راختیار کرنیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے اعراض کر۔

۴: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے
سنا:

((مَنْ رَأَىٰ مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُعَتِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ
فَلِسَانِيهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِي قَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضَعَفُ الْإِيمَانِ)) ۱۰

۱ صحيح مسلم، الایمان: ۴۹.

”جو شخص تم میں سے کسی برائی کو (ہوتے) رکھتے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل (رکھ) دے۔ اگر (ہاتھ سے رُذکنے کی) طاقت نہیں ہے تو زبان سے (اس کی برائی واضح کرے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (اے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے“

۳: سیدنا عثمان بن بشیر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْقَاتِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالوَاقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهْمُوا عَلَى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مُرْوَا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا: لَوْ أَنَا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلْكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخْذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوا، وَنَجَوْا جَمِيعًا))^۱

”اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود کو قائم کرنے والا ہے اور اس کی جوان ہدوں میں بیٹلا ہونے (پامال کرنے) والا ہے ان لوگوں کی طرح ہے (جو ایک کشتی پر سوار ہوئے) انہوں نے کشتی کے (اوپر اور نیچے والے حصوں کے لئے) قریب اندازی کی تو ان میں سے کچھ بالائی منزل پر اور کچھ تھلی منزل پر بیٹھے گئے۔ تھلی منزل والوں کو جب پانی لینے کی طلب ہوتی تو اوپر آتے اور بالائیں کے قریب سے گزرتے (جو انہیں ناگوار گزرتا) چنانچہ تھلی منزل والوں نے سوچا: کیا ہی اچھا ہو! ”اگر ہم اپنے نچلے حصے میں سوراخ کر لیں (تاکہ اوپر جانے کی بجائے سوراخ سے ہی پانی لے لیں) اور اپنے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں اب اگر اوپر والے نیچے والوں کو ان کے ارادے پر چھوڑ دیں (انہیں سوراخ کرنے سے نہ روکیں اور وہ سوراخ کر لیں) تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے (کیونکہ

^۱ صحيح بخاري ، الشركه ، باب هل يقرع في القسمة؟ (٢٤٩٣).

سوراخ کے ہوتے ہی ساری کشتی میں پانی جمع ہو جائے گا، جس سے کشتی تمام مسافروں سمیت غرق آب ہو جائے گی) اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیں گے (سوراخ نہیں کرنے دیں گے) تو وہ خود اور وسرے تمام مسافر بھی بچ جائیں گے۔“

۵: نیکی کا حکم اور برآئی سے روکنے کی ابتدا سب سے پہلے اپنے گھروالوں سے کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے آغاز میں اسلام کی دعوت سب سے پہلے قریش کو دی تھی اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا أَنْفَسْكُمْ وَأَهْلِنِّكُمْ نَادَاهُ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْجَمَارَةُ عَلَيْهَا مَلِيلَةٌ غَلَاظٌ شَدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمْرَهُمْ وَيَقْعُلُونَ مَا يُؤْمِنُونَ﴾ (٦٦ التحریم: ٦)

”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھروالوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مظبوط فرشتے مقبرہ ہیں، جنہیں اللہ جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿(كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْأَمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبَتْ أَنْ قَذَ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَيْتِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)﴾^①

^① صحیح بخاری ، الجمعة، باب الجمعة فی القرى والمدن (٨٩٣)، صحيح مسلم :

”تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا، امام (حکمران) نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا، مرد اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا، ابن عمر رض نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ”انسان اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا (الغرض) تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔“



غزوہ بدر میں اللہ کی مدد

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ تَصَرَّفَ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذْلَلُهُ﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُشَكِّرُونَ ﴿١﴾ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَكُنْ يَلْفِيَكُمْ أَنْ يُؤْمِنَكُمْ رَبُّكُمْ بِخَلْقَهُ الْفِي قِنَ الْبَلِلَكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿٢﴾ بَلْ لَا إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَسْتَقُوْا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُنْذِدُكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ الْفِي قِنَ الْبَلِلَكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿٣﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشَرَى لَكُمْ وَلَتَطْمِئِنَ قُلُوبُكُمْ بِهِ طَ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿٤﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا أَوْ يَكْتِبَهُمْ فَيُنَقْلِبُوا خَلْلِيْمِنَ ﴿٥﴾﴾

(آل عمران: ۱۲۳ - ۱۲۷)

”اور اللہ نے جنگ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی اور اس وقت بھی تم بے سروسامان تھے پس اللہ سے ڈرو (اور ان احسانوں کو یاد کرو) تاکہ شکر کرو جب آپ موننوں سے یہ کہہ (کرآن کا دل بڑھا) رہے تھے: ”کیا یہ کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ تین ہزار فرشتے نازل کر کے تمہیں مدد دے؟ ہاں! اگر تم دل کو مضبوط رکھو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو اور کافر تم پر جوش کیسا تھو دفعۃ حملہ کر دیں تو اللہ پانچ ہزار نشان زدہ فرشتے تمہاری مدد کو بھیج گا“ اور اس مدد کو تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے (ذریعہ) بشارت بنایا یعنی اس لئے کہ تمہارے دلوں کو اس سے تسلی حاصل ہو در نہ مدد تو اللہ ہی کی ہے جو غالب (اور) حکمت والا ہے (یہ اللہ نے) اس لئے (کیا) کہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک یا انہیں ذلیل و مغلوب کر دے کہ (جیسے آئے تھے و یہی ہی) ناکام واپس جائیں۔“

فواہد:

۱: غزوہ بدر کے موقع پر جب اہل ایمان کمزور اور ہر اعتبار سے دشمن سے پیچے تھے، نبی کریم ﷺ رب کے حضور دعا گو ہو گئے، ادھر صحابہ کرام ﷺ بھی اللہ سے التجا عیس کرنے لگے تو آسمان والے نے صحابہ ﷺ کی کمزوری کو فرشتوں کی نصرت کے ساتھ قوت میں بدلتے ہوئے فرمایا: اے میرے نبی کے چانپے والو! حوصلے مت ہارنا! اللہ تعالیٰ آسمان سے تمہارے ساتھ فرشتوں کو بھیج گا جو تمہارے ساتھ عمل کر دشمن کو زیر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ایک یا دونوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں فرشتوں کو بھیج کر اپنے پیغمبر ﷺ کے صحابہ ﷺ کی مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے وہ نقشہ ان الفاظ میں کھینچا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذْ تَسْتَغْيِثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنَّى مُهِدِّدُكُمْ بِالْفَيْرَ مِنَ الْمَلَكَةِ مُرْدُوفِينَ ۝﴾ (الانفال: ۹)

”جب تم اپنے رب سے مدد مانگ رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سننے ہوئے کہا: میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو سلسہ وار چلے آئیں گے۔“ ریبع بن انس رض فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے پہلے تو ایک ہزار فرشتے بھیجے پھر تین ہزار ہو گئے اور آخر میں پانچ ہزار۔“ ①

۲: ایک دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِذْ يُوحَىٰ رَبُّكَ إِلَى الْمَلَكَةِ أَنِّي مَعْكُمْ فَلَمَّا تَوَلَّوْا إِلَيْنَا مِنْهُمْ أَمْنَوْا طَسَالْقَ فِي ثُلُوبِ الظِّيَّنِ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَأَضْرِبُوهُمْ فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوهُمْ مُّنْهَمْ بَنَانِ ۝﴾ (الانفال: ۱۲)

”اس وقت کو یاد کرو) جب آپ کا رب فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں، سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ، میں ابھی کفار کے دلوں میں رعب

۱ الطبری، ۷/ ۱۷۸۔

ڈالے دیتا ہوں۔ سوتھ ان کی گردنوں پر مارا اور ان کے ہر جوڑ پر مارو۔“

۳: اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بھی صحابہ کرام ﷺ کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا:

((هَذَا جِبْرِيلُ إِنِّي أَخِذُ بِرَأْسِنِ فَرَسِيهِ عَلَيْهِ اِدَاهَةُ الْحَزَبِ))

”یہ جبریل ؓ ہیں، انہوں نے اپنے گھوڑے کو پیشانی سے پکڑ رکھا ہے اور ان کے پاس آلات حرب بھی ہیں۔“^۱

۴: سیدنا کامل بن حنیف ؓ فرماتے ہیں: ”ہم نے جنگ بدر کے موقع پر دیکھا کہ: ”ابھی ہم کسی مشک کو قتل کرنے کے لیے توارث ہاتے ہی تھے کہ اس کی گردن توارث کنے سے پہلے ہی جاگرتی تھی۔^۲

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِي أَثْرِ رَجُلٍ هُوَ الْمُشْرِكُ أَمَامُهُ، إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوَقَهُ وَصَوْتُ الْفَارِسِ يَقُولُ: أَقْدِمْ حَيْرُونَمْ، فَنَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامُهُ فَحَرَّ مُسْتَلْقِيَا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنفُهُ، وَشَقَّ وَجْهُهُ، كَضَرَبَةً السَّوْطِ فَأَخْضَرَ ذَلِكَ أَجْمَعَ، فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ، فَحَدَّثَ بِذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: صَدَقَتْ، ذَلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ التَّالِيَةِ))^۳

”بدر کے روز ایک (انصاری) مسلمان آدمی کسی کافر کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ ایسے میں اوپر سے ایک کوڑے کی آواز آئی اور سوار کی بھی آواز آئی جو کہہ رہا تھا جیزوم! (یہ اس کے گھوڑے کا نام تھا) آگے بڑھا! اتنے میں اس مسلمان نے دیکھا کہ وہ

① صحيح بخاري، المغازى، باب شہر الملائكة بدر (۳۹۹۵)

② تفسیر قرطبی (۱۸۹/۴) و دلائل النبوة للبيهقي (۵۵، ۵۷/۳)

③ صحيح مسلم، الجهاد، باب الامداد بالملائكة في غزوة بدر (۱۷۶۳)

کافر اس کے سامنے چلت (مرا) پڑا ہے۔ اس کی ناک پر کوڑے کا نشان تھا اور اس کا چہرہ چھٹ چکا تھا گویا کسی نے اسے گوڑے سے مارا ہے پھر اس کا سارا جسم ہی سبز ہو گیا۔ وہ النصاری مسلمان اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کر دیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم مج کہتے ہو۔ یہ فرشتہ تیرے آسمان سے مدد کے لیے آئے تھے۔“

۵: بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد اس قدر ہوئی کہ ایک ہزار کے لشکر کو تین سو تیرہ (۳۱۳) نے شکست سے دو چار کرڑیا اور اسلام کی ہبیت پورے عرب پر بیٹھ گئی۔ ان آیات سے یہی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مشکل میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے۔



سودمت کھاؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا إِلَّا تَرَوْا أَضْعَافًا مُّضَعَّفَةً وَ اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَ اتَّقُوا النَّارَ إِلَيَّ أُعْدَتْ لِلْكُفَّارِ﴾

(آل عمران ۱۳۰-۱۳۱)

”اے ایمان والو! کئی گناہ رہا کر سودہ کھاؤ اور اللہ سے ذرو! تاکہ نجات حاصل کرو اور (دزخ کی) آگ سے بچو! جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

فوائد:

ا: اہل جاہلیت سودی قرضہ دیتے تھے مدت مقرر ہوتی تھی اگر اس مدت پر روپیہ دصول نہ ہوتا تو مدت بڑھا کر سود پر سود بڑھادیا کرتے تھے۔ اسی طرح سودہ سودہ مل کر اصل رقم کئی گناہ بڑھ جاتی۔ اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو لوگوں کے اس طرح ناقص مال بر باد کرنے سے روک رہا ہے اور تقویٰ کا حکم دے کر اس پر نجات کا وعدہ کر رہا ہے بصورت دیگر آگ اور اپنے عذاب سے ڈرارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سودہ کو حرام اور تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور تجارت میں برکت کا وعدہ مجھی کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ أَحَلَ اللَّهُ الْبَيْعَ وَ حَرَمَ الرِّبَوْاطَ﴾ (۲۷۵/البقرة)

”اللہ نے تجارت کو حلال اور سودہ کو حرام کیا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ ذَرُوا مَا يَقْرَبُ مِنَ الْيَنِّ وَ إِنْ كُنْتُمْ

مُؤْمِنِينَ ﴿١﴾ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأَذْلَوْا بِهِ حِرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ دُرُونُسُ آمَوَالِكُمْ ﴿٢﴾ لَا تَكْظِلُمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿٣﴾

(٢٧٩، ٢٧٨) / البقرة:

”مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اُس کو چھوڑ دو، اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ! (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے لیے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم ہو گا۔“

۲: رسول کریم ﷺ جیتے الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں آئے اور وادی نمرہ میں اپنے خیبر میں قیام کیا یہاں تک کہ جب دو پہر ڈھل گئی تو قصواء اوثنی پر سوار ہو کر وادی نمرہ میں تشریف لائے اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحْرَمَةٌ يَوْمٌ مُّكْمُمٌ هَذَا فِي شَهْرٍ كُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا)) ①

اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن (یوم عرفہ) میں تمہارے اس مہینہ (ذی الحجه) میں اور تمہارے اس شہر (مکہ) میں حرام ہیں۔“

((أَلَا كُلُّ شَنِيءٍ مِّنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٍ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوْلُ رِبَا أَضَعُ رِبَانًا رِبَا عَبَاسًا بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ)) ②

”یاد رکھو! زمانہ جاہلیت کی ہر چیز (رسم و رواج) میرے قدموں کے نیچے ہے اور

① صحیح البخاری (٦٧).

② صحیح مسلم، الحج، (٢٩٥٠) و صحیح بخاری (٢٢٢١).

زمانہ جاہلیت کے خون معاف کر دیے گئے ہیں، زمانہ جاہلیت کا سود بھی معاف کرو یا گیا ہے اور سب سے پہلا سود جسے میں اپنے سودوں میں سے معاف کرتا ہوں عباس بن عبدالمطلب رض کا سود ہے۔“

۳: سیدنا جابر رض سے مردی ہے:

((لَعْنَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الْكَلَمُ أَكَلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَهُ
وَقَالَ : هُمْ سَوَاءٌ)) ①

”رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، اس کے تحریر کرنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا: (گناہ کے اعتبار سے) یہ سب برابر ہیں۔“

سیدنا ابن مسعود رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”جس قوم میں زنا اور سود عام ہو جاتا ہے وہ اپنی جانوں پر اللہ کا عذاب حلال کر لیتے ہیں۔“ ②

۴: سود کا گناہ بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اسے زنا کے برابر بلکہ اس سے بھی بڑا گناہ قرار دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((الرِّبَا سَبْعُونَ حُوَبًا، أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهَ)) ③
”سود کے تہتر گناہ ہیں جن میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے بدکاری کرے۔“

سیدنا ابن مسعود رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح البخاری، البیوع (۲۰۸۶) مسلم (۵۹۸) ابوداؤد (۳۳۳)

② صحیح الترغیب والترہیب، البیوع (۱۸۶۰)

③ سنن ابن ماجہ، التجارات، باب التغليظ فی الربا، (۲۲۷۴) صحیح

((مَا أَحَدٌ أَكْثَرٌ مِنَ الرِّبَا، إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قِلَّةٍ)) ①

”جو کوئی بکثرت سودی لین دین کرتا ہے وہ بالآخر معاشی شگنی میں بنتا ہو جاتا ہے۔“

۵: سود خور کا انجام ایک طویل حدیث میں بیان کیا گیا ہے: سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ (صحیح کی) نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا چہرہ اقدس ہماری طرف متوج کر کے پوچھتے۔

”کہ آج کی رات تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟“

اگر ہم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا اور آپ ﷺ اللہ کی دی کے مطابق اس کی تعبیر فرمادیتے۔ چنانچہ اپنے معمول کے مطابق ایک دن آپ ﷺ نے ہم سوال کیا: ”کیا تم میں سے کسی شخص نے خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن میں نے آج رات ایک خواب دیکھا“ و شخص میرے پاس آئے اور میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر مجھے مقدس سرز میں، ملک شام کی طرف لے چلے، ایک جگہ پہنچ کر میں کیا دیکھتا ہوں کہ: ”ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور ایک شخص اپنے ہاتھ میں لو ہے کی سلاخ لئے کھڑا ہے اسے بیٹھے ہوئے شخص کے گلے میں ڈال کر چیڑا تا ہے یہاں تک کہ اس کی گدی تک چیڑا چلا جاتا ہے، پھر وہ دوسرے گلے کے ساتھ (گلے کی دوسرا جانب) بھی اسی طرح کرتا ہے (یعنی اس کو بھی گدی تک چیڑا دیتا ہے) جب وہ گلہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے تو پھر پہلے کی طرح وہی عمل کرتا ہے (یعنی وہ گلے کو چیڑتا ہے اور جب وہ گلہ درست ہو جاتا ہے تو پھر چیڑتا ہے غرضیکہ بار بار یہی عمل کرتا ہے اور یہ عمل جاری رہتا ہے) آپ ﷺ فرماتے ہیں: کہ میں نے (ان کے متعلق) دریافت کیا: تو (لے کر جانے والوں نے) کہا آگے چلیں“

”چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ آئے جہاں ایک شخص چت پڑا ہوا تھا اور ایک شخص اس کے سر کے پاس بڑا پھر لئے کھڑا تھا اور اس سے چت پڑے شخص کے سر کو کچلتا تھا، چنانچہ جب وہ پھر کو (کھینچ کر) اس کے سر پر مارتا تو

① سنن ابن ماجہ، التجارات، باب التغليظ في الربا، (۲۲۷۹) صحیح

پتھر سر کو کچل کر لڑھلتا ہوا دور چلا جاتا (پھر وہ دوبارہ مارنے کی غرض سے) اس پتھر کو اٹھانے کے لئے جاتا اور جب لوٹ کر آتا تو اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اس شخص کا سر درست ہو جاتا اور پھر وہ اس پر پتھر مارتا۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری تھا کہ اس کا سر درست ہوتا رہتا۔ اور وہ اس پر پتھر مارتا رہتا میں نے پوچھا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ آگے چلنے۔“

”چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک کہ تنور نما ایک گڑھے پر پہنچے اس کے اوپر کا حصہ شنگ اور نیچے کا حصہ کشاوہ تھا اور اس کے اندر آگ بھڑک رہی تھی جب آگ اوپر کی طرف بھڑکتی تو کچھ لوگ جو آگ کے اندر تھے (شعلوں کے ساتھ) اور پر آجاتے یہاں تک کہ اس گڑھے سے نکلنے کے قریب ہو جاتے اور شعلہ کا زور کم ہونے کے ساتھ ہی سب پھر اندر چلے جاتے میں نے دیکھا کہ اس آگ میں کئی مرد اور کئی عورتیں تھیں اور سب ننگے تھے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے پھر کہا کہ آگے چلنے۔“

((فَانْطَلَقْنَا حَتَّىٰ أَتَيْنَا عَلَىٰ نَهَرٍ مِّنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَىٰ وَسَطِ (وَسْطِ) النَّهَرِ (قَالَ يَزِيدُ وَوَهْبُ بْنُ جَرَيْرٍ عَنْ جَرَيْرِ بْنِ حَازِمٍ) وَعَلَىٰ شَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْنِ حِجَارَةٍ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيهِ فَرَدَهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ قَيْرَاجُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هَذَا قَالَ أَنْطَلِقْ))

”چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسی نہر پر پہنچ جو (پانی کے بجائے) خون سے بھری ہوئی تھی، ایک شخص نہر کے درمیان میں جبکہ ایک شخص نہر کے کنارے پر کھڑا تھا جس کے آگے پتھر رکھے ہوئے تھے نہر کے اندر کھڑا شخص جب (آگے کنارے پر) آیا اور باہر نکلنا چاہا تو کنارے پر کھڑے شخص نے اس

کے منہ پر پتھر دے مارا جس سے وہ اپنی جگہ لوٹ گیا اور پھر اسی طرح یہ سلسلہ جاری تھا کہ نہر کے اندر والا آدمی جب باہر نکلتے کا ارادہ کرتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا اور اس کو اسی جگہ واپس کر دیتا میں نے پوچھا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ تو ان دونوں نے کہا: کہ آگے چلے۔“

”چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک ایک سر بز و شاداب باغ کے پاس پہنچے اس باغ میں ایک بڑا درخت تھا اور اس کی جڑ پر ایک بوڑھا اور کچھ بچے (بیٹھے) تھے پھر کیا دیکھتا ہوں کہ اس درخت کے پاس ایک اور شخص بھی ہے جس کے آگے آگ جل رہی ہے وہ اس کو جلا بھڑکا رہا تھا، پھر وہ دونوں آدمی مجھ کو لے کر درخت پر چڑھے اور مجھ کو ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو درخت کے بالکل درمیان تھا (اور یہ گھر اتنا اچھا تھا، کہ) میں نے کبھی بھی اس سے اچھا کوئی گھر نہیں دیکھا اس گھر میں بے شمار جوان، بوڑھے اور مرد تھے، بے شمار عورتیں اور لا تعداد بچے تھے، اس کے بعد وہ دونوں مجھ کو اس گھر سے نکال کر درخت کے اوپر لے گئے اور مجھ کو ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو پہلے گھر سے بھی بہت اچھا اور افضل تھا اس میں بھی بوڑھے اور جوان آدمی موجود تھے“

”اب میں نے ان دونوں آدمیوں سے کہا کہ آج کی رات تم نے مجھ کو خوب گھمایا پھر ایسا لیکن میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی حقیقت سے تو مجھ کو آگاہ کرو۔ ان دونوں نے کہا: ”اچھا! ہم آپ ﷺ کو بتاتے ہیں (پھر انہوں نے بیان کرنا شروع کیا کہ) ”جس شخص کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کے گلے (دونوں طرف سے) چیرے جارہے تھے وہ ایسا شخص ہے جو جھوٹا ہے، جھوٹ بولتا ہے اور اس کی جھوٹی باتیں نقل و بیان کی جاتی ہیں، جو دنیا میں چاروں طرف پھیلتی ہیں، جن سے لوگ گراہ ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جا رہا ہے جو آپ ﷺ نے دیکھا اور اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور جس شخص کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا تھا وہ ایسا شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے

قرآن سکھایا تھا یعنی اس کو قرآنی علوم سیکھنے کی توفیق عطا فرمائی تھی لیکن وہ شخص اس (قرآن سے) بے نیاز ہو کر رات کو سوتا رہا اور دن میں قرآن کے مطابق عمل نہیں کیا، چنانچہ اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جا رہا ہے جو آپ ﷺ نے دیکھا اور اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور جن لوگوں کو آپ ﷺ نے تنور میں دیکھا ہے وہ زنا کار ہیں:

((وَالَّذِي رَأَيْتُهُ فِي النَّهَرِ أَكَلُوا الرِّبَابَا))

”اور جس شخص کو آپ ﷺ نے نہر میں دیکھا وہ سودخور ہے (ان سب کو بھی اپنے کئے کی سزا مل رہی ہے اور قیامت تک یوں ہی ملتی رہے گی)“

اور جس بوڑھے شخص کو آپ ﷺ نے درخت کی جڑ کے پاس بیٹھے دیکھا وہ ابراہیم ﷺ ہیں اور ان کے پاس جو بچے ہیں وہ آدم ﷺ کی اولاد ہیں اور جو شخص درخت سے کچھ فاصلہ پر آگ جلا رہا ہے وہ دوزخ کا دار و غمہ ہے اور درخت کے اوپر پہلا گھر جس میں آپ ﷺ داخل ہوئے تھے وہ (جنت میں عام) بھومنوں کا مکان ہے اور یہ گھر (جو پہلے گھر سے اوپر واقع ہے) شہداء کا مکان ہے میں جبرائیل ﷺ ہوں اور یہ جو میرے ساتھ ہیں میکائیل ﷺ ہیں اور ذرا آپ ﷺ اوپر سراخھائے! (آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ) میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر (نہایت بلندی میں) ابراہیم کا مند کوئی چیز ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تدقیق سفید ابراہیم کا مند کوئی چیز ہے ان دونوں نے کہا کہ یہ ابراہیم مانند جو چیز آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں دراصل جنت میں آپ ﷺ کا مکان ہے۔ میں نے کہا کہ پھر تم لوگ مجھے چھوڑ دو تاکہ میں اپنے مکان میں چلا جاؤں ان دونوں نے کہا کہ ابھی تو آپ کی عمر باقی ہے جس کو آپ ﷺ نے پورا نہیں کیا ہے جب آپ ﷺ اپنی عمر کو پورا کر لیں گے تو اپنے مکان میں چلے جائیں گے۔“

① صحیح بخاری، الجنائز، باب (۱۳۸۶)

رحمت الہی کیسے مل سکتی ہے

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (۱۳۲: عمران)

”اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروتا کہ تم پر رحمت کی جائے۔“

فواہد:

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو رحمت الہی کا سبب قرار دیا ہے اس مقام پر ہم حصول رحمت کے چند اسباب ذکر کرنے پر ہی اکتفا کریں گے جن میں پہلا سبب اطاعت ہے۔

ا: اطاعت کرتا: ارشاد ربانی ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَخْصُصُهُمْ أُولَئِكَ أَعْظَمُ مَا يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقْرِبُونَ الصَّلَاةَ وَيَمْنُونَ الزَّكُورَةَ وَيُطْبِعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ طَوْأَلِكَ سَيِّدُ رَحْمَهُمُ اللَّهُ طَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (۷۱: التوبہ)

”اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ ابھی کام کرنے کا حکم اور بڑی باتوں سے منع کرتے ہیں، نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا پیش کریں اللہ غالب حکمت والا ہے۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آتَيْنَاكُمْ آتِيَعُوا اللَّهَ وَآتِيَعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكَ الْأَمْرُ مِنْكُمْ حَفَّاْنَ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُودُهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ طَذِيلَكُمْ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (۵۹: النساء)

”مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب

حکومت ہیں ان کی بھی اور اگر کسی بات پر تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّةٍ يَذْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى)) ^۱

”میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔“

: ۲: صبر کرنا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ لَا يَذْكُرُونَ إِذَا يُتْلَى وَإِذَا لَمْ يُتْلَى نَجْعَلُهُنَّ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهَتَّدُونَ))

(البقرة: ۱۵۶ - ۱۵۷)

”ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں: ”هم اللہ ہی کامال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سید ہے راستے پر ہیں۔“

سیدنا عطاء بن ابی رباح رض کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رض نے کہا: ”میں تمھیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں! ضرور۔ انہوں نے کہا: ”یہ سیاہ رنگ کی عورت نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! مجھ پر مرگی کا حملہ ہوتا ہے اور میرے

^۱ صحيح البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنّة، باب الافتداء بسنن رسول اللہ ﷺ:

کپڑے جسم سے دور ہو جاتے ہیں آپ میرے لیے دعا فرمادیں! آپ ﷺ نے فرمایا:
اگر تو چاہے تو اس بیماری پر صبر کرو اور تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ
سے تیری عافیت کی دعا کر دیتا ہوں۔

تو اس عورت نے جواب دیا میں صبر کرتی ہوں، اس نے مزید کہا: ”میرے کپڑے اتر
جاتے ہیں دعا کیجیے میرے کپڑے نہ اتریں۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔^①
۳: نرمی و شفقت کرنا: (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) سیدنا اسماعیل بن زید رضی اللہ عنہ سے
مردی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کی بیٹی
(زینب رضی اللہ عنہا) کا خادم آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! زینب رضی اللہ عنہا آپ کو بلا رہی ہے۔
اور اس کا بچہ بستر مرگ پر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیٹی سے کہہ دو:

((إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخْذَ وَمَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمٌّ،
فَلَتُصِيرُ وَتَحْتَسِبُ))^②

” بلاشبہ سب اللہ کا مال ہے جو اس نے لے لیا اور جو اس نے عنایت فرمایا اور ہر
چیز کا اس کے پاس وقت مقرر ہے، صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو۔“

خادم نے نبی کریم ﷺ کا پیغام سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تک پہنچا دیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے
رسول اللہ ﷺ کو دوبارہ پیغام بھیجا اور قسم دلائی کہ آپ ﷺ ضرور تشریف لا سکیں۔ (یہن کر)
آپ چل پڑے، آپ کے ساتھ سیدنا سعد بن عبادہ، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم
اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہم تھے۔ جب بچہ نبی کریم ﷺ کو ذکھایا گیا تو وہ اس وقت دم توڑ
رہا تھا۔ اور سکیاں بھر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بچے کو گود میں لیا تو آپ ﷺ کی آنکھوں

① صحیح البخاری، المرتضی، باب فضل من يصرع من الريح: ۵۶۵۲، مسلم: ۲۵۷۶،
احمد: ۳۲۴۰

② صحیح البخاری، الأیمان النذور، باب قول الله تعالى «وأقسموا بالله جهد أیمانهم» (۶۶۵۵)

سے آنسو بہ نکلے۔ سعد بن عبادہ رض نے جب آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو تجھ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ایسا یہ روتا کیسا ہے؟
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((هَذِهِ رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ،
وَإِنَّمَا يَرْزَحُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحْمَاءُ)) ①

”یہ روتا رحم کی وجہ سے ہے اور اللہ اپنے جس بندے کے دل میں چاہتا ہے رحم رکھتا ہے یا فرمایا: کہ اللہ اپنے ان ہی بندوں پر رحم کرے گا جو دوسرا دس پر رحم کرتے ہیں۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((أَلَّا حِمْوَنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ))

”رحم کرنے والوں پر اللہ مہربان ہوتا ہے۔“

((إِذْ حَمَوْا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ)) ②

”تم زمین واللوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر مہربان ہو گا۔“

کرو مہربانی تم اہل زمین پر

خدا مہربان ہو گا عرش بریں پر

سیدنا جریر بن عبد اللہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ)) ③

”اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتے جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔“

① صحیح البخاری (۱۲۸۴)

② سنن أبي داؤد، کتاب الأدب (۴۹۴۱)، الترمذی (۱۹۲۴)، جامع الأصول: (۵۰)

(۵۱۵) صحیح بشواهد

③ صحیح البخاری (۷۳۷۶) و مسلم: (۲۳۱۹)

ایک روایت کے لفظ ہیں:

((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)) ①

”جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرَنَا)) ②

”اس کا ہمارے ساتھ کچھ تعلق نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام نہیں کرتا۔“

۲: استغفار کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

»وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهُ يَعْجِلُ اللَّهُ خَفْرُهُ لَهُمْ۝ (۴/ النساء : ۵۹) ③

”اور جو شخص کوئی برا کام کر بیشے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا۔“

»وَاسْتَغْفِرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ خَفُورًا لَهُمْ۝ (۴/ النساء : ۱۰۶) ④

”اور اللہ سے بخشش مانگ پیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔“

سیدنا موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے ہیں:

»قَالَ رَبِّنِي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَأَغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ طَإِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّّحِيمُ۝ (۲۸/ القصص: ۱۶) ⑤

”انہوں نے فرمایا: اے میرے رب! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے تو اللہ نے ان کو بخش دیا پیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

① البخاری (۵۷۹۷)، مسلم: (۲۳۱۸)

② الترمذی: ۱۹۲۰، وأحمد: ۱/ ۲۵۷ وصححه الشیخ أحمد شاکر ۹۰ / ۴

((وَاسْتَغْفِرُوا رَبِّكُمْ تَثْمَنُ تُوبُوا إِلَيْهِ طَإَنَّ رَبَّنِي رَحِيمٌ وَّدُودٌ)) ①

(۹۰/ہود: ۱۱)

”اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اس کے آگے توہہ کرو پیشک میرا پروردگار رحم والا (اور) محبت والا ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن سبیرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((طُوبَى لِمَنْ وُجِدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا)) ②

”اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس کے نامہ اعمال میں بکثرت استغفار پایا گیا۔“

ارشادربانی ہے:

((لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرَحَّمُونَ)) ③ (۴۶/النمل: ۲۷)

”(اور) اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

۵: تقویٰ اختیار کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((وَهُدًى كَتَبَ أَنْزَلَنَا مُبَدِّلٌ فَاتَّبِعُوهُ وَأَقْوِلُوا لَعَلَّكُمْ تُرَحَّمُونَ))

(۱۵۵/الانعام: ۶)

”اور (اے کفر کرنے والو!) یہ کتاب بھی ہم نے ہی اتاری ہے، برکت والی۔ تو اس کی پیروی کرو اور (اللہ سے) ڈروتا کہ تم پر مہربانی کی جائے۔“

((وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَتَقْوَامَابِينَ أَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلَقْتُمْ لَعَلَّكُمْ تُرَحَّمُونَ)) ④

(۴۵/یس: ۳۶)

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو تمہارے آگے اور جو تمہارے پیچے ہے اس سے ڈروتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

((يَا يَاهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَتَقْوُاللَّهَ وَآمَنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتَكُمْ كَفَلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَ

① ابن ماجہ، الأدب، باب الاستغفار: ۳۸۱۸ و صحیح الترغیب: ۱۶۱۸

يَجْعَلُ لَكُمْ نُورًا كَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرُ لَكُمْ طَوَالَ اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦﴾

(۲۸) الحدید: ۵۷

”مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاوہ تمہیں اپنی رحمت سے دگنا اجر عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے روشنی کر دے گا جس میں چلو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بنخشنے والا مہربان ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رض سے مردی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سی چیز سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((تَقَوِيَ اللَّهُ وَحْسِنُ الْخُلُقِ))

”اللہ کا تقوی (ڈر) اور اچھا اخلاق۔“

۶: احسان کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾) (۵۶/اعراف: ۵۶)

”بے شک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔“

۷: انفاق فی سبیل اللہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((وَمَنِ الْأَعْرَابِ مَنْ يُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَكْنُدُ مَا يَتَقَبَّلُ قُرْبَتِي عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ طَالِا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ طَسِيدُ خَلْمُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ طَالِا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦﴾) (۶/التوبۃ: ۹۹)

”اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ اللہ پر اور روز آختر پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو اللہ کی قربت اور پیغمبر کی دعاوں کا ذریعہ سمجھتے ہیں، ویکھو بلا شبہ وہ ان کے لیے (موجب) قربت ہے اللہ ان کو عنقریب اپنی رحمت میں داخل کرے گا بیشک اللہ بنخشنے والا مہربان ہے۔“

۸: اصلاح ذات ایین (آپس میں صلح کروانا)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱ الترمذی، البر والصلة، باب ما جاء في حسن الخلق: ۲۰۰۴ والصحیحة: ۹۷۷

((إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ لَاخْوَةٌ فَاصْلِحُوا بَيْنَ أَخْوَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلَيْكُمْ تُرْحَمُونَ))^① (٤٩ / الحجرات : ١٠)

”مُؤْمِنٌ تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کروادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہوتا کہ تم پر رحمت کی جائے۔“

۹: خاموشی سے قرآن سننا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((وَإِذَا قِرَأَتِ الْقُرْآنَ فَاسْتَبِعُوا إِلَهَهَ وَأَصْلِحُوا عَلَيْكُمْ تُرْحَمُونَ))^②

(٢٠٤ / الاعراف : ٧)

”اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سن کرو اور خاموش رہا کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَأُتُوا الزَّكُوٰةَ وَأَطْبِعُوا الرَّسُولَ عَلَيْكُمْ تُرْحَمُونَ))^③

(٥٦ / النور : ٤)

”اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور تغیراتِ الہی کے فرمان پر چلتے رہوتا کہ تم پر رحمت کی جائے۔“

۱۱: عصر سے پہلے چار سنتیں پڑھنا۔ سیدنا عبد اللہ ابن عمر رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللَّهُ أَمْرًا صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا))^④

”اللہ در حرم فرمائے ایسے آدمی پر جس نے عصر سے پہلے چار رکعتات پڑھیں۔“

۱۲: لین دین میں فیاضی سے کام لینا۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① أبو داؤد: ۱۲۷۱، ابن خزيمة: ۱۱۹۳، ابن حبان: ۲۴۵۳، الترمذی، الصلاة، باب فی الأربع قبل العصر: ۴۲۰ فیض البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

((رَحِيمُ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحَا، إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا أَقْضَى)) ①

”اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر حرم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور زیبی سے کام لیتا ہے۔“

۱۳: رات کا قیام کرتا۔ سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِيمُ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى، ثُمَّ أَيَقْظَ أَمْرَأَتَهُ، فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبْتَ، نَصَحَّ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ))

”اللہ حرم فرمائے ایسے آدمی پر جورات کو قیام کے لیے بیدار ہوتا ہے پھر اپنی بیوی کو بیدار کرتا ہے اور وہ بھی نماز ادا کرتی ہے اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو یہ (محبت سے) اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔“

((وَرَحِيمُ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيَقْظَتْ زَوْجَهَا، فَصَلَّى، فَإِنْ أَبْتَ، نَصَحَّتْ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ)) ②

”اور اللہ حرم فرمائے اسکی عورت پر جورات کو قیام کے لیے بیدار ہوتی ہے اور نماز ادا کرتی ہے، پھر اپنے خاوند کو بیدار کرتی ہے اور وہ بھی نماز تجدید ادا کرتا ہے اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو یہ (محبت سے) اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔“

۱۴: خوف الہی سے رونا۔ سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((رَحِيمُ اللَّهُ عَيْنَا بَكْتُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ)) ③

① صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب السهولة والسماعة في الشراء والبيع ومن طلب حقاً فليطلبه في غافل: ۲۰۷۶

② سنن النسائي، قيام الليل ، باب الترغيب في قيام الليل: ۱۱۱۹، أبو داود: ۱۳۰۸، ابن ماجه: ۱۳۳۶، ابن حبان: ۶۴۷، اسے ابن خزيمہ رض اور ابن حبان رض نے صحیح کہا ہے۔

③ جمع الجوامع ۱۲/ ۴۳۶۰/ ۴۹۷

”اللَّهُرَحْمَمْ فَرْمَأَيْ إِمْسِيْ آنَكْهَ پْرِجَوَاللَّهَ كَهْ ذَرَسِ رَوْتَيْ هَيْ۔“
۱۵: دینی علم حاصل کرنا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:

((رَحْمَ اللَّهُ امْرًا سَمِعَ مِنِيْ حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ
غَيْرَهُ))^۱

”اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ایسے آدمی پر جس نے میری احادیث کو سن کر ان کو یاد کیا اور
پھر اپنے علاوہ دوسروں تک ان کو پہنچایا۔“



^۱ صحيح ابن حبان، العلم، باب ذكر دعاء المصطفى علیه السلام لمن أدى من أمته حديثا

انفاق فی سبیل اللہ اور درگز رمومین کی نشانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي الشَّرَاءِ وَالصَّرَاءِ وَالْكَلْظِيمَنِ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ طَوَّالَهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٣﴾» (آل عمران: ۸۳)

”جو لوگ آسانی میں اور شکل کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ (ان) نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔“

فواہد:

- ۱: اللہ تعالیٰ اہل جنت کے وصف بیان فرماتے ہیں کہ: (۱) وہ شکل اور آسانی میں، خوشی اور غمی میں، تندرتی اور بیماری میں الغرض! ہر حال میں اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں۔ (۲) غصہ پینے والے ہیں۔ (۳) لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ (۴) اللہ نیکیاں کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

ہر حال میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنا موبین کی نشانی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«إِنْ تَبْدُوا الصَّدَاقَةَ فَيَعْلَمَنَا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُمْ خَيْرٌ لَّهُمْ وَمَنِ يَكْفُرُ بِعَنْهُمْ مِّنْ أَنْسَابِ أَنَّهُمْ طَوَّالُهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ حَيْثُرُ ۝ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدًى هُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ طَوَّالُهُ مَا تُنْفِقُو مِنْ خَيْرٍ فَلَا نَنْسِكُمْ طَوَّالُهُ مَا تُنْفِقُو إِلَّا بِعِنْدَهُ وَجْهُهُ اللَّهُ طَوَّالُهُ مَا تُنْفِقُو مِنْ خَيْرٍ يُؤْتَى إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُخْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرَبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعْفُفِ طَوَّالُهُ تَعْرِفُهُمْ بِسِيَاهِمْ ۝ لَا يَسْعُونَ النَّاسَ إِلَّا حَافِلًا طَوَّالُهُ مَا تُنْفِقُو مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ

اللَّهُ يَعْلَمُ عَلَيْهِمْ ۗ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِالْأَيْمَنِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَ عَلَانِيَةً
فَلَهُمْ أَجْرٌ هُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ وَ لَا خُوفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزُنُونَ ۝

(٢٧١ - ٢٧٤) / البقرة:

”اور (مومنو!) تم جو مال خرچ کرو گے تو اس کا فائدہ تمہیں کو ہے اور تم تو جو خرچ کرو گے اللہ کی خوشنوی کے لیے کرو گے اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا (واپس) دے دیا جائے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہ کیا جائے گا (اور ہاں تم جو خرچ کرو گے تو) ان حاجت مندوں کے لیے جو اللہ کی راہ میں رکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے نادائقٹ شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے اور تم چہرے سے ان کو صاف پہچان لو گے (کہ حاجت مند ہیں اور شرم کے سبب) لوگوں سے (منہ پھوڑ کر اور) لپٹ کرنہیں مانگ سکتے اور تم جو مال خرچ کرو گے کچھ مشکل نہیں کہ اللہ اس کو جانتا ہے جو لوگ اپنا مال رات، دن اور پوشیدہ اور ظاہر (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کا صلحہ اللہ کے پاس ہے۔ اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ غم“

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((أَيُّكُمْ مَالٌ وَارِثِيْهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِيْهِ؟ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَا لَهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِيْهِ قَالَ أَعْلَمُو أَنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا مَالٌ وَارِثِيْهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِيْهِ، مَا لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا قَدَّمْتَ، وَمَالٌ وَارِثِكَ مَا أَخَرَتَ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَعْدُونَ فِيْكُمُ الصَّرَعَةَ؟ قَالَ قُلْنَا الَّذِي لَا يَضْرَعُهُ الرِّجَالُ، قَالَ بِقَالَ لَا، وَلَكِنَّ الصَّرَعَةَ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ

الْغَضَبَ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَعْدُونَ فِي كُمُ الرَّقُوبَ؟ قَالَ قُلْنَا الَّذِي لَا وَلَدَ لَهُ، قَالَ لَا وَلَكُنِ الرَّقُوبُ الَّذِي لَمْ يُقْدِمْ مِنْ وَلَدِهِ شَيْئًا))^٤

”تم میں سے کوئی ایسا ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟“ لوگوں نے کہا حضور! کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”میں تو دیکھتا ہوں کہ تم اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال چاہتے ہو اس لئے کہ تمہارا مال تو درحقیقت وہ ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کر دو اور جو چھوڑ کر جاؤ وہ تمہارا مال نہیں بلکہ تمہارے وارثوں کا مال ہے۔ پھر فرمایا ”تم پہلوان کے جانتے ہو؟“ لوگوں نے کہا: حضور! جسے کوئی گرانے سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں! بلکہ حقیقتاً زوردار پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے جذبات پر قابو رکھے۔“ پھر فرمایا یہ اولاد کے کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا جس کی اولاد نہ ہو۔ فرمایا ”نہیں! بلکہ فی الواقع یہ اولاد وہ ہے جس نے (ابنی آنکھوں کے سامنے فوت شدہ حالت میں) اپنی اولاد میں سے کسی کو آگے نہ بھیجا ہو۔“

صحابہ کرام ﷺ اور خوشحالی ہر حالت میں اللہ کے راستے میں کرچ کرتے تھے مثلاً ایک مرتبہ سیدہ عائشہؓ کے پاس مانگنے والی عورت آئی، گھر میں صرف ایک سمجھور تھی وہ اسے دے دی، اور ایک وقت تھا عروہ بن زیر نے ۹۰ ہزار دینار بھیجے تو سب کے سب ایک دن میں اللہ کے راستے میں خرچ کر دیئے۔ اسی طرح جوک کے موقعہ پر صحابہ کرام کی مثالیں بھی اس کا عملی منظر پیش کرتی ہیں۔

۳: غصہ کے وقت حتی الوضع عفو و درگزرسے کام لیتا چاہئے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی صفت اللہ نے قرآن مجید میں بیان کی ہے۔

^٤ احمد، ۱/ ۳۸۲؛ صحيح بخاری، الرفاق، باب ما قدم من ماله فهو له، ۶۴۴۲؛ صحيح مسلم، ۲۶۰۸۔

﴿وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كُلَّهُ إِلَّا هُمْ وَالْفَوَاحِشُ وَإِذَا مَا عَصَبُوا هُمْ يَعْفُرُونَ ﴾ (٣٧)﴾

(الشورى : ٣٧)

”وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔“

غضہ آجانا فطری عمل ہے لیکن بہترین انسان وہ ہے جو غصے پر قابو پا جاتا ہے اور بہت سی خرابیوں سے بچ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَاعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ))^۱

”پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو اپنے مدد مقابل کو پچھاڑ دے پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کو پی جائے۔“

”ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! مجھے وصیت کیجئے! آپ ﷺ نے فرمایا ”غضہ نہ کر“ اس نے کئی مرتبہ (سوال) دہرا�ا اور آپ ﷺ نے (یہی) فرمایا: ”غضہ مت کر۔“^۲

نیز بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (مثلاً جاریہ بن قدامة، سفیان بن عبد اللہ ثقفی، ابوالدرداء اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ) نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیے! جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ”غضہ مت کر۔“^۳

غضہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے لہذا جب غصہ آئے تو اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور گلے کی رگیں

^۱ صحیح بخاری: (۵۷۶۳)، صحیح مسلم: (۲۶۰۹)۔

^۲ بخاری: (۶۱۱۶)

^۳ فتح الباری (۶۱۱۶)

پھول گئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر یہ ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھ لے تو جو کچھ اس پر گزر رہی ہے ختم ہو جائے۔“ ①

رسول اللہ ﷺ نے غصہ کا علاج بتاتے ہوئے فرمایا:
((إِذَا غَضِيبَ أَحَدُكُمْ فَلَيَسْكُنْ)) ②

”جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو خاموش ہو جائے۔“

آپ ﷺ نے غصے کو دور کرنے کا ایک اور وظیفہ (علاج) بتاتے ہوئے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھرا ہو تو بیٹھ جائے اگر غصہ ختم ہو جائے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے۔“ ③

۳: اگر کوئی لوگوں کی لغزشوں پر انہیں معاف کرنے کی عادت ڈال لے گا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

»وَ لَيَعْفُوا وَ لَيُصْفَحُوا طَالِمُونَ أَنَّ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ طَوَّالِمَ وَ اللَّهُ غَفُورٌ تَّعِيمٌ ④«
(النور: ۲۴)

”معاف کر دینا اور درگزر کرنا چاہیے! کیا تم انہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے؟ اللہ معاف فرمانے والا ہم بران ہے۔“

خانوادہ نبوت کے چشم و چراغ سیدنا زین العابدین علی بن الحسین ؓ کو ایک مرتبہ ان کی باندھ رسوکاری تھی۔ اتفاق سے اس کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر اس طرح گرا کر آپ ؓ کے چہرے کو زخمی کر گیا۔ ابھی آپ نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا ہی تھا کہ باندھ بولی:

»وَالْكَلِمَاتُ الْغَيْظَةُ ⑤«

”اور غصہ پی جانے والے۔“

① بخاری (۳۲۸۲)

② صحیح الجامع الصغیر (۶۹۳)

③ صحیح الجامع الصغیر: (۶۹۴)

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میں نے اپنا غصہ نی لیا۔ پھر اس باندی نے آیت کا گلہ لکھا پڑھا:

﴿وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ﴾

”لوگوں سے درگز کرنے والے۔“

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جا! تجھے میں نے معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بھی تجھے معاف فرمائے پھر باندی نے آیت کا آخری حصہ پڑھا:

﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

”اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

یہ سن کر سید نازین العابدین ﷺ نے فرمایا جاتو آزاد ہے۔ ①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿(إِذْ حَمُواْ تُرْحَمُواْ وَأَغْفِرُواْ يُغْفَرُ لَكُمْ))﴾ ②

”تم دوسروں پر رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا اور دوسروں کو معاف کر دیا کرو، تمہیں بھی بخش دیا جائے گا۔“

جب آپ ﷺ نے طائف جا کر وہاں کے باسیوں کو دین کی دعوت دی تو انہوں نے برا جواب دیا! اتنے پتھر پھیکے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سے خون بنہے لگا لیکن آپ ﷺ راضی برضاۓ الہی رہے۔ مکہ چھوڑ کر مدینہ جاتا پڑا۔ آپ ﷺ کا پیچھا کیا گیا راستے بند کیے گئے لیکن آپ ﷺ نے ان کو معاف فرمادیا۔ *

ترپ جاتا ہوں جب طائف کا منظر یاد آتا ہے

کہ زخموں سے بھرا جسم پیغمبر ﷺ یاد آتا ہے

رسول اللہ ﷺ پر لوگوں نے پتھر اس قدر برسائے

لہو بنہے لگا رخی ہو گئے محمد ﷺ پیارے

① شعب الایمان (۵/۳۱۷)

② مسنڈ احمد (۲/۱۶۵) صحیح.

حد نخلہ میں آ پہنچے بھال خستہ و غمیگیں
 وہاں چشمہ پہ آ کر رُخْمَ دھوئے پٹیاں باندھیں
 یہ چشمہ تر نبی ﷺ نے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگی
 خدا کا فضل مانگا خونے تسلیم و رضا مانگی
 دعا مانگی اپنی قوم کو چشم بصیرت دے
 انہیں نور بصیرت دے انہیں نور ہدایت دے
 الہی رحم کر کھسار طائف کے مکینوں پر
 خدا یا پھول برسا ان پتھروں والی زمینوں پر
 اللہ! ہم سب کو بھی نبی ﷺ کی سیرت کو اپنانے کی توفیق نصیب فرم۔ آمین



میدانِ احمد میں فریقین کا نقصان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ يَمْسَكُمْ قُرْبَةً فَقَدْ مَسَ الْقَوْمَ قُرْبَةً قَتْلُهُ طَ وَ تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا
بَيْنَ النَّاسِ ۝ وَ لِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ يَتَخَذَّ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ طَ وَ اللَّهُ لَا
يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَ لِيُعَصِّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ يَتَعَنَّ الْكُفَّارُ ۝ أَمْ حَسِبُنَّمُ
أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ ۝ وَ لَمَّا يَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهُوا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمُ الصَّابِرِينَ ۝
وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنُّو الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ صَ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَ أَنْتُمْ
تَنْظُرُونَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۴۱ - ۱۴۳)

اگر تمہیں زخم (ٹکست) لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا، اور یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خالص (مومن) بنادے اور کافروں کو منادے، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے آزمائش) جنت میں جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ بھی مقصود ہے کہ وہ صبر کرنے والوں کو معلوم کرے اور تم موت (شہادت) کے آنے سے پہلے اس کی تمنا کیا کرتے تھے پس تم نے اُس کو آنکھوں سے دیکھ لیا۔“

فواز:

ا: چونکہ احد والے دن ستر مسلمان شہید ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تسلی و تشغی دیتا ہے کہ اس سے پہلے بھی دیندار لوگ نقصان مال و جان اٹھاتے رہے لیکن بالآخر غلبہ انہی کا

ہوا۔ تم اگلے واقعات پر ایک نگاہ ڈال لو تو یہ راز تم پر کھل جائے گا۔ اس قرآن میں لوگوں کے لئے اگلی امتوں کا بیان بھی ہے اور یہ ہدایت و عظیم بھی ہے یعنی تمہارے دلوں کی ہدایت اور تم کو برائی بھلانی سے آگاہ کرنے والا یہی قرآن ہے۔ مسلمانوں کو یہ واقعات یاد دلا کر مزید تسلی کے طور پر فرمایا کہ تم اس جنگ کے نتائج دیکھ کر بد دل نہ ہو جانا اور معموم بن کر بیٹھنے رہنا فتح و نصرت غلبہ اور علو با آخ ر تمہارا ہی مقدر ہے۔ اگر تم کو زخم لگے اور تمہارے آدمی شہید ہوئے تو اس سے پہلے تمہارے دشمن بھی توقیل ہو چکے ہیں وہ بھی تو زخم خورده ہیں یہ تو چڑھتی ڈھلتی چھاؤں ہے۔ ہاں! بہتر وہ ہے جو انجام کا رغالب رہے اور یہ ہم نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے یہ بعض مرتبہ کی شکست، بالخصوص اس جنگ احمد کی اس لئے تھی کہ ہم صابروں اور غیر صابروں کا امتحان کر لیں اور جو مدت سے شہادت کی آزاد کرتے تھے انہیں کامیاب بنائیں کہ وہ اپنی جان و مال ہماری راہ میں خرچ کریں۔

غزوہ احمد میں مسلمانوں کو بھی زخم لگے اور کافروں کی بھی کھوپڑیاں اڑائی گئیں جیسا کہ سیدنا انس بن مالک سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے احمد کے دن (میدان احمد میں مجاہدین کے سامنے) تکوار ہراتے ہوئے فرمایا: ”کون ہے جو مجھ سے یہ تکوار لے کر اس کا حق ادا کرے گا؟“ یہاں موجود تمام صحابہ میں سے ہر ایک نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور کہنے لگا: میں..... میں (اس کا حق ادا کروں گا) مجاہدین کا جھٹا لگ گیا تو سیدنا سماک البد جانہ بن مالک آپ ﷺ سے عرض کرنے لگے: میں اس کا حق ادا کروں گا۔ چنانچہ ابو دجانہ بن مالک نے تکوار لے لی اور مشکروں کی کھوپڑیوں کے پر پنج اڑا دیے۔^①

سیدنا سعد بن ابی وقار میں کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن جحش بن مالک نے مجھ سے جنگ احمد میں کہا: اے سعد! کیوں نہ! ہم (الگ ہو کر) اللہ سے کوئی دعا کر لیں (امید ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے) اس کے بعد ہم دونوں ایک گوش میں گئے۔ سیدنا سعد بن مالک نے اس طرح دعا مانگی:

((يَا رَبِّ إِذَا لَقِيْنَا الْقَوْمَ غَدَّا، فَلَقِنِي رَجُلًا شَدِيدًا بِأَسْهَمْ))

^① مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل ابى دجانة (۲۴۷۰)

شَدِيدًا حَرَدُهُ، فَأَقَاتِلُهُ فِيَكَ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ ازْفَنَنِي عَلَيْهِ
الظَّفَرَ حَتَّى أَفْتُلَهُ، وَآخُذَ سَلَبَهُ)

”اے میرے رب! جب دُشمنوں سے مدد بھیج ہو تو میرے سامنے ایک ایسے آدمی
کو لانا جو سخت حملہ آور ہو اور بہت سخت لڑائی ہو! میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے
لڑے۔ پھر مجھے اس پر کامیابی کی توفیق عطا فرمائے گے میں اسے قتل کر دوں اور اس کا
سارا مال لے لوں۔“

ان کی دعا پر سیدنا عبد اللہ بن جحش رض نے آمین کہا اور اس کے بعد سیدنا عبد اللہ بن

جحش رض نے دعا مانگی:

((اللَّهُمَّ ازْرُقْنِي غَدَّا رَجُلًا شَدِيدًا حَرَدُهُ، شَدِيدًا بَأْسُهُ،
أَقَاتِلُهُ فِيَكَ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ يَاخُذُنِي قَيْجَدْعَ أَنْفِي وَأَذْنِي، فَإِذَا
لَقِيْتُكَ غَدَّا قُلْتَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ فِيمَ جُدِعَ أَنْفُكَ وَأَذْنُكَ؟
فَأَقُولُ: فِيَكَ وَفِي رَسُولِكَ، قَيْقُولُ: صَدَقْتَ. قَالَ سَعْدُ بْنُ
أَبِي وَقَاصِ: يَا بُنَيَّ كَانَتْ دَعْوَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ خَيْرًا
مِنْ دَعْوَتِي))

”اے میرے اللہ! مجھے ایک ایسے آدمی سے مقابلہ کی توفیق دے جو سخت حملہ آور
ہو اور سخت چنگو بھی۔ میں تیرے لیے اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ
مجھے پکڑ کر میری ناک اور کان کاٹ ڈالے اور جب روز قیامت تجھ سے ملوں اور تو
پوچھے: کہ کس لیے تیری ناک اور کان کاٹے گئے تھے؟ میں عرض کروں: کہ
تیرے اور تیرے رسول کے لیے میرے ناک اور کان کاٹے گئے۔ تو کہے کہ
ہاں! تو سچ کہتا ہے۔ تو سیدنا سعد رض نے آمین کہی۔“

سیدنا سعد اپنے بیٹے سے کہا کرتے تھے: کہ عبد اللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے بہتر
رہی۔ میں نے اسی دن کے آخر میں ان کو دیکھا: ان کے ناک اور کان کو کاٹ کر ایک دھاگے

میں پر کراہی کا دیا گیا تھا۔ ①

۳: اللہ نے جلد ہی میدانِ احمد مسلمانوں کے حق میں کر دیا، کافر بھاگنے لگے مگر درے پر مقرر عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے دستے کے بعض ساتھیوں نے امیر کی اطاعت چھوڑی اور فتح کی خوشی میں پیچے اتر آئے۔ وہ کے علاوہ سب نے خطا کر لی۔ فتح شکست میں بد لئے گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی سزا بھی کو بھگتی پڑی۔ خود رسول اللہ ﷺ شدید رنجی ہو گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ صَدَقْكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ أَذْتَحْسُونَهُمْ بِإِذْنِهِ حَتَّىٰ إِذَا فَشَلَّمُتُمْ وَ شَنَّازَ عَنْمُمْ فِي الْأَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَرْسَلْتُمُ مَا تُحِبُّونَ طَمْنُكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ حَتَّىٰ صَرَفْكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَ لَقَدْ عَفَّ عَنْكُمْ طَوَالِهُ ذُو قَضْيَةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴾ ②﴾

(آل عمران: ۱۵۲)

”اور اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اُس وقت جب کہ تم کافروں کو اُس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے اللہ نے تم کو دکھا دیا اُس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور حکم (پیغمبر) میں بھگڑا کرنے لگے اور اُس کی نافرمانی کی، بعض تو تم میں سے دنیا کے طلبگار تھے اور بعض آخرت کے طالب۔ اُس وقت اللہ نے تم کو ان (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے اور اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ مونوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔“

۴: سیدنا انس بن نصر رضی اللہ عنہ کی لاش پہچانی نہ جا رہی تھی حتیٰ کہ ان کی بہن ربع بنت نصر رضی اللہ عنہا نے ان کی انگلیوں کی پورے ان کی لاش پہچانی۔ ان کو اسی (۸۰) سے زائد زخم لگے

① مستدرک حاکم (۲/۷۶، ۷۷) حلیۃ اولیاء (۱/۱۰۹) صحیح

تھے۔ یہ زخم نیزے، تلوار اور تیروں کے تھے۔ ①

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں: کہ صحابہ خیال کیا کرتے تھے کہ یہ آیت انس بن نصر بن شعیب اور ان کی جیسے دیگر صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَرْجَأُونَ صَدَقَوَا مَا عَاهَدُوا اللَّهُ عَلَيْهِ وَمِنْ قِنْتَهُمْ قَمْ قَضَى
تَحْبَهُهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا يَدْلُوْتَ بِنَيْلًا ﴾ (الاحزاب: ۲۳)

”ایمان والوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جس بات پر عہد کیا سچا کر دکھایا پھر ان میں سے کوئی تو وہ ہے جو اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے اپنے عزم و عہد میں تبدیلی کے بارے میں سوچا تک نہیں۔“ ②

سیدنا طلحہ بن عیاش نے گیارہ انصاریوں کے برابر لڑائی کی، دوران لڑائی ان کے ہاتھ پر وار ہوا اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں، انہوں نے ”حس“ (یعنی سی) کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَوْقُلْتَ بِسْمِ اللَّهِ لَرَفَعْتَكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ ثُمَّ
رَدَّاَللَّهُ الْمُشْرِكِينَ) ③

”اگر تو ”بسم اللہ“ کہتا تو فرشتے سب لوگوں کے سامنے تجھے اٹھائیتے۔“ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو اپس لوٹا دیا (یعنی ان کا زور ٹوٹ گیا)۔“

سیدنا طلحہ بن عیاش گڑھے میں گر گئے تھے اور ان کے جسم پر کم و بیش ستر زخم تھے۔ ④

۵: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (أَيُّهَا النَّاسُ، لَا تَتَمَنَّوْا لِقاءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ،

① بخاری، الجهاد والسير، باب قول الله {من المؤمنين رجال.....} (۲۸۰۵)

② صحيح مسلم، الامارة (۱۹۰۳)

③ سنن نسائی، الجهاد، باب ما يقول من يطعن المعدو (۳۱۰۱) صحيح

④ فتح الباری (۳۵۹۷)

فَإِذَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَاضْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ
السُّيُوفِ)) ①

”اے لوگو! دشمن کی ملاقات (جنگ) کی آرزو نہ کرو اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب
کرو اور جب میدان پڑ جائے تو صبر کے ساتھ ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت
تلواروں کے سامنے تلے ہے۔“

۶: میدان احمد میں تیس کافروں اصل جہنم ہوئے۔ درے پر مقرر پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے
بعض کی غلط فہمی کی وجہ سے مسلمانوں کو شدید نقصان ہوا جس وجہ سے ستر مسلمان شہید اور
زخمی ہوئے۔



① صحيح بخارى، الجهاد، باب كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا لم يقاتل فى أول النهار.....، ۲۹۶۶

اگر نبی ﷺ دنیا سے رحلت فرماجائیں تو؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۝ قَدْ خَلَقْتَ مِنْ قَبْلِهِ الرَّسُولُ ۝ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ أَنْقَبَتِمُ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۝ وَمَنْ يَتَّقْلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهُ شَيْئًا ۝ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّكِيرِينَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۴۴)

”او محمد ﷺ تو صرف (الله کے) پیغمبر ہیں اُن سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں بھلا اگر یہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اللہ پاؤں پھر جاؤ (یعنی مرتد ہو جاؤ) گے؟ اور جو اٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔“

فوائد:

- ۱: میدانِ احمد میں مسلمانوں کو شکست بھی ہوئی اور ان میں سے بعض قتل بھی کئے گئے۔ اس دن شیطان نے یہ بھی مشہور کر دیا: ”محمد ﷺ بھی شہید ہو گئے“، اور ابن قمرہ کا فرنے مشرکوں میں جا کر یہ خبر اڑا دی کہ ”میں محمد ﷺ کو قتل کر کے آیا ہوں“، اور دراصل وہ انواع بھی بے اصل تھی اور اس شخص کا یہ قول بھی غلط تھا۔ اس نے حضور ﷺ پر حملہ تو کیا تھا لیکن اس سے صرف آپ کا چہرہ قدرے زخمی ہو گیا تھا اور کوئی بات نہ تھی۔ جیسا کہ احادیث میں آتا ہے، قبیلہ بنو بہلیل کی ایک فردا بن قمرہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرے گا۔ اس نے میدانِ احمد میں آپ ﷺ پر وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ اور کہنے لگا: ”خُذْهَا وَأَنَا أَبْنُ فَمِئَةً“
”یہ لو اور میں ابن قمرہ ہوں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”أَقْسَأَكَ اللَّهُ“

”اللَّهُ تَعَالَى تَحْبَهُ تَوْزِيلَهُ“

جنگ احمد سے واپسی کے بعد یہ ایک دن گھر سے نکل کر اپنی بکریاں دیکھنے گیا۔ بکریاں ایک پہاڑ پر تھیں وہاں اس پر ایک جنگلی مینڈے نے حملہ کر دیا اور تیزسینگ مار مار کر اسے ہلاک کر کے پہاڑ سے نیچے لٹھ کا دیا۔ ①

اس غلط بات کی شہرت نے مسلمانوں کے حوصلے پست کر دے لیا ان کے قدم اکھڑ گئے اور لڑائی سے بدول ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ پہلے انبیاء کی طرح یہ بھی ایک نبی ہیں، ہو سکتا ہے کہ میدان میں قتل کر دیئے جائیں لیکن کچھ اللہ کا دین جاتا نہیں رہے گا۔ ②

۲: سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ”جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت سیدنا ابو بکرؓ (مدینے کی بالائی جانب) مقام سخ پر تھے تو عمرؓ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ﷺ! آپ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی عمرؓ بھتھتے تھے کہ آپ ﷺ نوموت نہیں آئے گی بلکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو زندہ اٹھائے گا اور آپ ﷺ کی لوگوں کے ہاتھ اور نانگیں کاٹ ڈالیں گے۔

انتہے میں سیدنا ابو بکرؓ بھی تشریف لائے اور سیدھے نبی ﷺ کے مجرے میں ہی تشریف لے گئے) اور آپ ﷺ کے چہرہ انور سے چادر ہٹائی (دیکھا کہ واقعی آپ ﷺ وفات پاچکے ہیں) تو آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور فرمایا:

(إِنَّمَا أَنْتَ وَأَمِّي طِبْتَ حَيَا وَمِتَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا

① فتح الباری ۷/۴۵۷، المعجم الكبير للطبراني ۱/۱۴۱۔

② تفسیر ابن کثیر (تحت الآية ۱۴۴)

يُذِيقُكَ اللَّهُ الْمُؤْتَمِنُ أَبَدًا))

”میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! آپ اپنی زندگی اور موت دونوں میں اچھے تھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دو دفعہ موت کبھی نہیں دے گا۔“

یعنی جو موت آپ ﷺ پر لکھی تھی وہ آچکی، اب آپ ﷺ دوبارہ زندہ ہو کر فوت نہیں ہوں گے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجرمہ سے باہر نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا اے قسمیں کھانے والے شخص (عمر) خبر جاؤ! پھر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دینے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و شاء بیان کی اور فرمایا:

((أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ
مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَقٌّ لَا يَمُوتُ))

”تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اے جان لینا چاہیے کہ) محمد ﷺ وفات پاچکے ہیں لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اے جان لینا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔“

(پھر یہ آیات تلات کیں)

((إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَمْتُوْنَ)) (آل الزمر: ۳۹)

”(اے محمد) آپ بھی فوت ہوں گے اور یہ لوگ بھی۔“

((وَمَا مَمْحَدِّدٌ إِلَّا رَسُولٌ)) قد خلَّتْ مِنْ قَمْبَلِهِ الرَّوْسُلُ طَافِئُونَ مَاتَ أَوْ قُتِيلَ أَنْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ طَ وَمَنْ يَنْقُلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَكُنْ يَضْرَرَ اللَّهُ شَيْئًا طَ وَ
سَيْجِزِي اللَّهُ الشَّرِكَيْرِيْنَ)) (آل عمران: ۱۴۴)

”او محمد (ﷺ) تو صرف (الله کے) پیغمبر ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں بھلا اگر یہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم ائمہ پاؤں پھر (مرتد ہو) جاؤ گے؟ اور جو ائمہ پاؤں پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں

کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔“

سیدنا سعید بن مسیب رض کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رض نے فرمایا: ”واللہ! میں نے جو نبی ابو بکر رض کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا انتہائی متحیر اور دھشت زده ہو کر رہ گیا، پاؤں میں کھڑا رہنے کی سکت نہ رہی اور اس آیت کی تلاوت سن کر زمین پر گر پڑا کیونکہ مجھے یقین ہو چکا تھا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت واقع ہو چکی ہے۔

لوگ (ابو بکر رض) کا خطاب سن کر) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ (جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا یقین ہو گیا تو) انصار سقیفہ بوساعدہ میں سعد بن عبادہ رض کے پاس جمع ہو کر کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (النصار) میں سے ہو اور ایک تم (مہاجرین) میں سے ہو گا (جب اس بات کا علم دوسرے صحابہ کو ہوا تو) ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح رض سقیفہ میں چلے گئے۔ سیدنا عمر رض گفتگو کرنے لگے لیکن آپ نے انہیں منع کر دیا۔

عمر رض فرماتے ہیں: ”میں نے گفتگو اس لیے کرنی چاہی کہ میں نے ایک مضمون تیار کر رکھا تھا جو مجھے بہت پسند آ رہا تھا مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ اس مضمون کا ابو بکر رض کو پہانہ چل جائے۔ لیکن جب سیدنا ابو بکر رض نے گفتگو شروع کی اور آپ نے بہت ہی عمدہ گفتگو کی آپ

نے اسی گفتگو میں یہ بھی فرمایا تھا:

((نَحْنُ الْأُمَّرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَّاءُ))

”هم قریش امیر ہوں گے اور تم انصار ہمارے وزیر ہو گے۔“

لیکن سیدنا حباب بن منذر رض نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم اس فیصلے کو تسلیم نہیں کریں گے سیدنا ابو بکر رض نے فرمایا: نہیں! ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر ہو گے کیوں کہ قریش تمام عرب میں سے شہرت اور حسب و نسب کے اعتبار سے بھی افضل ہیں اس لیے تم عمر رض کی یا ابو عبیدہ رض کی بیعت کرلو!

سیدنا عمر رض نے فرمایا (اے ابو بکر) ہم آپ کی بیعت کریں گے کیوں کہ آپ ہمارے سردار، ہم سب سے بہتر اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پیارے تھے۔

پھر عمر بن الخطاب نے سیدنا ابو بکر بن عبد الرحمن کا ہاتھ پکڑ کر سب سے پہلے بیعت کی اور اس کے بعد عام لوگ بیعت کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ بن خالد (کی بیعت کی وجہے ابوبکر کی بیعت کر کے ان) ان کو ہلاک کر دیا، عمر بن الخطاب نے فرمایا: ”اللہ اسے ہلاک کرے۔“

۳: سیدنا عاصل بن سعد بن عوف کہتے ہیں: ”جبرائیل عليه السلام کے پاس تشریف لائے اور کہا: ((يَا مُحَمَّدُ، عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيْتٌ، وَأَخِيبُ مَنْ أَحْبَبْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَعْزِزٌ بِهِ))^①

اے محمد! جتنی چاہو زندگی زندگی گزار لو بالآخر آپ فوت ہونے والے ہیں، جس سے چاہیں محبت کر لیں یقیناً (بالآخر) آپ اس سے جدا ہونے والے ہیں، جو چاہیں عمل کریں یقیناً آپ کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

۴: ہر ایک نے دنیا سے جانا ہے الہذا اپنی موت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے تاکہ نیکی کے تمام اعمال میں حسن پیدا ہو سکے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اذْكُرِ الْمَوْتَ فِي صَلَاتِكَ، فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا ذَكَرَ الْمَوْتَ فِي صَلَاةِ لَحْرِيٍّ أَنْ يُخْسِنَ صَلَاتَهُ، وَصَلَّ صَلَاةَ رَجُلٍ لَا يَطْنُبُ أَنَّهُ يُصَلِّي صَلَاةَ غَيْرِهَا..))

”دوران نماز موت کو یاد رکھو! کیونکہ آدمی جب موت کو اپنی نماز میں یاد رکھے گا تو اپنی نماز کو اپنے انداز سے ادا کر سکے گا، اور ایسے شخص کی طرح نماز ادا کرو جسے اس کے سوا (کوئی دوسرا) نماز ادا کرنے کی امید نہ ہو (اسے یقین ہو کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے)۔“



① بخاری، المناقب، فضائل ابو بکر بن عبد الرحمن (۳۶۷) والمعاذی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته (۴۴۵).

② المستدرک على الصحيحين، الرقاد، ۷۹۲۱، الصحيحۃ: ۸۳۱.

③ الصحیحة ۲۸۳۹، ۱۴۲۱.

رسول اللہ ﷺ کی صفات حسنة

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِيمَا رَحْمَةً مِنَ اللَّهِ لَنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَقْطًا غَلِيلًا كُلُّ قُلْبٍ لَا نُفَضِّلُ مِنْ خَوْلِكَ سَاقَعُتْ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرَ لَهُمْ وَشَاءُرُهُمْ فِي الْأَمْرِ وَإِذَا عَزَّمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾ (آل عمران: ۱۵۹)

(اے محمد ﷺ!) اللہ کی مہربانی سے آپ لوگوں کے لئے نرم مزاج واقع ہوئے ہیں اور اگر تم بدخواہ سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے ارد گرد سے بھاگ کھڑے ہوتے، تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لیے (اللہ سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کرو اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم (چختہ ارادہ) کرلو تو اللہ پر بھروسہ کھو بیٹک اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

نوائد:

ا: اس آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کی صفات حسنة کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن میں سے آپ ﷺ کی سب سے پہلی صفت یہ ہے کہ آپ نرم مزاج اور اخلاق حسنة کے مالک ہیں۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿الَّذِي عَلِمَ بِالْقُلُوبِ﴾ (القلم: ۴) (۹۶/۹۶)

”بلاشبہ آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

إِلَيْهِمْ رَءُوفٌ رَّعِيمٌ﴾ (التوبہ: ۹) (۹/۱۲۸)

”(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں! تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مونوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں۔“

مالک بن حويرث رض بیان کرتے ہیں کہ:

((أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْرِ مِنْ قَوْمٍ، فَأَقْمَنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَحِيمًا رَّفِيقًا، فَلَمَّا رَأَى شَوْقَنَا إِلَى أَهَالِنَا، قَالَ :اْرْجِعُوْا فَكُوْنُوْا فِيهِمْ، وَاعْلَمُوْهُمْ، وَصَلُّوْا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤْذِنْ لَكُمْ أَحْدُكُمْ، وَلْيُؤْمِكُمْ أَكْبَرُكُمْ))^①

”میں اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، ہم آپ کے پاس نہیں راتیں بھرے، آپ ﷺ بہت رحم کرنے والے، نرم دل تھے، جب آپ نے ہمارا اپنے گھروں کے (پاس واپس جانے کے) متعلق شوق محسوس کیا تو فرمایا: جاؤ! اپنے اہل و عیال میں چلے جاؤ اور انہیں دین، نماز سیکھاؤ، اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہئے اور جو عمر سیدہ ہو وہ امامت کرائے۔“

معاویہ بن حکم السلمی رض بیان کرتے ہیں: ”میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا کہ (دورانِ نماز) ایک شخص کو چھینک آئی تو میں نے کہا: بَرِّ حُمُكَ اللَّهِ اس پر لوگ گھوڑوں کو مجھے دیکھنے لگے! میں نے کہا: ”میرے ماں مجھے گم پائے تھیں کیا ہو گیا ہے کہ مجھے اس طرح دیکھتے ہو؟ وہ اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے۔ میں نے جب دیکھا: کہ وہ تو مجھے خاموش (کروانے کے لیے ایسا) کر رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! میں نے آپ ﷺ سے پہلے یا آپ ﷺ کے

^① صحیح بخاری، الاذان، باب من قال (۶۲۸)

بعد آپ سے بہتر تعلیم دینے والا کوئی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! نہ آپ ﷺ نے ڈانٹا مجھے مارا اور نہ برآ جھلا کہا، بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”بلاشبہ انماز ایسی عبادت ہے کہ اس میں لوگوں سے بات پیت درست نہیں اس میں تو بس تسبیح، تکبیر اور قرأت قرآن ہی ہے۔“ ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد کی طرف ایک لشکر بھیجا، وہ قبیلہ بنو حنفہ سے شامہ بن اثال (نامی ایک سردار) کو گرفتار کر کے لے آئے اور مسجد بنوی ﷺ کے ستوں سے باندھ دیا۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور اس سے پوچھا: شامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟ (یعنی میرے متعلق کیا خیال ہے؟ تیرے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟) وہ کہنے لگا: محمد! میرے پاس خیر ہے! اے محمد! (یاد رکھنا) اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو آپ ایک ایسے شخص کو قتل کرو گے جو خونی ہے (یعنی اس نے جنگ میں مسلمان کو مارا ہے) اور اگر آپ احسان کریں گے تو ایسے شخص پر احسان کرو گے جو (احسان) کا شکر بجالاتا ہے اور اگر آپ کو مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیں مجھ سے لے سکتے ہو۔ آپ ﷺ (چلے گئے) اور اگلے دن دوبارہ تشریف لائے اور دوبارہ پھر وہی سوال کیا: شامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: وہی جو پہلے کہا تھا! کہ اگر آپ احسان کریں گے تو ایسے شخص پر کریں گے جو احسان کا قدر دان ہے۔ آپ ﷺ پھر چلے گئے اور اگلے دن آکر پھر وہی سوال کیا اور شامہ نے بھی وہی جواب دھرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا شامہ کو آزاد کر دو، آزاد ہونے کے بعد شامہ نے مسجد کے قریب ایک باغ میں جا کر غسل کیا اور مسجد میں داخل ہو گئے اور کہا: اشهد ان لا اله الا اللہ و اشهد ان محمدًا رسول اللہ اس کے بعد کہنے لگا: ”اے محمد! مجھے روئے زمین پر آپ کے چہرے سے بڑھ کر کوئی چہرہ برا نہیں لگتا تھا، لیکن آج آپ کے چہرے سے زیادہ محظوظ کوئی چہرہ میرے نزدیک نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کے دین سے بڑھ کر برا میرے نزدیک کوئی دین نہ تھا لیکن آج مجھے زیادہ محظوظ آپ کا دین لگتا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے آپ کے

① صحيح مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة: (٥٣٧)

شہر سے برا کوئی شہر معلوم نہیں ہوتا تھا، لیکن آج آپ کا شہر مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ جب آپ کے سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرے کا ارادہ کر چکا تھا تو اب آپ کا کیا حکم ہے؟ (عمرہ ادا کروں یا نہیں؟)

رسول اللہ ﷺ نے انہیں بشارت دیتے ہوئے عمرے کی ادائیگی کا حکم فرمایا، جب شماہہ ﷺ مکہ پہنچا تو وہاں کے ایک شخص نے پوچھا! کتم صابی (بے دین) بن گئے؟ شماہہ ﷺ کہا نہیں میں محمد ﷺ پر ایمان لا یا ہوں اور اسلام قبول کیا ہے۔ اور اب یہ یاد رکھنا کہ ملک یمانہ سے تمہارے لیے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ جب تک نبی کریم ﷺ کی اجازت نہ ہوگی۔ ①

شماہہ ﷺ نے اپنے ملک پہنچتے ہی مکہ کی طرف آنے والا اناج بند کر دیا غلہ کی آمد رک جانے سے اہل مکہ بےبلاء اٹھے اور بالآخر نبی کریم ﷺ کے ساتھ تجاکرنا پڑی نیز نبی ﷺ نے شماہہ ﷺ کو خط لکھا کہ غلہ بدستور جانے دو (ان دونوں اہل مکہ نبی ﷺ کے جانی دشمن تھے) اس قصہ سے نہ صرف یہ ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے کیونکر ایک شخص کو معاف فرمادیا جو خود بھی اپنے آپ کو واجب القتل سمجھتا تھا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے پاکیزہ حالات اور اخلاق کا کیسا گہرا اثر لوگوں پر پڑتا تھا کہ شماہہ ﷺ جیسا شخص جو اسلام اور مدینہ اور آپ ﷺ سے سخت نفرت وعداوت رکھتا تھا تین روز کے بعد بخششی مسلمان ہو گیا تھا۔ بلکہ نبی ﷺ کی نیکی اور حرم دلی کا ثبوت اس طرح ملتا ہے کہ مکہ کے جن کافروں نے آپ ﷺ کو مکہ سے نکالا تھا اور بدر، احد اور خندق میں اب تک نبی ﷺ اور مسلمانوں کو تباہ بر باد کرنے کے لیے ساری طاقت صرف کریکے تھے ان کے لیے رحمۃ العالمین یہ بھی پسند نہیں فرماتے کہ ان کا غلہ روک دیا جائے اور ان کو تنگ و ذلیل کر کے اپنا فرمابردار بنایا جائے۔ ②

۲: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دوسری صفت بیان فرمائی کہ آپ دل کے نرم یعنی رقیق

① صحیح بخاری ، المغازی (۴۳۷۲)

② رحمة للعالمين (۱/۲۹۵-۲۹۶)

پچھے چلا وہ میرا (فرمانبردار) ہے اور جس نے میری نافرمانی کی (اس کو) تو بخششے والامہربان ہے۔“

اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عَبَادُكَ ۝ وَ إِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ (۱۱۸ / المائدۃ : ۱۱۸)

”اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف فرمادے تو بے شک تو غالب، حکمت والا ہے۔“

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پھیلاتے ہوئے دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ أَمْتَنِي أَمْتَنِي وَبَكَى))

”اللہ! میری امت میری امت“

اور (زار و قطار) رونے لگے۔

اک پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”اے جبریل! محمد ﷺ کے پاس جا کر پوچھو کہ آپ کیوں رورہے ہیں؟ اور اے جبراًیل! تیرا رب تو خوب جانتا ہے (کہ محمد کیوں رورہے ہیں)“

چنانچہ جبراًیل ﷺ حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا (آپ کیوں روتے ہیں؟) آپ ﷺ نے رونے کی وجہ بتائی اور جبراًیل ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو جا کر بتایا، حالانکہ اللہ تو خوب جانے والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

((يَا جِبْرِيلُ إِذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُّ ضِينَكَ فِي أَمْتِكَ وَلَا نَسُوْكَ)) ①

”اے جبراًیل! محمد ﷺ کے پاس جا کر بتاؤ کہ ہم تمہاری امت کے معاملے میں تمہیں خوش کر دیں گے اور ناراض نہیں کریں گی“

صحیح مسلم، الایمان، باب دعاء النبی ﷺ لامته و بکانہ شفقة علیہم (۴۹۹).

پیچھے چلا وہ میرا (فرمانبردار) ہے اور جس نے میری نافرمانی کی (اس کو) تو بخشے والا ہمربان ہے۔

اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عَبَادُكَ ۝ وَ إِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ (۱۱۸ / المائدة: ۵)

”اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف فرمادے تو بے شک تو غالب، حکمت والا ہے۔“

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پھیلاتے ہوئے دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ أَمْتَنِي أَمْتَنِي وَبَكَّى))

”اللہ! میری امت میری امت“

اور (زار و قطار) رونے لگے۔

اک پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”اے جبریل علیہ السلام! محمد ﷺ کے پاس جا کر پوچھو کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اور

اے جبراًیل علیہ السلام! تیرا رب تو خوب جانتا ہے (کہ محمد کیوں رو رہے ہیں)“

چنانچہ جبراًیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا (آپ کیوں رو رہے ہیں؟) آپ ﷺ نے رو نے کی وجہ بتائی اور جبراًیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو جا کر بتایا، حالانکہ اللہ تو خوب جانے والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

((يَا جِبْرِيلُ إِذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُّزُ ضِينَكَ فِي أَمْتِكَ وَلَا نَسُؤُكَ))

”اے جبراًیل علیہ السلام! محمد ﷺ کے پاس جا کر بتا دو کہ ہم تمہاری امت کے معاملے میں تھیں خوش کر دیں گے اور ناراض نہیں کریں گی“

صحیح مسلم، الایمان، باب دعاء النبی ﷺ لامته و بکانه شفقة عليهم (۴۹۹).

۵: آپ ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے: ”معاملات میں اپنے صحابہ سے مشورہ کیجیے! آپ ﷺ کے اس حکم کے سب سے زیادہ پابند تھے لہذا جب کبھی گھر کا یا ملک و قوم کا کوئی اہم معاملہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کے متعلق صحابہ کرام سے مشورہ کیا کرتے، جیسا کہ بدر کے موقعہ پر نیز خندق کے موقعہ پر سلمان فارسی ﷺ کے مشورہ سے کھدائی ہوئی، آپ ﷺ کی بیوی سیدہ عائشہؓ پر منافقین نے بہتان لگایا تو آپ نے تب بھی صحابہؓ سے مشورہ کیا۔

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: ”میں نے کبھی کسی کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا۔“ ①

۵: نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ مشورے کے بعد اگر کسی کام کا عزم کر لیں تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے اس کام کو کر گزریں۔

اللہ پر تقین کامل اور توکل و بھروسہ کرنا ایمان کی علامت اور ذریعہ نجات ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَلَى اللَّهِ قَلْيَتُوكُلُّ الْمُؤْمِنُونَ ①﴾ (۱۴/ابراهیم: ۱۱)

”اور اللہ ہی پر مومتوں پر بھروسہ کرنا چاہیے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَ جَلَّ قُلُوبُهُمْ وَ إِذَا تُلَيَّتْ عَلَيْهِمْ

أَيْمَانُهُمْ زَادَتْهُمْ أَيْمَانًا وَ عَلَى رَيْهُمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝﴾ (۸/الأنفال: ۲)

”مومن تو وہی ہیں جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل (اس کی عظمت و جلالت اور خلیت سے) کا نپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔“

① الترمذی، الجہاد، باب ماجاء فی مشورة قبل الحدیث: ۱۷۱۵

مزید اشارہ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسِيبٌ ط﴾ (الطلاق: ۳)

”اور جو اللہ پر بھروسہ رکتا ہے تو وہ اس کو کافی ہے“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عِرِضْتُ عَلَى الْأَمْمِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهَبِينَ وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ أَحَدًا إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَطَنَّتُ أَنَّهُمْ أَمْتَنِي فَقِيلَ لِي هَذَا مُوسَى وَقَوْمَهُ وَلَكِنَّ انْظُرْ إِلَى الْأَفْقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي : انْظُرْ إِلَى الْأَفْقِ الْآخِرِ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي: هَذِهِ أَمْتَكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ) ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَةَ فَخَاصَ النَّاسُ فِي أُولَئِنَّكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : فَلَعْلَهُمُ الَّذِينَ صَحَبُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعْلَهُمُ الَّذِينَ وُلِّدُوا فِي الْإِنْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا - وَذَكَرُوا أَشْياءً - فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : ((مَا الَّذِي تَحْوِضُونَ فِيهِ؟)) فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْفُوْنَ وَلَا يَسْتَرْفُوْنَ وَلَا يَتَطَهِّرُوْنَ وَعَلَى رِبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ)) فَقَامَ عُكَاشَةُ بْنُ مِخْصَنَ قَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ: أَنْتَ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخرٌ فَقَالَ: ((سِبِّقْكَ بِهَا عُكَاشَةُ)) ①
”مجھ پر امتیں پیش کی گئیں تو میں نے دیکھا کہ ایک نبی کے ساتھ چند آدمی ہیں۔

① صحیح البخاری ، الطب ، باب من اكتوی او کوی غیرہ (۵۷۰۵) و صحیح مسلم (۳۶۰۴) و صحیح جامع الصغیر (۲۲۰)

ایک اور نبی کے ساتھ صرف ایک دو آدمی ہیں۔ ایک اور نبی ہے اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں۔ اتنے میں اچانک ایک بڑا گروہ میرے سامنے ظاہر ہو گیا میں نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہے۔ لیکن مجھے بتلایا گیا کہ یہ موئی ﷺ اور ان کی قوم (بنی اسرائیل) ہے لیکن آپ دوسری طرف ریکھو! (میں نے دیکھا) تو ایک بڑا گروہ تھا، مجھ سے کہا گیا کہ یہ تیری امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے آدمی ہیں جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو گھر تشریف لے گئے۔ (مسجد میں موجود) لوگ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جانے والے لوگوں کے متعلق بحث کرنے لگے (کہ یہ کون ہوں گے؟) بعض نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ بعض نے کہا شاید... لوگ ہوں گے جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ کے ساتھ انہوں نے کسی کو شریا نہیں ٹھہرا�ا۔ اس طرح انہوں نے (اپنے اپنے خیال کے مطابق) کئی چیزوں کا ذکر کیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ اپنے تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، تمَّ س چیز پر بحث کر رہے تھے؟ انہوں نے آپ کو ساری بات بتلائی (جو آپ کی غیرِ بودگی میں ہوئی تھی) آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ خود ذم کرتے ہیں نہ کسی سے کرواتے ہیں اور نہ بدشکونی لیتے ہیں بلکہ صرف اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں (یہ سن کر) عکاشہ بن محسن رضیو نے کھڑے ہو کر کہا: اللہ کے رسول ﷺ! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تو ان میں سے ہے۔ پھر ایک اور آدمی کھڑا ہو کر بولا: میرے لیے بھی دعا فرمائیں، اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: عکاشہ مجھ پر سبقت لے گیا ہے۔



فضائل نبی رحمت ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مَّنْ أَنْفَسَهُمْ يَتَنَلَّوْا عَلَيْهِمْ أَيْتَهُمْ وَيُرَيِّكُهُمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۝ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝﴾ (آل عمران: ۱۶۴)

”اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا اور ان کو پاک کرتا اور (اللہ کی) کتاب اور دنائی سکھاتا ہے، اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھی۔“

فواائد:

۱: اللہ رب العزت نے انسان کو کروڑ ہانغتیں عطا کیں مگر کسی ایک کا بھی احسان نہیں جتنا یا لیکن جناب محمد ﷺ کی بعثت کی تو فرمایا کہ یہ مومنوں پر اللہ کا احسان ہے کہ ان میں محمد ﷺ مبعوث ہوئے اور پھر ایسے نبی کہ جو انہی میں سے یعنی انہی کی جنس سے، انہی کے قریلوں سے اور انہی جستی چال ڈھال والے ہیں۔ ایک درسے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَمُنْكِرُكُمْ يُوْحَى رَأَىٰ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۝ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلَيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَلَا يُشْرِكُ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝﴾

(الکھف: ۱۱۰)

”کہہ دو! کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر (انسان) ہوں (البتہ میری شان یہ ہے کہ) میری طرف وہی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبد ہے تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے

پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔“

مزید فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا لِتَهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ط﴾ (۲۰/الفرقان)

”اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔“

مزید فرمایا:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِإِيمَانِ مُنْبِتِينَ رَعُوفٌ لَّجِيدٌ ﴾ (۹/التوبہ)

”(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں! تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں۔“

اور فرمایا:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كَتَتْ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ﴾ (۱۷/الاسراء)

”آپ کہہ دیجیے! میرا رب پاک ہے میں ایک بشر (انسان) رسول کے سوا اور کیا ہوں؟“

نیز سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْهُمْ يَتَلَوَّ عَلَيْهِمْ لَيْلَكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُؤْتِهِمُ طَلَاقَ أَنْتَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (۲/البقرۃ)

”اے پروردگار! ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرماجوان کو تیری آتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے پیشک تو غالب اور حکمت والا ہے۔“

آپ ﷺ کی عیسیٰ ﷺ نے بھی بشارت دی تھی:

﴿وَإِذْ قَالَ جِئْنِي ابْنُ مَرْيَمَ يَلْبَثُ فِي أَسْرَارِهِ لَيْلَةً رَسُولُ اللَّهِ أَلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْنِي مِنَ التَّوْرِيقَةِ وَمُبَيِّنًا بِرَسُولِي يَأْتِيَنِي مِنْ بَعْدِي أَسْمُهُ أَحَمَّدٌ﴾ (الصف: ۶۱)

”اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا: ”اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تقدیم کرتا ہوں اور ایک پیغمبر کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام احمد ہو گا۔“

۲: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴾ (الأنبياء: ۱۰۷)

”اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تمہیں تمام جہان کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔“

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَيِّنًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًّا إِلَى اللَّهِ بِلِذْنِهِ وَسَرَاجًا مُّنِيرًا ﴾ (الاحزاب: ۴۵ - ۴۶)

”اے پیغمبر! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ذرانتے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن۔“

مستدرک حاکم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَأٌ)) ①

”اے لوگو! بے شک میں رحمت لوگوں کو بطور بدیہی پیش کیا گیا ہوں۔“

آپ ﷺ کی رحمت و شفقت کائنات کی ہر چیز پر چھائی نظر آتی ہے خواہ بچہ ہو یا جوان،

① مستدرک حاکم: (۹۱/۱)

بوزہا ہو یا بیمار، شجر و جھر تھی کہ جانور بھی آپ ﷺ کی رحمت سے مستفید ہوئے۔

۳: آپ ﷺ ساری کائنات کے سردار ہیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُ عَنْهُ الْقَبْرُ،
وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ))^①

”روز قیامت میں اولاد آدم ﷺ کا سردار ہوں گا اور میں ہی ہوں گا جس کی قبر سب سے پہلے کھلے گی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بھی میں ہوں گا اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔“

۴: دنیا میں سب سے زیادہ چرچا آپ ہی کے نام کا ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ^۳)) (الانشراح: ۴)

”اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔“

اس آیت کی تفسیر میں تقدیر اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا اور آخرت میں بلند فرمادیا ہے چنانچہ جب بھی کوئی خطیب، تشهد پڑھنے والا اور نمازی ایسا نہیں جو یہ کلمات نہ پڑھتا ہو: أَشَهَدُ أَنْ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ۔“^②

۵: سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَعْطَيْتُ خَمْسَالَمَ يُعْطَهُنَّ أَحَدًا قَبْلِي))

”مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو عنایت نہیں کی گئیں۔“

۶: ((كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبَعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى كُلِّ

① صحیح مسلم، الفضائل: (۲۲۷۰)

② تفسیر ابن کثیر: (۴۲۹/۸)

آخْمَرَ وَأَسْوَدَ)

”ہر بی کو خاص اسی کی قوم کی طرف مبouth کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ اور سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔“

۲: ((وَأَجْلَتْ لَهُ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلْ لِأَحَدٍ قَبْلِي))

”پہلے کسی نبی کے لیے مال غنیمت حلال نہ تھا لیکن میرے لیے اسے حلال کیا گیا ہے۔“

۳: ((وَجَعَلَتْ لَهُ الْأَرْضُ طَبِيعَةً طَهُورًا وَمَسْجِدًا فَإِيمَانًا رَجُلًا أَدْرَكَتُهُ الصَّلَاةُ صَلَّى حَيْثُ كَانَ))

”اور صرف میرے لیے ہی تمام زمین پاک، مطہر اور مسجد بنادی گئی ہے لہذا کسی آدمی کو جہاں نماز (کا وقت) پالے وہ اسی (پاک) جگہ پر اسے پڑھ لے۔“

۴: ((وَنَصِرْتُ بِالرُّغْبِ بَيْنَ يَدَيِ مَسِيرَةِ شَهْرٍ))

”اور میری ایسے رعب سے مدد کی گئی جو (لوگوں پر) ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہو جاتا ہے۔“

۵: ((وَأَغْتِنْتُ الشَّفَاعَةَ)) ①

”اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔“

۶: مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے آخر میں ذکر ہوا ہے کہ اس نبی (محمد ﷺ) کی آمد سے قبل لوگ گراہی میں بتلا تھے۔

سیدنا جعفر طیار رض نے نجاشی کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا: ”ہم زندگی کے ہر مہذب عمل کو چھوڑ چکے تھے اور دنیا کی نظر سے گرے ہوئے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے آکر ہمیں تہذیب سکھائی، جنگ نہادوند کے موقع پر مشرکین و کفار کے بادشاہ بنداذ قان نے مسلمانوں کو عار دلاتے ہوئے یہ گفتگو کی:

① مسلم، المساجد، باب المساجد و مواضع الصلاة (۱۱۶۳).

”اے اہل عرب! تم سب سے زیادہ تھے لیکن لوگوں میں سب سے زیادہ بدجنتی اور نصیبی تمہارا مقدر تھی۔ تم سب سے زیادہ تندخو، بد اخلاق اور سخت مزاج تھے۔ تم خانہ بدوسٹ تھے، جس کی وجہ سے تم خیر سے محروم تھے اگر میں اپنے گرد موجود مخالفوں کو حکم دے دوں تو وہ نیزوں کے ساتھ تمہارے جسموں کو چھلنی کر دیں اور پھر سرز میں نہادنڈ تمہاری لاشوں کی بدبو سے گندگی کا ذہیر بن جائے لیکن میں اپنے مخالفوں کو یہ حکم نہیں دیتا اگر تم خود چلے جاؤ تو ہم تمہارا راستہ چھوڑ دیں گے اور تمھیں کچھ نہیں کہیں گے اور ہاں! اگر تمھیں ہماری یہ پیشکش قبول نہ ہو تو ہم تمھیں بہت جلد ترقی لاشوں کے منظر دکھائیں گے۔

بادشاہ کی یہ گفتگو سن کر مغیرہ بن شعبہ رض نے کہا:

”ہاں اللہ کی قسم! تو نے ہمارے حالات و صفات بیان کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی، ہم بالکل ایسے ہی تھے تھیں کہ ایسے ہی تھے، ہم سب سے زیادہ بدحالی، بھوک اور فاقہ کشی کا شکار تھے۔ بدجنت اور بدنصیب تھے۔ ہر بھلائی اور فلاح کے کاموں سے دور تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمارے اندر اپنے نبی جناب محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا انہوں نے ہم سے دنیا میں اللہ کی مدد و نصرت اور آخرت میں اس کی جنت کا وعدہ کیا تو جب سے اللہ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو ہم میں مبعوث کیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک ہم ہمیشہ ہی مشکلات سے نکلنے کے راستوں اور اپنے رب کی مدد و نصرت کا نظارہ کر رہے ہیں اللہ کی قسم! ہم تمہارے پاس بادشاہت اور عیش و عشرت دیکھتے ہیں اور اب ہم (پہلے والی) بدحالی کی طرف کبھی نہیں لوٹیں گے یہاں تک کہ اب ہم تمہاری حکومت پر قبضہ اور تمہارے مال و ممتاع پر قبضہ کر لیں یا پھر سرز میں نہادنڈ پر جام شہادت نوش کر لیں۔“ ①



① صحيح البخاري، الجزية والمواعدة بباب الجزية والمواعدة مع أهل الذمة وال الحرب

4756، صحيح ابن حبان: 3109

شہید کوئی زندگی ملتی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتُلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَالًا طَبْلَهُ اَحْياءً عِنْدَ رَبِّهِمْ
يُوْزَعُونَ ﴿٦﴾ فَرِيحَةٌ لِّمَا اتَّهَمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبِّشُونَ بِالَّذِينَ كُمْ
يَلْهُقُوا بِهِمْ مِنْ خَلِيفَهُمْ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٧﴾ يَسْتَبِّشُونَ
بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلِهِ لَا يُغْنِيهِ أَجْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾﴾

(آل عمران: ۱۶۹ - ۱۷۱)

”جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ سمجھنا (وہ مردہ نہیں) بلکہ اللہ کے
نژد یک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے بخش
رکھا ہے اُس میں خوش ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان
میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منار ہے ہیں کہ (قیامت کے دن) ان
کو بھی نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غما ک ہوں گے اور اللہ کے انعامات اور فضل پر
خوش ہو رہے ہیں اور اس پر بھی کہ اللہ تعالیٰ مونموں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

فواہد:

ا: اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے: ”رسول اللہ ﷺ نے چالیس یا ستر صحابہ کی ایک
جماعت کو بیر معونة کی طرف بھیجا۔ جب یہ جماعت اس کنویں (بیر معونة) کے اوپر ایک
غار کے پاس پہنچی تو وہاں پڑا اور ڈال کر آپس میں کہنے لگے: کون ہے جو اپنی جان کو خطرہ
میں ڈال کر اللہ کے رسول ﷺ کا کلمہ ان تک پہنچائے؟ ایک آدمی اس کام کے لئے تیار
ہوئے اور ان لوگوں کے گھروں کے پاس آ کر باواز بلند فرمایا: اے بیر معونة والوں!

میں اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد ہوں! میں گواہی دیتا ہوں: ”معبود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ یہ سنتے ہی ایک کافر اپنا تیر سنھالے ہوئے گھر سے نکلا اور اسے تاک کر اس طرح چھوڑا پسلیوں کے درمیان سے ہوتا ہوا پار نکل گیا۔ اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا: (فُزْتُ وَرَأَتِ الْكَعْبَةَ) کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ اب کفار اس کے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے اس غار پر جا پہنچے اور کفار کے سردار عامر بن طفیل نے سب مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ سیدنا انس فیض فرماتے ہیں: ”ان کے بارے میں قرآن اتر اکہ ہماری قوم کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم اس سے راضی ہو گئے۔“ ہم ان آیات کو برابر پڑھتے رہے، پھر ایک مدت کے بعد یہ منسون خ ہو کر اٹھائی گئیں اور آیت **﴿وَلَا تَحْسِنَنَّ.....الخ﴾** اتری۔^۱

سیدنا جابر بن عبد اللہ فیض کہتے ہیں: ”اللہ کے رسول ﷺ نے (جنگ احمد میں میرے الد کی شہادت پر) مجھے پریشان دیکھ کر فرمایا: اے جابر! ادھر آؤ، آپ کو ایک بات بتاؤں اللہ تعالیٰ نے آج تک جس سے بھی بات کی دے میں کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو سامنے بھاکر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: اے بیرے بندے! مجھ سے انگ تھجے عطا کروں۔ اس پر تیرے والد نے عرض کی: میرے مولا! عرض یہی ہے کہ مجھے دنیا میں واپس پہنچ دے تاکہ میں تیری خاطر دوسرا بار قتل کیا جاؤں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عبد اللہ سے کہا: یہ تو میرا فیصلہ ہو چکا کہ جو لوگ یہاں آپکے وہ واپس دنیا میں نہیں باسکتے۔ یہ سن کر عبد اللہ فیض کہنے لگے: میرے پروردگار! تو پھر پیچھے میرے ساتھیوں کو (میری نت کی خوشحال زندگی کے بارے میں) آگاہ کر دیجیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَلَا تَحْسِنَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَالَهُمْ بَلْ أَهْيَاهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

بِرْزَقُنَّ لَهُمْ﴾ (آل عمران: ۱۶۹)

① الطبری، ۸۲۲۴ و سندہ حسن

”جو اللہ کے راستے میں شہید کر دیے گئے ان کے بارے میں مت خیال کرو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ توزنہ ہیں، اپنے رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں۔“ ①

سیدنا عبد اللہ بن عباس رض کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تمہارے جو بھائی احمد میں شہید ہو گئے اللہ نے ان کی روحوں کو بزر پرندوں کے پیٹوں میں ڈال دیا، وہ جنت کی نہروں پر اڑتے پھرتے ہیں، نہروں کے ارد گرد لگے درختوں کے پھلوں کو کھاتے ہیں پھر وہ ان قدمیوں میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں جو سونے کی بنی ہوئی ہیں اور عرش کے نیچے نلک رہی ہیں۔ جب ان شہداء نے دیکھا کہ ان کا کھانا پینا اور ٹکانا انتہائی باکمال ہے تو کہنے لگے: ”اے کاش! جو سلوک ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اس کی خبر دنیا میں ہمارے بھائیوں کو ہو جائے تو وہ جہاں میں سستی کریں اور نہ جنگ سے بھاگیں۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمادیں:

﴿وَلَا تَحْسِنَ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَالًا طَبْلَنَ أَحْيَاهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
يُرَزَّقُونَ ﴾ قَوْجِينَ بِمَا أَنْهَمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَ يَسْتَبِشُرُونَ بِالَّذِينَ كُمْ
يَلْعَقُوا بِهِمْ مَنْ خَلَفَهُمْ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزُنُونَ ﴿ يَسْتَبِشُرُونَ
بِنُعْكَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَ فَضْلٍ لَا يُؤْسِيْعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾

(آل عمران: ۱۶۹ - ۱۷۱)

”جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ سمجھنا (وہ مردہ نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اس پر خوش ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منار ہے ہیں کہ (قیامت کے دن) ان کو بھی نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے اور اللہ کے انعامات اور فضل

① الترمذی، تفسیر القرآن، باب: ومن سورة آل عمران، (۳۰۱۰)۔ مستدرک حاکم (۳/۴۹۱۴، ۲۰۴، ۲۰۳)۔ حسن

پر خوش ہو رہے ہیں اور اس سے کہ اللہ تعالیٰ مونوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔^۱

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض کہتے ہیں کہ ہم نے (سورہ آل عمران کی) اس آیت کا مطلب اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ان شہیدوں کی رو جیں بزر پرندوں کے قالب میں قدمیلوں کے اندر ہیں ان کا ٹھکانا ایسی قدمیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں جرتی پھرتی ہیں، پھر اپنی قدمیلوں میں آ رہتی ہیں۔ یا اپنی اس زندگی میں مگن تھیں کہ:

((فَأَطْلَعَ إِلَيْهِمْ رَبِّهِمُ اطْلَاعَةً ، فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئًا؟
قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَتَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا،
فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُنْتَكُوا مِنْ
أَنْ يُسْأَلُوا، قَالُوا يَا رَبِّنَا، نُرِيدُ أَنْ تَرْدَ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا
حَتَّىٰ نُفَتَّلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى))

ان کے رب نے ان کی طرف جھاٹک کر ان سے پوچھا: تمہیں کچھ چاہیے؟ انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم کیا مانگیں۔۔۔؟ جہاں ہم چاہتے ہیں جنت میں سیر کرتے ہیں، (نعمتیں خواہشات سے بڑھ کر موجود ہیں) اللہ تعالیٰ نے ان سے تین بار یہی پوچھا، چنانچہ شہداء نے دیکھا: جب تک کہ وہ کچھ نہ مانگیں گے انہیں نہیں چھوڑا جائے گا (اللہ تعالیٰ اسی طرح پوچھتے رہیں گے) آخر کار وہ کہنے لگے: ”اے اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو دنیا کے اندر ہمارے جسموں میں لوٹا دے حتیٰ کہ ہم تیرے راستے میں ایک بار پھر شہید کر دیے جائیں۔“

^۱ چنانچہ جب اللہ نے دیکھا کہ ان کی کوئی خواہش نہیں ہے تو ان سے پوچھنا چھوڑ دیا۔^۲

: شہید کوئی زندگی ملتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱ مسند احمد (۲/۱۵۶، ۲۲۶، ۲۸۸) و ابو داؤد (۲۵۲۰) حسن

۲ مسلم، الامارة، باب بیان ان ارواح الشہداء فی الجنة..... الخ (۱۸۸۷)

﴿لَوْلَا تَقْتُلُوْا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٍ طَبْلُ احْيَاهُ وَلَكِنَّ لَا شَعْرُونَ﴾ (البقرة: ۱۵۴)

”اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے تم اسے مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہے لیکن تم شعور نہیں رکھتے“

۳: شہداء پر حوروں کا نزول ہوتا ہے اور اسے لے کر جنتی مہمان بنادیتیں ہیں، سیدنا عبد اللہ بن عمر رض بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ ایک جنگ پر جاتے ہوئے ساتھیوں کے ہمراہ ایک جھونپڑی کے قریب سے گزرے۔ ایک دیہاتی نے جھونپڑی سے نکل کر پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی ہیں اور جہاد پر جارہے ہیں اس نے پوچھا: کیا وہاں کا بھی کوئی فائدہ ملے گا؟ کہا: ہاں مال نیمت ملے گا جسے مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس نے اپنے اوٹ پر پلان رکھا اور لشکر کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ وہ اپنے اوٹ کو رسول اللہ ﷺ کے قریب کرتا لیکن صحابہ اس کے اوٹ کو رسول اللہ ﷺ سے دور کر دیتے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((دَعُونَا لِيَ النَّجْدِيَّ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لِمِنْ مُلُوكِ الْجَنَّةِ))

”دیہاتی کو میرے قریب آنے دو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ تو جنت کے باوشاہوں میں سے ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رض بیان کرتے ہیں: ”جب دشمن سے معركہ ہوا تو یہ آدمی شہید ہو گیا۔“ بنی اکرم رض کو اطلاع دی گئی۔ آپ اس کی میت کے قریب آکر سر کے پاس بیٹھ گئے اور مسکرانے لگے! پھر اس سے منہ پھیر لیا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! پہلے ہم نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے مسکرانے کی وجہ یہ گئی میں اللہ کی طرف سے ہونے والی رحمت و بخشش کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک جنت سے حور عین نازل ہوئی اور آکر اس کے سرہانے بیٹھ گئی تو میں نے اپنا چہرہ دوسری

طرف کر لیا۔ ①

۳: شہداء اللہ کے خاص مہمان بنے ہیں سیدنا مغیرہ بن شعبہ رض سے مروی ہے کہ ہمارے

پروردگار کے نبی (محمد) ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے:

((أَنْ نُقَاتِلْكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ، أَوْ تُؤْذِنَا الْجِزْيَةُ))

”کہ ہم (کافروں سے) جہاد کرتے رہیں یہاں تک کہ صرف اللہ کی عبادت ہونے لگ جائے یا لوگ جزیہ دینے لگیں۔“

((وَأَخْبَرَنَا نَسِيْنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا، أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ)) ②

”اور ہمیں ہمارے نبی نے ہمارے رب کا پیغام پہنچایا ہے کہ جو بھی ہم میں شہید ہو جائے گا وہ جنت کی ایسی نعمتوں میں رہے گا کہ ان جیسی نعمتوں کسی نے آج تک نہیں دیکھی، اور جو ہم میں باقی رہے گا وہ (دشمنوں کی) گردنوں کا مالک بنے گا۔“



① شعب الایمان للبیهقی (۴۳۱۷) سنده حسن

② صحیح بخاری، الجزیة والموادعۃ، باب الجزیة والموادعۃ (۳۱۰۹)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَحْسِنَ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِسَاءَ أَنْهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ طَبْلَنَ
هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ طَسْكُنَوْنَ مَا يَبْخَلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ طَوْلَتِهِ مِيرَاثُ السَّبُوتِ وَ
الْأَرْضِ طَوْلَهُ بِمَا تَعْمَلُونَ حَمِيرٌ ﴾ (آل عمران: ۱۸۰)

”جو اللہ نے اپنے فضل (مال) سے اُن کو عطا فرمایا ہے اس میں بخل کرتے ہیں وہ
اُس بخل (کنجوی) کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ اُن کے لیے
بُرا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اسکا طوق بنا کر اُن کی
گردنوں میں ڈالا جائے گا۔ اور آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ تعالیٰ ہی ہے اور
جو تم عمل کرتے ہو اللہ کو معلوم ہی۔“

فواہد:

۱: زکوٰۃ کی ادائیگی اسلام کے جنیادی اركان میں سے ہے، اس کا منکر دائرہ اسلام سے
خارج ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے اسلام نے دردناک سزا رکھی ہے۔ ارشاد باری
تعالیٰ ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ
الثَّالِثِينَ بِالْبَطْلِ وَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ طَ وَ الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الْلَّهَبَ وَ
الْفَضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا فَبَشِّرُهُمْ بِعَذَابِ الْيَمِنِ ﴿٧﴾ يَوْمَ يُحْكَمُ
عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتَكُوئِي بِهَا جَبَاهُهُمْ وَ جَنُوْبُهُمْ وَ ظَهُورُهُمْ طَ هَذَا
مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفِسِكُمْ فَذُوْقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿٨﴾

(التوبہ: ۹- ۱۳۵)

”اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو اس دن کے دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔ جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان (بخلیوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔“

﴿وَ وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ لَمَّا لَا يُؤْتُونَ الزَّكَوةَ وَ هُمْ بِالْأُخْرَةِ هُمْ كَفِرُونَ ۝﴾ (۴۱/ حم السجدة : ۶ - ۷)

”ان مشرکوں کے لیے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے بھی مکر ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رض نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤْدِ زَكَاتَهُ مُثِلَّ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَانِ يُطْوَقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِ مَنِيهِ (بِلِهْزِ مَتَّيْهِ) يَعْنِي شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكُ أَنَا كَنْزُكُ ثُمَّ تَلَى (وَلَا يَخْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ۔))^۰

”کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اس کے پاس لاایا جائے گا اس کے سر پر ابھرے ہوئے دونشان ہوں گے قیامت کے دن اس کا طوق بنایا جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر قرآن کی یہ آیت پڑھی:

”اور وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا کیا اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ برا ہے اور قیامت کے دن یہی مال ان کے گلے کا طوق ہو گا۔“

^۱ صحیح بخاری، الزکاة، باب ائم مانع الزکاة (۱۴۰۳) والترمذی (۱۲۰)

۳: سیدنا ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر رض خلیفہ ہوئے تو عرب کے کچھ قبائل (مرتد ہو کر) کافر ہو گئے، تو عمر رض نے کہا کہ آپ لوگوں سے کس طرح جنگ کریں گے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كُمْ جس نے لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا اس نے مجھ سے اپنا جان و مال بچا لیا مگر کسی حق کے عوض اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ (تو ان کے جواب میں) سیدنا ابو بکر رض نے فرمایا:

((وَاللَّهُ لَا فُاتِلَنَّ مَنْ فَرَقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ مَنْعَوْنِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤْدُونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَتْهُمْ))

”والله! میں اس شخص سے جہاد کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا زکوٰۃ تو مال کا حق ہے، اللہ کی قسم! اگر انہوں نے ایک رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (بطور زکوٰۃ) دیتے تھے تو اس کے نہ دینے پر ان سے جنگ کروں گا۔“

عمر رض نے کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اللہ نے ابو بکر رض کا سینہ کھول دیا۔ تو میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے۔^①

۴: سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

((مَا مِنْ صَاحِبٍ ذَهَبَ وَلَا فِضَّةٌ لَا يُؤْدِي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُرِّحَتْ لَهُ صَفَاعَاتٍ مِنْ نَارٍ فَأَخْمِنَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُنْكَوِي بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةً

^① صحیح بخاری، الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ (۱۳۹۹) مسلم (۲۰)

حَتَّىٰ يُقْضَىٰ بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَىٰ سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا
إِلَى النَّارِ))

”جو سونے یا چاندی کا مالک اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا اس کے لئے قیامت کے دن آگ کی چٹائیں بنائی جائیں گی اور ان کو جہنم کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا اور ان سے اس کے پہلو، پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا، جب وہ شہنشہ ہو جائیں گے تو ان کو دوبارہ گرم کیا جائے گا اس دن برابر یہ عمل اس کے ساتھ ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ کر دیا جائے تو اس کو جنت یا دوزخ کا راستہ دکھادیا جائے گا۔“

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! اونٹ والوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اونٹوں والا بھی جوان کا حق ادا نہ کرے اور ان کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ ان کو پانی پلانے کے دن ان کا دودھ نکال (کر مسکینوں وغیرہ کو) دے تو قیامت کے دن ایک ہموار زمین میں اس کو اونڈھا لاثا دیا جائے گا اور وہ اونٹ نہایت فربہ (موٹا تازہ) ہو کر آئے گا کہ ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا جو اس کو اپنے کھروں سے نہ روندے اور منہ سے نہ کاٹے جب اس کے اوپر سے پہلی مرتبہ سارے گزر جائیں گے تو انہیں دوبارہ (اس کے اوپر گزارنے کے لیے) لونا دیا جائے گا۔ پچاس ہزار سال کی مقدار دو اے دن میں حتیٰ کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے، پھر اس کو جنت یا دوزخ کا راستہ دکھادیا جائے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! گائے اور بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: گائے اور بکری والوں میں سے جو کوئی بھی ان کا حق ادا نہیں کرتا اسے قیامت کے دن ہموار زمین پر اونڈھا لاثا یا جائے گا اور ان (گائے اور بکریوں) میں سے بھی اس کو اپنے پاؤں سے روندے بغیر نہ چھوڑے گی۔ اور ان میں سے کوئی بھی (گائے یا بکری) بغیر سینگ یا ٹوٹے ہوئے سینگ واٹی یا نیٹ ہے سینگوں والی نہیں ہو گی، یہ سب اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی جب پہلی بار اس کے اوپر سے گزر جائیں گی تو دوسری مرتبہ آ جائیں گی یہی عذاب پچاس ہزار سال والے دن مسلسل ہوتا رہے گا یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا تو

اے جنت یا دوزخ کی راہ دکھائی جائے گی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! گھوڑے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا گھوڑے کی تین اقسام ہیں ایک مالک پر و بال ہے دوسرا مالک کے لئے پرده ہے، تیسرا مالک کے لئے ثواب کا ذریعہ ہے، بہر حال! جس گھوڑے کو آدمی نے دکھاوے کے لئے، فخر اور مسلمانوں کی دشمنی کے لئے باندھ رکھا ہے تو یہ گھوڑا اس کے لئے بوجھ اور و بال ہے اور پرده اس آدمی کے لیے، جس نے اے اللہ کے راستے میں وقف کر رکھا ہے پھر اس کی پشت اور گردن سے وابستہ اللہ کے حقوق کو بھی نہ بھولا تو یہ گھوڑا مالک کے لئے عزت کا ذریعہ ہے اور باعث ثواب وہ گھوڑا ہے جس کو آدمی نے مسلمانوں کے لیے اللہ کے راستے میں وقف کر رکھا ہو تو یہ گھوڑے باغ یا بزہ زار سے جو کچھ کھائیں گے تو ان کے کھانے کی تعداد کے موافق اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کی لید اور پیشاب کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ اپنی لمبی رسی توڑ کر ایک یا دو ٹیلوں پر چڑھ جائے تو اس کے قدموں کے نشانات اور لید کے برابر اللہ تعالیٰ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جب اس کا مالک اس کو کسی نہر سے لے کر گزرتا ہے اور پانی پلانے کا ارادہ نہ ہوتا بھی اللہ اس کے لئے پانی کے قطروں کے برابر نیکیاں لکھ دیتا ہے جو اس نے پیا۔

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا گدھوں کے بارے میں سوائے ایک آیت کے کوئی احکام نازل نہیں ہوئے وہ آیت بے شل اور جامع ہے:

﴿قَعْنَ يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهَا ۚ وَمَنْ يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهَا ۚ﴾

(الزلزال: ۸ - ۷)

”جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ کے برابر بدی کی وہ بھی اسے دیکھے گا (یعنی قیامت کے دن۔)“ ①

① صحیح مسلم، الزکاۃ، باب ائم مانع الزکاۃ (۹۸۷) و ابو داؤد (۱۶۵۸)

- ۶: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((مَانِعُ الزَّكَاةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ))^①
 ”زکوٰۃ ادائے کرنے والا قیامت کے دن آگ میں ہو گا“
- ۷: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بُولُوك زکوٰۃ دینا چھوڑ دیتے ہیں اللہ ان سے بارش کو روک لیتا ہے“^②



① صحیح الجامع الصفیر (۵۸۰۷)

② صحیح الترغیب (۷۶۵)

ہرجان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفِيسٍ ذَلِيقَهُ الْهُوَتُ طَ وَ إِنَّمَا تُوقَنُ أَجُوزَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَهُ طَ فَعَنْ زُخْرُفَ عَنِ النَّارِ وَ أَدْخُلَ الْجَنَّهَ قَدْ فَازَ طَ وَ مَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعٌ
الْغَرُورُ ﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

”ہرجان نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا
پورا بدلہ دیا جائے گا، تو جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا
گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو دھو کے کا سامان ہے۔“

تفسیر:

اس آیت مبارکہ میں چار چیزوں کا بیان ہوا ہے جو بالترتیب ذکر کی جاتی ہیں۔
۱: یہ ایک اُنیٰ حقیقت ہے کہ موت سے کسی کو فرار حاصل نہیں، اس کا ذائقہ ہر کسی نے چکھنا
ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کئی دوسرے مقام پر اس حقیقت کا تذکرہ کیا ہے۔ ارشاد باری
تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفِيسٍ ذَلِيقَهُ الْهُوَتُ طَ وَ نَهْلُوكُمْ بِالشَّيْءٍ وَ الْخَيْرٌ فِتْنَهُ طَ وَ إِلَيْنَا
تُرْجَمَونَ ﴾ (الأنبياء: ۳۵)

”ہرجان نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش
کے طور پر بتلا کرتے ہیں اور تم ہماری طرف ہی لوٹ کر آؤ گے۔“

﴿إِنَّكَ مَيِتٌ وَ إِنَّهُمْ مَمْتُوْنٌ ﴾ (آل الزمر: ۳۰)

”یقیناً آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔“

﴿إِنَّمَا تَكُونُوا يُذْلِكُمُ الْمَوْتُ وَكُوْنُتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّهَيَّبَةٍ﴾

(٧٨) النساء :

”(اے جہاد سے ڈرنے والو!) تم جہاں کہیں بھی ہوموت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ مضبوط قلعوں میں رہو۔“

﴿قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفْرَوْنَ وَمِنْهُ فَإِنَّهُ مُلِيقُكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَلِيهِ الْغَيْبُ وَالشَّهَادَةُ فَيُنَيِّنُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْبُلُونَ ﴾ ٦٢﴾ (الجمعة : ٨)

”کہہ دو کہ موت جس سے بھاگتے ہو وہ تو تمہارے سامنے آ کر رہے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جانے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تمہیں بتادے گا۔“

﴿قُلْ يَتَوَفَّكُمُ الْمَلَكُ الَّذِي وُكِلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴾ ١١﴾ (السجدہ: ٣٢)

”کہہ دو! کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری روئیں قبض کر لیتا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت کو بھیجا جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے تھپڑ رسید کر دیا (اور اس کی آنکھ پھوڑ دی) فرشتہ اپنے رب کے پاس واپس گیا اور عرض کیا: آپ نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو موت کو چاہتا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ کے پاس واپس جاؤ اور اس سے کہو کہ اپنے ہاتھ بیل کی پشت پر رکھے پس اس کے لیے وہ بے بیوں کے ہاتھ نے ڈھانپ لیا یعنی ہر بال کے بد لے ایک سال عمر بڑھا دی جائے گی موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

﴿أَنَّى يَرَى! ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ الْمَوْتُ، قَالَ فَالآنَ﴾ ①

① بخاری، أحادیث الأنبياء، باب وفاة موسیٰ و ذكره بعد: (٣٤٠٧)، مسلم: (٢٣٧٢)

”اے میرے پروردگار! پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت ہی ہے تو
مویٰ علیہ نے کہا: اے اللہ پھر ابھی دے دے۔“

معلوم ہوا! موت ہر جان کو آنی ہے البتہ صاحب اعمال اور اچھے افعال کرنے والا موت کے بعد سرخو ہو جاتا ہے کہ موت ایسے شخص کے لیے تحفہ ہوتی ہے کہ وہ دنیاوی تنگیوں، مصیبوں اور پریشانیوں سے چھکا کارا پا جاتا ہے اور اس کے برعکس بد اعمال و افعال کرنے والے کے لیے موت کے بعد قیامت برپا ہو جاتی ہے اور وہ ذلت و رسائی میں ڈال دیا جاتا ہے۔

۲: دوسری بات اس آیت مبارکہ میں یہ بیان ہوئی ہے کہ جس نے دنیا میں جو کچھ کیا ہوگا اس کو اس کا پورا پورا حساب ملے گا اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَكُلُّ إِنْسَانٍ لِيُوْقِنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْبَالَهُمْ طِإِنَّهُ يُمَا يَعْمَلُونَ حَمِيرٌ﴾^⑩

(۱۱۱/ہود)

”اور تمہارا پروردگار ان سب کو (قیامت کے دن) ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا یہیک جو عمل یہ کرتے ہیں وہ اس سے واقف ہے۔“

﴿وَلَكُلُّ دَرَجَةٌ مِنَّا عِلْمُوا وَلَيُوْقِنَّهُمْ أَعْبَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظَلَّمُونَ﴾^⑪

(۱۹/الاحقاف)

”اور لوگوں نے جیسے کام کئے ہوں گے ان کے مطابق سب کے درجے ہوں گے ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔“

۳: تیسرا یہ کہ اس آیت مبارکہ میں کامیابی کا معیار بتایا گیا ہے کہ جس نے دنیا میں رہ کر اپنے رب کو راضی کر لیا اور اس کے نتیجے میں وہ جہنم سے دور اور جنت میں داخل کر دیا گیا درحقیقت یہی کامیابی ہے۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ طَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِرُونَ﴾^⑫

(۲۰/الحسن)

”اہلِ دوزخ اور اہلِ بہشت برابر نہیں اہلِ بہشت تو کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔“

۳: اس آیت مبارکہ میں چوخی چیز یہ بیان ہوئی ہے کہ دنیا کی زندگی سامان فریب ہے جو اس سے دامن بچا کر نکل گیا وہ خوش نصیب اور جو اس کے فریب میں پھنس گیا وہ ناکام و نامراد ہے۔

لہذا شخص نے دنیا کی حقیقت کو سمجھ لیا کہ یہ دارالعمل اور دارالامتحان ہے اور اس کی تیاری کرتا رہا، یقیناً وہ کامیاب و کامران ہے اور جو دنیا کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر اور انجام سے غافل، فسن و فجور میں بیتلارہا وہ خاسرو نہ کام ہو گا۔ **أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْفَائِزِينَ**



عقل والوں کی صفات

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيمًا وَ قُعُودًا وَ عَلَى جُنُوبِهِمْ وَ يَتَكَبَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ حَرَثْنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا حَسْبُنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (آل عمران: ۱۹۱)

”جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹھے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہوئے کہتے ہیں: کہاے رب! تو نے اس (خلوق) کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔“

فواہد:

۱: قرآن مجید میں کئی مقامات ایسے ہیں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے ”اولی الالباب“ کہہ کر عقل والوں کو نصیحتیں کی ہیں، کئی مقامات پر عقل والوں کی تعریف اور کئی مقامات پر عقل والوں کو خبردار کرتے ہوئے ڈانتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كِتَابٌ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ مُبَرَّكٌ لِيَذَّهِرُوا أَيْتَهُ وَ لِيَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابُ﴾ (۶)

(۳۸ ص: ۲۹)

”(یہ) کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے با برکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں۔“

﴿وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوَةٌ يَأْوِي إِلَيْكُمْ لَعْلَمُ تَكَفُّونَ﴾ (۴)

(۲/ البقرة: ۱۷۹)

”اور اے اہلِ عقل! (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے کہ تم (قتل و خوزیری سے) بچو۔“

**(يَتُؤْمِنُ الْحَكْمَةُ مَنْ يَشَاءُ عَ وَ مَنْ يُؤْمِنُ الْحَكْمَةُ فَقَدْ أُولَئِي خَيْرًا كَثِيرًا طَوَّافًا
يَدْكُرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابُ ⑥)** (۲۶۹ البقرة: ۲)

”وہ جس کو چاہتا ہے دانا تی بخشا ہے اور جس کو دانا تی ملی پیشک اس کو بڑی نعمت ملی۔ اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقول بد ہیں۔“

**(أَكَفَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رِزْكِ الْحَقِّ لَكُنْ هُوَ أَعْلَى طَائِرًا يَتَذَكَّرُ
أُولُو الْأَلْبَابُ ⑦)** (۱۹ الرعد: ۱۹)

”بھلا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو انداھا ہے؟ اور سمجھتے تو وہی ہیں جو عقل مند ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر اپنے بندوں پر شکوہ کیا ہے کہ وہ میری کائنات پر عقل کے ساتھ غور و فکر کیوں نہیں کرتے۔ ان کے غور نہ کرنے کی وجہ سے کتنے ہی لوگ شرک و بدعتات میں بستا ہیں ارشاد ہوتا ہے:

**(وَ كَيْنَ مِنْ أَيْقُونَ فِي السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ يَرُوُنَ عَلَيْهَا وَ هُمْ عَنْهَا
مُعِرِضُونَ ⑧ وَ مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَ هُمْ مُشْرِكُونَ ⑨)**

(۱۲ یوسف: ۱۰۵ - ۱۰۶)

”اور آسمان و زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن پر یہ اعراض کرتے ہو گزر جاتے ہیں اور یہ اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر (اس کیساتھ) شرک کرتے ہیں۔“

۲: سیدنا عبداللہ بن عباس رض بیان کرتے ہیں: ”میں نے ایک رات اپنی خالہ ام المؤمنین سیدہ میمونہ رض کے پاس برس کی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ کچھ دیر با تین کیں اور پھر آرام فرمانے لگے جب رات کا آخری تھاںی حصہ ہوا تو آپ

امّه بیٹھے، آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور آپ ﷺ نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائے گے:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافِ الْيَقِينِ وَالنَّهَادِ لَآيَاتٍ لِّذِكْرِ الْأَكْبَارِ﴾

آخر سورت تک۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے، وضو کیا، مسواک کی اور گیارہ رکعات ادا فرمائیں پھر بلاں ﷺ نے اذان دی تو آپ ﷺ نے دور کعین پڑھیں پھر گھر سے تشریف لے آئے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ ①

۳: اس آیت مبارکہ میں عقل والوں کی نشانیوں کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عقل والے زمین و آسمان کے آنے جانے اور اختلافات سے سبق حاصل کر کے اللہ کو الـ العالمین تسلیم کرتے ہوئے کھڑے، بیٹھے اور لیٹھے ہر حال میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”نماز کھڑے ہو کر پڑھو، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھو۔“ ②

۴: ہمیشہ ذکر الہی میں مشغول رہنا عقل والوں اور ایمان والوں کی نشانی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْسُّلَيْمَىْنَ وَالْمُسْلِمَىْنَ وَالْمُؤْمِنَىْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنِيْتَىْنَ وَالْقَنِيْتَاتِ وَالصَّدِيقَىْنَ وَالصَّدِيقَاتِ وَالصَّابِرَىْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَيْرَىْنَ وَالْخَيْرَاتِ وَالْمُتَصَدِّقَىْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّالِيْمَىْنَ وَالصَّالِيْمَاتِ وَالْحَفِظَىْنَ وَالْحَفِظَاتِ وَالذَّكِيرَىْنَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذِّكْرَاتُ لَعَذَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (۳۵) الاحزاب :

”بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمابردار مرد اور فرمابردار عورتیں، استیاز (اللہ سے ڈرنے والے) مرد اور راستیاز عورتیں،

① صحیح البخاری، التفسیر، باب قوله: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافِ الْيَقِينِ وَالنَّهَادِ لَآيَاتٍ لِّذِكْرِ الْأَكْبَارِ﴾: (۴۵۶۹)

② صحیح البخاری، التقصیر، باب قوله: إذا لم يطق قاعداً صلی على جنب: (۱۱۱۷)

صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، فروتنی کرنے (اللہ سے ذر نے والے) والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان (سب) کے لئے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔“

سیدنا ابوسعید خدري رض سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

”جب بھی کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیحتی ہے تو ان کو وہ فرشتے گھیر لیتے ہیں (جو راستوں پر اہل ذکر کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں) ان کو رحمت اپنی آغوش میں لے لیتی ہے ان پر سکینت کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان ذکر کرنے والوں کا تذکرہ اپنے پاس والوں یعنی ملائکہ مقریبین اور ارواح انبیاء میں کرتا ہے۔“^۱

ذکر کامیابی کی ضمانت ہے جیسا کہ ارشادِ بانی ہے:

﴿وَإِذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (۶۲ / الجمعة: ۱۰)

”اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کروتا کتم فلاح پاؤ۔“

سیدہ عائشہ رض فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ))

”نبی کریم ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔“^۲

نیزال ایمان کو حکم ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ (۳۳ / الأحزاب: ۴۱)

¹ مسلم، الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع—(۲۷۰۰) وابن ماجہ (۳۷۹۱)

² مسلم ، الحبض، (۳۷۲)

”اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔“

۵: سورہ آل عمران کے اس آخری رکوع میں عقل والوں کی چند دعا تھیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کی ہیں جنہیں ورزبان بنانا چاہیے اور وہ یہ ہیں:

۱: ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ طَوَّافًا لِلظُّلُمَيْنِ مِنْ أَنْصَارِهِ﴾ (۱۷)

۲: ﴿رَبَّنَا إِنَّنَا سَيَعْنَا مُمَنَّا وَيَا يُمَنَّا دِينِنَا لِلإِيمَانِ أَنْ أَمْنَا بِرَبِّكُمْ فَامْنَا إِنَّ رَبَّنَا فَاعْفُرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ﴾

۳: ﴿رَبَّنَا وَأَتَنَا مَا وَعَدْنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخِذْنَا يَوْمَ الْقِيَمَةَ طَإِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْبِيَعَادَ﴾ (آل عمران: ۱۹۲ - ۱۹۴)

۴: ”اے رب جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اسے رسوایا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔“

۵: ”اے رب! ہم نے ایک مذاکرنے والے کو سنا کہ ایمان کے لیے پکار رہا تھا (یعنی) اپنے رب پر ایمان لا تو ہم ایمان لے آئے، پس اے اللہ! ہمارے گناہ معاف فرماؤ ہماری برا بیوں کو ہم سے منادے اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا۔“

۶: ”اے اللہ! تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے وعدے کئے ہیں وہ ہمیں عطا فرماؤ قیامت کے دن ہمیں رسوانہ کرنا۔ بے شک تو خلاف و عده نہیں کرتا۔“



ایمان والوں کو چار نصیحتیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَ صَابِرُوا وَ رَاضِئُوا وَ اتَّقُوا اللَّهَ تَعَالَى مُتَّقِيُّخُونَ ﴾ (آل عمران: ۲۰۰)

”اے اہل ایمان! (کفار کے مقابلے میں) صبر کے ساتھ ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور (مورچوں پر) جنم رہو اور اللہ سے ڈروتا کہ مراد حاصل کرو۔“

فواتح:

۱: آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو چار نصیحتیں کی ہیں۔

✿ اللہ کی طرف سے آنے والی آزمائش پر صبر کرو۔

✿ لوگوں کی طرف سے آنے والے مصائب پر جنم رہو۔

✿ شمن کے مقابلے میں مورچوں پر ڈٹے رہو۔

✿ اور ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو۔

اور ان چاروں پر مضبوطی سے عمل پیرا ہونے والوں کے لیے کامیابی کا اعلان فرمایا ہے۔

۲: آزمائشوں پر صبر کرنا مومنین کی نشانی ہے۔

﴿وَ لَكَبِلُوكُمْ يُشَنِّعُ مِنَ الْخُوفِ وَ الْجُوعِ وَ تَقْعِيسُ قِنَ الْأَمْوَالِ وَ الْأَنْفُسِ وَ

الْمَكَرِ طَ وَ يَشَرِّقُ الضَّيْرُونَ ﴿الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ

إِنَّا لِلَّهِ رَجُعُونَ ﴾ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ أُولَئِكَ هُمُ

الْمُهْتَدُونَ ﴾ (آل بقرة: ۱۵۷ - ۱۵۸)

”اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میوں کے نقصان سے

تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرے والوں کو (اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی) بشارت سنادو ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کامال ہیں اور اسی کی طرف لوث کر جانے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے راستے پر ہیں۔“

سیدنا ابو مامہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ يَا ابْنَ آدَمْ! إِنَّ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى لَمْ أَزْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ)) ①
”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم! اگر تو نے صدمہ کے فوراً بعد ثواب کی نیت سے صبر کیا تو میں تیری جزا کے لیے جنت پسند کروں گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَمُوتُ لِإِخْدَاعِنَّ ثَلَاثَةَ مِنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهُ إِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: أَوْ اثْنَيْنِ يَا رَسُولَ اللَّوَّا قَالَ: أَوْ اثْنَيْنِ)) ②

”تم میں سے جو کوئی (عورت) اپنے تین بچوں کی وفات پر (صبر کرتے ہوئے) ثواب کی نیت رکھتی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر دو (نوت ہوں تو پھر) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو ہوں (تب بھی جنت میں داخل ہوگی)۔“

۳: معاشرے میں دینِ الہی پر چلنے کے ساتھ ساتھ اس کی دعوت دیتے ہوئے لوگوں کی پریشان کن باتوں کے باوجود قائم رہنا صبر والا کام ہے۔

① صحیح سنن ابن ماجہ للبلانی الجزء الاول (۱۱۹۲)

② مسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه (۲۶۳۲) و مسند أحمد (۸۹۰۳)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم ”محمد ﷺ نے اس تقسیم میں اللہ کی رضا کو مدنظر نہیں رکھا۔“ میں نے یہ بات سنی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ ﷺ کو خبر دی آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا:

((رَحْمَةُ اللَّهِ مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرِ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)) ①
 ”اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے ان کو تو اس سے زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئی تھیں مگر انہوں نے پھر بھی صبر کیا۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا كَانَ مُخَالِطًا النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِنَ الْمُسْلِمِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ)) ②

”وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ مل کر رہتا ہے اور ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے اس سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ مل کر نہیں رہتا اور نہیں ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے۔“
 ۳: دشمنوں کے مقابلے میں سورچوں پر ڈے رہنا اور اسلامی سرحدوں پر پھرہ دینا اہل ایمان کی نیٹانی ہے:

سیدنا فضالہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ الْمَيِّتِ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَايِطُ فَإِنَّهُ يَنْمُو لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤْمَنُ مِنْ فَتَانِ الْقَبْرِ)) ③
 ”موت کے ساتھ ہی ہر آدمی کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے مگر اللہ کے راستے

① البخاری، الأدب، باب من أخبر صاحبه ما يقال فيه: (٦٠٥٩)

② جامع الترمذی، القيامة، فضل المخالطة.....، (٧) ٢٥٠٧، والصحیحة: ٩٣٩

③ ابو داؤد، الجهاد، باب فی فضل الرباط (٢٥٠٠)

میں پھرہ دینے والے کے عمل قیامت کے دن تک بڑھتے رہتے ہیں اور اس کو قبر کے فتوں سے بچالیا جاتا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رض یہاں کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((عَيْنَانِ لَا تَمْسُهُمَا النَّارُ عَيْنُ بَكْتَ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَعَيْنُ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) ①

”دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ذر سے رد پڑی اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں رات بھر پھرہ دیا۔“

۵: اللہ کا ذر اور تقوی الہ ایمان کی نشانی ہے:

سیدنا ابوذر رض یہاں کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کو پڑھنا شروع کیا:

((وَمَنْ يَقْتَلَ اللَّهَ يَجْعَلُ لَهُ مَحْرَجاً لَّمَّا قَاتَلَهُ وَمَنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ طَوْمَنْ يَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسِيبٌ))

”اور جو اللہ سے ذر جاتا ہے وہ (اللہ) اس (آدمی) کے لیے (پریشانیوں سے) نکلنے کا راستہ بنادیتا ہے اور اس کو اسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے، جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتا، اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اسے کافی ہے۔“

اور رسول اللہ ﷺ اس کو مسلسل دھراتے رہے یہاں تک کہ میں اوگھنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا ذَرَّ لَوْ أَنَّ النَّاسَ أَخَذُوا بِهَا لَكَفَتُهُمْ)) ②

”اے ابوذر! اگر لوگ اس کو پکڑ لیں تو یہ ان کے لیے کافی ہو جائے۔“

مزید ارشاد ہوتا ہے:

① سنن الترمذی، الجہاد، باب ما جاء فی فضل الحرس فی سبیل اللہ (۱۶۳۹)

② مستدرک حکم (۴۹۲/۲) صحیح

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّكُمْ لَفَلِيْلُّينَ مِنْ رَحْمَتِهِ وَ
يَجْعَلُ لَكُمْ نُورًا تَمْسُوْنَ بِهِ وَيَغْفِرُ لَكُمْ طَوَّالَةَ عَفْوَهُ تَعْجِيْمٌ ﴾ (۶)

(۲۸) الحدید:

”مُوْمِنُو! اللہ سے ڈرو اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاوہ تمہیں اپنی رحمت سے دو گنا (اجر) عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے روشنی کر دے گا جس میں تم چلو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلُ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ
سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرُ لَكُمْ طَوَّالَةَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴾ (۲۹) الأنفال: ۸

”مُوْمِنُو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے امر فارق پیدا کر دے گا (یعنی تمہیں ممتاز کر دے گا) اور تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

ان آیات مبارکہ کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ مقی آدمی کو اللہ تعالیٰ حق و باطل، حلال و حرام، ہدایت و گمراہی میں تمیز کی پہچان عطا کر دیتا ہے اور مشکلات سے نکلنے کے راستے بتا دیتا ہے نیز گناہ کی معافی اور وافر فضل الہی عطا کر دیتا ہے اور روز قیامت مقی شخص کو اللہ ایک نور عطا فرمائیں گے جس کے ذریعے وہ دوسروں سے ممتاز ہو گا۔

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وصیت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَتَقَ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ أَوْ أَيْنَمَا كُنْتَ)) ①

”تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔“



رشتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

»يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذْ قَوْمًا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ كُفَّيْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا بَرْجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَإِنَّقُوَّمَ اللَّهُ الَّذِي تَسْأَلُونَ يُبَدِّلُ وَالْأَرْحَامَ طَرَّانَ اللَّهُ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا①« (النساء: ١٤)

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے بکثرت مردوں عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو، جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتے توڑنے سے (پھو) کچھ فٹک نہیں کہ اللہ جسمیں دیکھ رہا ہے۔“

فوازک:

ا: یہ سورۃ نساء کی پہلی آیت ہے، اس سورت کی کل آیات (۱۷۶) ہیں اس کے کل کلمات (۱۳۱۲) اور حروف کی تعداد (۱۵۹۳) ہے۔ نزول کے اعتبار سے اس کا نمبر (۹۲) اور ترتیب تلاوت میں یہ سورت چوتھے نمبر پر ہے۔ اور اس میں ۲۳ رکوع ہیں۔ قرآن مجید کی سات سورتوں کو سبع طوائف کہتے ہیں وہ بالترتیب یہ ہیں:

(۱) البقرة (۲) آل عمران (۳) النساء (۴) المائدہ (۵) الانعام (۶) الاعراف (۷) الانفال والتوبۃ

اس میں خواتین کے مسائل کا تذکرہ ہے اس لیے اسے سورۃ النساء (خواتین کی سورت) کہا جاتا ہے۔

یہ سورت نزول مکانی کے اعتبار سے مدنی ہے۔ اس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بھی

ہے: ”کہ سورہ بقرہ اور سورہ نساء ایسے زمانے میں نازل ہو گئیں جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس (بلور زوجہ) موجود تھی۔ ①

اور اس بات پر تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔

۲: رسول اللہ ﷺ خطبہ جمعہ، خطبہ نماج، خطبہ عیدین اور ہر عام خطبہ میں تین آیات کی تلاوت فرماتے، جن میں سے ایک یہ آیت مبارکہ یعنی سورہ نساء کی پہلی آیت ہوتی، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب قبیلہ مضر کے لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے فقر و فاقہ کی وجہ سے پھٹے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے اور بھوک کے آثاران کے چہروں پر نمایاں تھے، رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں یہ آیت بھی تلاوت فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذْ كُنْتُمْ زَكَرْيَاءِ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ لَفْنٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا بِرْجَالًا كَيْبِرًا وَنِسَاءً ۚ وَالْقَوْالِلُ الَّذِي تَسَاءَلُونَ إِنَّهُ وَالْأَرْحَامَ طِلَانَ اللَّهُ كَانَ عَلَيْكُمْ رَّقِيبًا ۝﴾ (۱/ النساء: ۱)

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈر و جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اس سے اس کا جوڑا بنا یا پھر ان دونوں سے بکثرت مرد و عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو! جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور شتوں کو توڑنے سے (پھو) کچھ خٹک نہیں کہ اللہ تھیں دیکھ رہا ہے۔“

اور پھر یہ آیت پڑھی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ قَوَالَ اللَّهُ وَلَنْ تَنْظُرُنَّ نَفْسًا مَا قَدَّمَتْ لِغَيْرِهِ ۖ وَالْقَوْالِلُ الَّذِي لِإِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ بِمَا أَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (۵۹/ الحشر: ۱۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل

❶ البخاری، فضائل القرآن، باب تأليف القرآن: ۴۹۹۳.

(یعنی روز قیامت) کے لئے کیا (سامان) بھیجا ہے اور (ہم پھر کہتے ہیں کہ) اللہ سے ذرتے رہو پیشک اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔“ پھر آپ نے صدقے کی ترغیب دلائی تو لوگ دینار و درهم، کپڑے، گندم، سکھروں کے صاع بھر پھر کے اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے لگے۔ ①

۳: اللہ تعالیٰ نے تمام نوع انسانی کو آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا:

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میدانِ محشر میں لوگ سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اے آدم علیہ السلام! آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے آپ سفارش کریں، اللہ معاملے کو آگے بڑھائے اور حساب و کتاب شروع کرے۔“ ②

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارا رب ایک ہے اور تمھارے باپ بھی ایک (یعنی آدم علیہ السلام) تھے اور کسی عربی کو عجمی اور کسی گورے کو کالے پر تقوی کے سوا کسی اور وجہ سے فضیلت حاصل نہیں۔ ③

۴: نوع انسانی سیدنا آدم علیہ السلام کی نسل سے ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بن ماں باپ کے پیدا فرمایا بلکہ اپنے ہاتھ سے بنایا اور ان کی پسلی سے سیدہ حواء علیہ السلام کو پیدا کیا اور پھر نوع انسانی کی نسل کا آغاز ہو گیا۔ جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے:

﴿وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا بَرَّاً كَثِيرًا وَنِسَاءً﴾ (النساء : ۱۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① مسلم، انزکوہ، باب الحث على الصدقة: (۱۰۱۷)

② البخاری، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى [لقد أرسلنا نوحًا إلى قومه.....]: (۳۳۴۰)

③ المعجم الأوسط للطبراني: ۳۷۶ / ۵ : (۷۶۴۶)

”عورت کو پسل سے پیدا کیا گیا ہے اور پسل میں سب سے ثیڑھا حصہ اوپر کا ہوتا ہے سو اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ بیٹھو گے اور اگر اسے (اس کی حالت پر) چھوڑ دو گے تو وہ ثیڑھی رہے گی، لہذا عورتوں کے معاملہ میں (میری) وصیت قبول کرلو۔“

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا تذکرہ یوں فرمایا:

(يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَرَّةٍ وَّ أَنْثَى وَ جَعَلْنَاكُمْ شَعُونَّا وَ قَبَّلَنَّا لِتَعَاوَرُوا لَمَّا كُنْتُمْ مُّكْمَلُونَ إِنَّ اللَّهَ يُعْلَمُ عِنْدَهُ أَنْتُمْ كُمْ) (۱۳/ الحجرات)

”لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری تو میں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔“

۵: مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رشتہ داری کے متعلق خاص تلقین فرمائی ہے۔
رشتہ دار یوں کے متعلق اللہ سے ڈرنے کا خاص حکم دیا گیا ہے:

(وَأَنْقُوَاللَّهُ الَّتِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ طَلَبَنَ اللَّهُ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝)

(۴/ النساء: ۱)

”اس اللہ سے ڈر جس کے نام پر ایک دوسرے سے ملتے ہو اور رشتہ ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔“

نبی کریم ﷺ خود رشتہ کا بڑا خیال رکھتے تھے۔

سیدنا ابو عبد اللہ عمر بن عاصی رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آہستہ نہیں بلکہ بلند آواز سے فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ آنَ آئِنِي - يَعْنِي - فُلَاتَا - لَيْسُوا بِأُولَئِكَيْ إِنَّمَا وَلِيَ اللَّهُ

① صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، باب خلق آدم وذریته: (۳۳۲۱)

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنْ لَهُمْ رَحْمٌ أَبْلَهَا بِبَلَاهَا)) ①

”بے شک بنی فلاں کی اولاد، میرے دوست نہیں ہیں میرے دوست تو اللہ اور نیک مومن ہیں البتہ ان سے میری رشتہ داری ہے جسے میں ضرور ترویزہ (مخطوط) رکھتا ہوں۔“

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رض سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

((أَنَا الرَّحْمَنُ أَخْلَقْتُ الرَّحْمَ وَشَقَقْتُ لَهَا أَسْمَانِي
فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَتْهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ)) ②

”میں رحمان ہوں، میں نے رحم رشتہ کو پیدا کیا ہے جو اسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا جو اسے توڑے گا میں اسے توڑوں گا۔“

سیدنا انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبَسِّطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ إِلَيْهِ فِي أَثْرِهِ، فَلَيُصِلَّ
رَحِمَةً)) ③

”جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کی روزی میں فراغی اور اس کی عمر میں تاخیر یعنی اضافہ کیا جائے تو اسے صلد رحمی کرنی چاہیے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالنِّيَمِ الْآخِرِ فَلَيُصِلَّ رَحِمَةً)) ④

”جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلد رحمی کرے۔“

① صحیح بخاری، الادب، باب تبل الرحيم ببلالها (۵۹۹۰) مسلم: (۲۱۵)

② سنن ابن داؤد، الزکاة، فی صلة الرحم (۱۶۹۵) والترمذی (۱۹۰۷) حسن

③ صحیح بخاری، الادب، باب من بسط له فی الرزق بصلة الرحم (۵۹۸۶) مسلم (۲۵۵۷)

④ صحیح بخاری، الادب، باب اکرام ضیف۔ الخ (۶۰۱۸) و مسلم (۴۷)

رشته داری توڑنے کا گناہ بہت زیادہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيقَاتِهِ وَيَعْكُسُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوَصَّلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ طَوْلَيْكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴾
﴾

(۱۲/ البقرة : ۲)

”جو اللہ کے عہد کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں، اور جس چیز (یعنی رشته قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس کو توڑتے ہیں اور زمین میں خرابی کرتے ہیں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔“

رشتوں کو توڑنے والا جنت سے محروم:

سیدنا جبیر بن مطعم رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ ﴾^①

”قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“



^① صحیح بخاری، الادب، باب ائم القاطع (۵۹۸۴)

تیمیوں کے مال ان کے سپرد کر دو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأُلُّوَّا إِيَّاكَ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَنْبَدِلُوا الْخَيْثَرَ بِالظَّيْبِ وَلَا تَأْكِلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَّا أَمْوَالَكُمْ طَرَائِقَ كَانَ حُوَّبًا كَيْدِرًا ۝ وَإِنْ خَفْتُمُ الْآتُقْسِطُوا فِي الْيَتَمَّى فَاقْتِحُو مَا طَابَ لَكُمْ قِنَ النِّسَاءَ مَثْلِي وَمُلْكُكَ وَرِبْعَ ۝ فَإِنْ خَفْتُمُ الْآتُ تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكْتُ أَيْمَانَكُمْ طَلِيكَ آذِنَيْ أَلَا تَعْوُلُوا ۝ وَأُلُّوَّا النِّسَاءَ صَدْقَتِهِنَّ بِخَلَةٍ ۝ فَإِنْ طَبَنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفَّاصَكُلُودَهُ هَذِيَّا مَرِيَّا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيمًا وَارْجُوهُمْ فِيهَا وَالْكُسُوفُمْ وَقُلُولُهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝﴾ (النساء : ۴ - ۵)

”اور تیمیوں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) ان کے حوالے کر دو اور ان کے پاکیزہ (اور عمدہ) مال کو (اپنے ناقص اور) بڑے مال سے نہ بدلو اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ تیمی لاڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو (ان کے سوا) جو عورتیں تمہیں پسند ہوں دودو یا تین یا چار چار ان سے نکاح کر لو اور اگر اس بات کا اندر یہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لوئڈی جس کے تم مالک ہو، اس سے تم بے انصافی سے فتح جاؤ گے۔ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تمہیں چھوڑ دیں تو اسے ذوق و شوق سے کھاؤ اور بے عقلوں کو ان کا مال جسے اللہ نے تم لوگوں کے لیے سب معيشت بنایا ہے مت دو (ہاں) اس میں سے ان کو

کھلاتے اور پہناتے رہو اور ان سے معقول باتیں کہتے رہو۔“

فواائد:

۱: اللہ تیمیوں کے والیوں کو حکم دیتا ہے کہ جب یتیم بلوغت اور سمجھداری کو پہنچ جائیں تو ان کے جو مال تمہارے پاس ہوں انہیں سونپ دو پورے پورے بغیر کسی کمی اور خیانت کے ان کے حوالے کر دو۔ اپنے والوں کے ساتھ ملا کر خلط ملط کر کے کھا جانے کی نیت نہ رکھو۔ حلال رزق جب اللہ تعالیٰ تمہیں دے رہا ہے پھر حرام کی طرف کیوں منہ اٹھاؤ؟ تقدیر کی روزی مل کر ہی رہے گی، اپنے مال چھوڑ کر لوگوں کے والوں کو جو تم پر حرام ہیں نہ لو۔ ①

تیمیوں کو سمجھدار ہونے کے بعد ان کا مال دے دینا چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَكَعُوا النَّكَاحَ قَالُوا أَنْسِمْ مِنْهُمْ رُشِداً فَادْعُوْنَا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبِرُوا مَا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلَيَسْتَعْفِفُ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ طَوْكِفِي اللَّهِ حَسِيبِيما﴾ (۶/ النساء: ۴)

اور تیمیوں کے ان کے بالغ ہو جانے تک سدھارتے رہو اور آزماتے رہو، پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر پا تو انہیں ان کے مال سونپ دو اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مال جلدی جلدی نصیول خرچوں میں تباہ نہ کر دو، مال داروں کو چاہیے کہ (ان کے مال) سے بچت رہیں ہاں، مسکین محتاج ہو تو دودستور کے مطابق معروف طریقے سے کھا لے پھر جب انہیں ان کے مال سونپ تو گواہ بنالود راحل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔“

یتیم کا مال ناجائز طریقے سے کھانا حرام ہے اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى فُلْمَى إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَ

① [تفسیر ابن کثیر تحت الآية]

سَيَصْلُونَ سَعِيرًا ﴿٤﴾ (النساء : ۱۰)

”جو لوگ نا حق ظلم سے تیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔“

۳: سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟))
 سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو! لوگوں نے کہا: وہ کیا ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

۱: الشَّرُكُ بِاللَّهِ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا

۲: وَالسِّحْرُ جادو کرنا

۳: وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ناجائز کسی کو قتل کرنا

۴: وَأَكْلُ الرِّبَا سود کھانا

۵: وَأَكْلُ مَالِ الْيَتَيمِ يتیم کے مال کو کھانا

۶: وَالْتَّوْلِي بَيْمَنَ الزَّحْفِ جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا

۷: وَقَذْفُ الْمُخْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ

”نیک، پاکداری اور مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا“ ۰

۸: يتیم کے مال میں سے معروف طریقے سے کھایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث مبارک میں ہے۔ عمرو بن شعیب عن ابی عین جده سے روایت ہے:

”ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: بلاشبہ! میں فقیر ہوں، میرے پاس کچھ نہیں البتہ میرے زیر کفالت ایک يتیم ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

❶ بخاری، الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذين يأكلون اموال اليتيم ظلما..... الخ
 ۲۷۶۶ - ۵۷۶۴ و صحیح مسلم (۴۹)

تم اپنے یتیم کے مال سے کھاؤ لیکن حد سے تجاوز مت کرو، جلدی جلدی نہ کھاؤ اور اس کے مال کو اپنے مال سے مت ملاؤ۔^①

۵: یتیم کا مال کھانے کی بجائے اسے اپنی طرف سے دینا چاہیے کیونکہ یہ بہترین صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنْ هَذَا الْمَالَ خَصِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَإِنَّمَا صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتَيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ))^②

”بے شک یہ مال ایک خوشگوار سبزہ زار کی مانند ہے اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جو کسی مسکین، یتیم اور مسافر کو عطا یہ کر دے۔“

۶: اللہ تعالیٰ نے جناب محمد کریم ﷺ کو یتیموں کی دادری فرمائی ارشاد ہوتا ہے: ((أَلَمْ يَعْلَمْ يَتِيمًا فَلَوْيٍ ۝ وَ وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى ۝ وَ وَجَدَكَ عَلَلًا ۝ فَاغْفِي ۝ فَإِنَّمَا الْيَتَيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَ إِنَّمَا السَّالِلَ فَلَا تَتَهَرْ ۝ وَ إِنَّمَا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَيِّثُ ۝)) (۹۳/الضحی: ۶-۱۱)

”بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟، (بیٹک دی) اور راستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا راستہ دکھایا، اور تنگدست پایا تو غنی کر دیا، تو تم بھی یتیم کوڈا انثانہ کرو، اور مانگنے والے کو مت جھڑکو، اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کو بیان کرتے رہو۔“

یتیم کو برا بھلانہ کہو بلکہ اس کے ساتھ محب و شفقت کے ساتھ پیش آؤ۔ ارشاد ہوتا ہے: ((أَرْعَيْتَ الَّذِي يَكْتُبُ بِاللَّذِينَ ۝ قَدْلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتَيمَ ۝ وَ لَا يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝)) (۱۰۷/الماعون: ۱-۳)

”بھلام نے اس شخص کو دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے؟، یہ وہی (بد بخت) ہے

① ابو داؤد، الوصایا، با ما جاء فی ما لولی اليتیم ان ينال من مال اليتیم: (۲۸۷۲)، ابن ماجہ: (۲۲۱۸)، حسن صحیح

② بخاری، الزکاة، باب الصدقة على اليتامي: ۱۴۶۵، مسلم: ۱۰۵۲، ابن ماجہ: (۳۹۹۰)

جو میتم کو دھکے دیتا، اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لئے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا۔“

۷: سیدنا سہل بن سعد رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتَيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَقَالَ يٰإِصْبَعَيْهِ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى)) ①

”میں اور میتم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں، انگشت شہادت اور درسمیانی کے ساتھ اشارہ کیا۔“

۸: ان آیات میں یہ مسئلہ بھی بیان ہوا ہے کہ اگر تمہاری پرورش میں کوئی میتم لڑکی ہو اور تم اس سے نکاح کرنا چاہتے ہو تو تم ایسا نہ کرو کہ مہر اور حقوق میں کمی کر کے اسے اپنے گھر ڈال لو۔ اس سے باز رہو اور عورتیں بہت ہیں جس سے چاہو نکاح کرلو۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں ایک میتم لڑکی تھی جس کے پاس مال بھی تھا اور باغ بھی جس کی پرورش میں وہ تھی اس نے صرف اس مال کے لائق میں مہر وغیرہ مقرر کیے بغیر اس سے نکاح کر لیا جس پر یہ آیت اتری، میرا خیال ہے کہ اس باغ اور مال میں یہ لڑکی اس کی حصہ دار تھی۔ ②

نیز سیدنا عمروہ بن زبیر رض نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رض سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ رض نے فرمایا ”بھانجے! یہ ذکر اس میتم لڑکی کا ہے جو اپنے دلی کی کفالت میں ہو (اور ولی) اس کے مال میں شریک ہے اور اسے اس کا مال و جمال اچھا لگتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کر لے لیکن جو مہر وغیرہ اسے کسی دوسری جگہ سے ملتا ہے اتنا یہ نہیں دیتا تو ایسے شخص کو منع کیا جا رہا ہے کہ پھر یہ اس کی نیت چھوڑ دے اور کسی دوسری عورت سے نکاح کر لے۔“ اس کے بعد لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی کے متعلق دریافت کیا اور آیت ﴿وَيَسْتَقْنُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ ۱۲۷/ النساء: - اخ نازل ہوئی۔ وہاں فرمایا گیا ہے کہ ”جب میتم لڑکی کم مال

① بخاری، الأدب، باب فضل من يعول بيتما (٦٠٥)

② صحيح بخاري، التفسير، سورة النساء، باب [وَإِنْ خَفْتُمُ الْاِنْقَسْطُوا.....]، ۴۵۷۳

والی اور کم جمال والی ہوتی ہے اس وقت تو اس کے والی اس سے بے رغبتی کرتے ہیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ مال و جمال پر مالک ہو کر اس کے پورے حقوق ادا نہ کر کے اس سے اپنا نکاح کر لیں؛ ہاں عدل و انصاف سے پورا مہر وغیرہ مقرر کریں تو کوئی حرج نہیں؛ ورنہ دیگر عورتوں کی کمی نہیں جس سے چاہیں نکاح کر لیں۔” ①



① صحيح بخاري، التفسير، سورة النساء، باب ﴿وَإِنْ خَفَتُمُ الْاتِّقْسُطُوا.....﴾، (٤٥٧٣)
صحيح مسلم، (٣٠١٨)

لہن کو اس کا حق مہر دے دو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(وَأَنُوا لِلِّسَاءَ صَدُّقْتُهُنَّ بِنَحْلَةَ طَقَانٍ طَبْنَ لَكُمْ عَنْ شَفْعٍ وَمِنْهُ نَقَّاصًا فَلَكُمُوهُ هَنِيْعًا تَمْرِيقًا ۝) (۴/النساء: ۴)

”عورتوں کو ان کے حق مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں! اگر وہ اپنی خوشی سے حق مہر میں سے کچھ حصہ چھوڑ دیتی ہیں تو اسے شوق اور خوش گواری سے کھا سکتے ہو۔“

فواائد:

۱: حق مہر نکاح والے پر اپنی متفاہد بیوی کو دینا واجب ہے اگرچہ وہ فوری نہ بھی دے تو بعد میں ادا کر سکتا ہے۔ پھر یہ الگ بات ہے کہ اس کی بیوی اس کو کچھ حق مہر معاف کر دے یا سارے کاسارا معاف کر دے۔

۲: حق مہر کی کوئی شرعی مقدار متعین نہیں ہے کم ہو یا زیادہ جتنا باہم طے پا جائے یا آسانی سے میسر آجائے بعض لوگوں نے (۳۲) روپے حق مہر مقرر کر رکھا ہے۔ جو کسی بھی شرعی دلیل کے بغیر ہے اور جو حق مہر متعین کرانے میں روایات بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں ان میں سے کوئی بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ حق مہر زیادہ سے زیادہ جتنی وسعت ہو مقرر کیا جاسکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۲۰/النساء: ۲۰) (۲۰/النساء: ۲۰)

”اور تم نے ان عورتوں میں سے کسی کو خزانہ بھی (بطور حق مہر) دیا ہو تو اس سے (طلاق کے وقت) کچھ نہ لاؤ۔“

ام المؤمنین سیدہ ام حمیہؓ سے مروی ہے کہ وہ عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں وہ جب شہ کی سر زمین میں وفات پا گئے تو نجاشی (شاہ جہش) نے ام حمیہؓ کا نکاح نبی کریم ﷺ کے ساتھ کر دیا اور خود ہی ان کی طرف سے چار ہزار در ہرم حق مہربھی ادا کر دیا (درہم چاندی کا ہوتا ہے اس کا موجودہ وزن تین ماشہ ۲ رارتی ہے، اور پھر انہیں شرجیل بن حسنةؓ کے ساتھ آپ ﷺ کی طرف بھیج دیا۔ ①

۳: حق مہر میں تھوڑی رقم اور تخفیف سے شادی کے موقع زیادہ میسر ہو سکتے ہیں اور معاشرہ پاک دامنی کا گھوارہ بن سکتا ہے اس لیے زیادہ مناسب یہ ہے کہ مہر کم سے کم مقرر کیا جائے تاکہ دنیا میں بھی آسانی ہو اور آدمی بوجھ سے بچا رہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے آسان نکاح کو بہترین قرار دیا ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ)) ②

”بہترین نکاح وہ ہے جس کی تکمیل انتہائی آسان ہو۔“

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عمرؓ نے فرمایا تھا:

((أَلَا لَا تُعَالُوا بِصُدُقِ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ لَكَانَ أَوْ لَا كُمْ بِهَا النَّيْشُ)) ③

”عورتوں کا حق مہر بہت زیادہ قیمت کرو کیونکہ یہ اگر دنیا میں عزت اور اللہ کے ہاں تقویٰ کا باعث ہوتا تو اللہ کے ﷺ نبی اس کے تم سے زیادہ مستحق ہوتے۔“

یاد رہے! عوام الناس میں مشہور واقعہ کہ سیدنا عمرؓ کی ایک بات پر عورت نے ((وَ اتَّيْتُمُ إِحْدَى هُنَّ قَنْطَارًا)) کہا تو آپؓ نے سب کے سامنے اس غلطی کو تسلیم کر کے رجوع

① سنن ابن داود، النکاح، باب الصداق (۲۱۰۷) و صحیح ابو داود (۱۸۵۳)

② سنن ابو داؤد، النکاح، باب فیمن تزوج ولم یسم صداق حتى مات (۲۱۱۷) والصحیحة (۱۸۴۲)

③ ابو داؤد، النکاح، بباب الصداق (۲۱۰۶) و حاکم (۱۷۵/۲) صحیح

کر لیا، انتہائی ضعیف اور منکر ہے، یہ روایت کئی طرق سے منقول ہے لیکن اس کے اندر انقطاع پایا جاتا ہے۔ بعض روایتیں مغالد بن سعید اور قیس بن ریبع کی وجہ سے ضعیف ہیں اور دونوں کو حافظ ابن حجر عسقلانی رض نے ضعیف کہا ہے۔ ①

۲: سیدنا سوید رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کہ عورت کا بہترین مال وہ حق مہر ہے جو اسکے لیے مقرر کیا گیا ہے“ ②

حق مہر کے لیے روپے پیسے ہی دینا ضروری نہیں بلکہ جو چیز آسانی سے میسر آجائے وہ جا سکتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کی شادی (عورت کو) قرآن مجید کی چند سورتیں (سکھانے کا حکم دیتے ہوئے) اسے حق مہر قرار دیا۔

ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی جان آپ کو ہبہ کر دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپر سے نیچے تک دیکھا پھر آپ ﷺ نے اپنا سر جھکایا وہ عورت کافی دیر کھڑی رہی (لیکن آپ ﷺ نے اسے جواب نہ دیا تو) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس سے آپ نکاح نہیں کرنا چاہتے تو مجھ سے ہی فرم دیں۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: ”تیرے پاس حق مہر کے لیے کوئی چیز ہے؟“ تو اس نے کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس اس چادر کے سوا کچھ نہیں ہے۔“

تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”(حق مہر کے لیے) کوئی چیز لے آؤ اگرچہ لوہے کی آنکوٹھی ہو۔“ چنانچہ وہ شخص گیا، لیکن اس کو کوئی چیز نہ ملی (تو وہ ما یوس ہو کر بیٹھ گیا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے قرآن مجید کا کچھ حصہ یاد ہے؟“ اس نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ! مجھے قرآن کی فلاں فلاں سورت یاد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اس عورت کی شادی تیرے ساتھ ان سورتوں کے عوض کر دی ہے جو تجھے یاد ہیں۔“

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

۱ ارواء الغلیل لللبانی تحت الحديث (۱۹۲۷) / (۶) (۳۴۷)

۲ مستد احمد (۱۵۸۵) / (۳)

”چلا جا! میں نے تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا، اب تو اس کو قرآنی سورتیں سکھا
 دے۔“ ①

سیدنا انس رض فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ رض نے ام سلیم رض سے نکاح کیا تو ان کا حق مہر اسلام تھا۔ چنانچہ ام سلیم رض نے ابو طلحہ رض سے پہلے اسلام قبول کیا، پھر ابو طلحہ رض نے ام سلیم رض کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے فرمایا: ”میں تو مسلمان ہو چکی ہوں اگر تو بھی اسلام قبول کر لے تو میں تجھ سے نکاح کر لیتی ہوں۔“ چنانچہ ابو طلحہ رض مسلمان ہو گئے، یہی ان دونوں کا حق مہر تھا۔ ②

آج ہمارے معاشرے میں نکاح کو جہیز اور کشیر حق مہر کی شرائط کی وجہ سے ایک مشکل امر بنادیا ہے۔ اور بدکاری کے راستے آسان کر دیئے ہیں جس سے معاشرہ تباہی کے دھانے پر چیخ چکا ہے۔ کشیر جہیز اور کشیر حق مہر کی وجہ سے غریب اس سنت عظیمہ سے محروم ہو چکا ہے۔ اور اس اسراف و تبذیر کر کے شیطان کے بھائی ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں۔



① بخاری، النکاح، باب تزویج المعاشر (۵۰۸۷)

② سنن نسائی، النکاح، باب التزویج على الاسلام (۱۱۴۶) صحیح

وراثت کی تقسیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُوصِّيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ كُلَّ لِلَّدُوكُمْ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ﴾ فَإِنْ كُنْ نِسَاءً فَوْقَ النِّسَاءِ فَلَهُنَّ ثُلَاثًا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا التِّصْفُطُ وَلِابْنَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ قِنْهُمَا السُّدُسُ وَمِنْ تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَّ وَرِثَةً آبَوْهُ فَلَأُولَئِكُو الْثُلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْرَوْهُ فَلَأُولَئِكُو السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِّي بِهَا أُوْ دَيْنِ طَابِيَّاً أَوْ دَيْنِ طَاهِيَّاً أَوْ دَيْنِ طَاهِيَّاً وَأَبْنَاءُ كُمْ وَأَبْنَاءُ كُمْ لَا تَدْرُونَ أَيْهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا طَفِيلَةً مِنَ اللَّهِ طَابِيَّاً إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْهِ حَكِيمًا وَلَكُمْ نُصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ وَمِنْ تَرَكَنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِّي بِهَا أُوْ دَيْنِ طَابِيَّاً وَلَهُنَّ الرُّبُعُ وَمِنْ تَرَكَنَمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الشُّيْشُ وَمِنْ تَرَكَنَمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُونَ بِهَا أُوْ دَيْنِ طَابِيَّاً وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُوْرَثُ كُلَّهُ أَوْ امْرَأَةٌ وَلَا أَخْ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّيٍّ وَاحِدٍ قِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الْثُلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْطِي بِهَا أُوْ دَيْنِ طَاهِيَّاً وَغَيْرُ مُطْبَأٍ وَصِيَّةٍ مِنَ اللَّهِ طَابِيَّاً وَاللَّهُ عَلَيْهِ حَلِيمٌ ط﴾ (النساء : ۱۱ - ۱۲)

”اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں ارشاد فرماتا ہے کہ ایک بڑے کا حصہ دو بڑیوں کے حصے کے برابر ہے، اور اگر اولاد میت صرف لڑکیاں ہی ہوں (یعنی دو یا) تو سے زیادہ توکل تر کے میں ان کا دو تھائی اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اس کا حصہ نصف۔ اور میت کے ماں باپ کا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا ترکے میں

چھٹا حصہ بشرطیکہ میت کے اولاد ہوا اور اگر اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی اُس کے وارث ہوں تو ایک تھائی ماں کا حصہ اور اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ (اور یہ تقسیم ترکہ میت کی) وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو اُس نے کی ہو، یا قرض کے (ادا ہونے کے بعد جو اُس کے ذمے ہو عمل میں آئے گی)۔ تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے یہ حصے اللہ کے مقرر کئے ہوئے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جو مال تمہاری عورت میں چھوڑ کر (فوت ہو جائیں) اگر ان کی اولاد نہ ہو تو اُس میں نصف حصہ تمہارا اور اگر اولاد ہو تو ترکہ میں تمہارا چوتھائی (لیکن یہ تقسیم) وصیت (کی تعمیل کے) بعد جو انہوں نے کی ہو، یا قرض کے (ادا ہونے کے بعد جو ان کے ذمے ہو کی جائے گی)۔ اور جو مال تم (مرد) چھوڑ کر (فوت ہو جاؤ) اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو تمہاری عورتوں کا اُس میں چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو ان کا آٹھواں حصہ (یہ حصے) تمہاری وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو تم نے کی ہو اور ادائے قرض کے (بعد تقسیم کئے جائیں گے)۔ اور اگر ایسے مرد یا عورت کی میراث ہو جس کے نہ باپ نہ بیٹا مگر اس کے بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تھائی میں شریک ہوں گے۔ (یہ حصے بھی) بعد ادائے وصیت و قرض بشرطیکہ ان سے میت نے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تقسیم کئے جائیں گے) یہ اللہ کا فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ نہایت علم والا (اور) نہایت حلم والا ہے۔“

فوائد:

۱: سیدنا جابر بن عبد اللہ رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق رض نے ہمارے قبلیے نوسلمہ میں پیدل آکر میری عیادت کی۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں بے ہوش تھا۔ آپ ﷺ نے پانی منگو کر وضو کیا اور مجھ پر پانی جھینٹے مارے جس

سے میں ہوش میں آگیا میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے مال کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ تو اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: «يُوصِّيْكُمْ اللَّهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ» ۱

۲: سورت نساء کی سات نمبر آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے عام اعلان فرمایا کہ مردوں کو ترک سے حصہ ملے گا اور عورتوں کو بھی میت کے ترک میں سے حصہ ملے گا اور گیارہ اور بارہ نمبر آیات میں ان کی تفصیل ذکر فرمادی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

«لِلْتَّرْجَالِيْنَ تَصِّيْبٌ مِّنَّا تَرَكَ الْوَالِدَيْنَ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَلِلْتَّسَاءِ تَصِّيْبٌ مِّنَّا تَرَكَ الْوَالِدَيْنَ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَمَا تَرَكَ مِنْهُ اُوْ كَثِيرٌ مَّا تَصِّيْبُ بِمَفْرُوضًا» ۲

”جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ کر (فات ہو جائیں)، تھوڑا ہو یا بہت، اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی، یہ ہے (اللہ کے) مقرر کئے ہوئے ہیں۔“

۳: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اولاد کی وراشت ذکر فرمائی اور اس کی کئی ایک صورتیں ذکر کیں خواہ اولاد ہے یا ان کے ساتھ والدین ہیں۔ اور اولاد میں بھی یا صرف بیٹے ہیں یا صرف بیٹیاں یا پھر بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہیں۔

۴: اگر میت نے بیٹے اور بیٹیاں دونوں چھوڑے ہیں تو بیٹے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔

۵: اگر میت نے صرف بیٹیاں چھوڑی ہیں اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہیں تو ان کو دو ثلث (دو تھائی) ملیں گے اور اگر صرف ایک بیٹی چھوڑی ہو تو اس کو کل ترک کا نصف ملے گا۔ اور اس کے بعد جو ترک کا نیچے گا وہ ویگر اصحاب الفروض کو ملے گا اور اگر وہ شرہ پولی جن کے حصے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمائے ہیں تو پھر یہ عصبات یعنی عام رشتہ داروں کو کل جائے گا۔

۱ صحیح البخاری، التفسیر، باب: «يُوصِّيْكُمْ اللَّهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ»: (٤٥٧٧)

۳: اگر میت نے صرف بیٹے چھوڑے ہوں تو وہ تمام مال کے وارث ہوں گے اور اگر بیٹوں کے ساتھ اصحاب الفروض بھی ہوں تو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی تمام مال بیٹوں کو دے دیا جائے گا۔

۴: اگر میت نے اپنے بیچھے اولاد بیٹے، بیٹیاں اور ماں باپ اور بیوی کو چھوڑا ہو تو اس صورت میں بیوی اور ماں باپ اصحاب الفراض ہیں ان کے حصے مقرر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں ذکر کر دیے ہیں۔

بیوی کو آٹھواں حصہ، ماں کا چھٹا حصہ، باپ کو بھی چھٹا حصہ اور باقی عصبات یعنی بیٹے اور بیٹیوں میں **(لِلَّذِي كَوْنَ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۝)** کے تحت تقسیم کر دیا جائے گا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ کی کتاب کے مطابق مال کو اصحاب الفراض میں تقسیم کرو اور اصحاب الفراض کو دینے کے بعد جو باقی رہ جائے وہ میت کے قریبی ترین (رشته دار) مرد کو دو۔“ ①

۵: اگر میت نے صرف ماں باپ کو چھوڑا ہو تو ماں کو تیسرا حصہ اور باقی باپ کو ملے گا۔

۶: اگر میت نے ماں باپ کے ساتھ شوہر یا بیوی کو چھوڑا ہو تو شوہر آدھا مال لے گا اور بیوی کو چوتھائی اور ماں کو باقی مال کا تیسرا حصہ ملے گا۔

۷: اگر ماں باپ کے ساتھ بھائی بھی ہوں وہ سے گئے ہوں یا ماں یا باپ کی طرف سے ہوں تو بھائیوں کو باپ کی موجودگی میں پکج نہیں ملے گا لیکن اسی صورت میں ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

۸: اگر بیوی فوت ہو جائے اور اولاد بھی نہ ہو تو شوہر کو آدھا مال ملے گا اور اگر بیوی کی اولاد نہ ہو تو شوہر کو چوتھا حصہ ملے گا۔

۹: اگر شوہر فوت ہو جائے اور اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھا حصہ ملے گا اور اگر اولاد نہ ہو تو بیوی کو

① صحیح البخاری، الفراض، باب میراث الولد من أبيه وأمه : ۶۷۳۲

آنھوں حصہ ملے گا۔

۱۰: کالا (یعنی ایسا مرد یا عورت جس کا نہ باب پہونچ دادا، نہ بیٹا، نہ پوتا ہے پڑپوتا، نہ پوتی نہ پڑپوتی) جب یہ فوت ہو جائے اور ماں کی طرف سے اس کا کوئی بھائی یا بہن ہوتا ہے تو وہوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تھائی ماں میں شریک ہوں گے۔

۱۱: و راثت جس کا حق ہوا سے دے دینا چاہیے یہ اللہ کا حکم ہے انکار کرنے والے اور اپنی مرضی سے تقسیم کرنے والے اللہ کے مجرم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّلِكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخَلُهُ جَنَّتُهُ إِنْ تَحْتَهَا الْأَكْنَهُ خَلِيدَيْنَ فِيهَا لَهُ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخَلُهُ نَارًا خَلِيدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝﴾

(۱۴ النساء: ۱۳ - ۱۴)

”یہ (تمام احکام) اللہ کی حدیں ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن میں نہیں بہرہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے نکل جائے گا اس کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہو گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص ستر سال تک نیک لوگوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے لیکن آخر میں جب وہ وصیت کرتا ہے تو وصیت میں ظلم سے کام لیتا ہے چنانچہ اس کے اس برے کام پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ جنم رسید ہو جاتا ہے اسی طرح ایک شخص ستر سال تک برے لوگوں جیسے عمل کرتا ہے لیکن آخر میں اپنی وصیت میں عدل سے کام لیتا ہے تو اس کے اس نیک عمل پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور یہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو یہ

فرمان باری تعالیٰ پڑھو: ﴿تَلَكَ حُمْدُودُ اللَّهُ طَ وَ مَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ يُدْخِلُهُ جَنَّةً تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ خَلِيلِينَ فِيهَا طَ وَ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۚ وَ مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ يَتَعَدَّ
حُمْدُودَهُ يُدْخِلُهُ نَارًا خَلِيلًا فِيهَا طَ وَ لَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝﴾ یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو شخص
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ (اللہ) اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا
جن کے نیچے سے نہیں بہری ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔
اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے نکل جائے گا اس کو اللہ
دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہو گا۔^①

۵: زمانہ جاہیت میں عرب لوگ وراثت میں صرف ان مردوں کو شامل کرتے تھے جو توار
چلانے کے قابل ہوتے تھے باقی سب اولاد چھوٹے بیٹے اور بیٹیاں محروم کر دیے جاتے
تھے لیکن اسلام نے سب کو وراثت میں شامل بھی کیا اور ان کے حقوق اور تقسیم میں عدل
کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

((إِعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ))

”اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو“

اور بیٹی اور بیٹے کی وراثت میں صحیح تقسیم بھی ذکر فرمادی، ہاں اگر مرد اپنی وراثت کو اس ڈر
سے کہ میرے مرنے کے بعد اولاد تقسیم میں عدل نہیں کرے گی تو خود تقسیم کر دے لیکن زندگی
میں اپنی جاسیداد کو تقسیم کرنا ہوتا اولاد میں برابری ہو گی یعنی بیٹی اور بیٹے کو حصہ برابر ملے گا۔ جیسا
کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں موجود ہے۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کا والد مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کے
پاس آیا اور بیان کیا:

((إِنِّي نَحَلَّتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا كَانَ لِي). فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلَّتُهُ مِثْلَ هَذَا؟ فَقَالَ: لَا. فَقَالَ رَسُولُ

① مسند أحمد : ۷۷۶۰ و إسناده ضعيف

اللَّهُ مَلِكُ الْمُكَبِّرِ فَإِنْ جَعْهُ ۝

”میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام کا عطیہ دیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تو نے اپنی تمام اولاد کو اس کی مثل عطیہ دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عطیہ اس لڑکے سے واپس لے۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے پسند ہے کہ تیری ساری اولاد تیری ایک جیسی فرمانبردار ہو۔ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ (عطیہ) درست نہیں۔“

ایک اور روایت میں ہے سیدنا نعمان بن بشیر ﷺ نے کہا مجھے میرے والد نے عطیہ دیا لیکن عمرہ بنت رواحہ ﷺ (میری ماں) نے کہا میں خوش نہیں جب تک کہ تو رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنائے چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بیان کیا: میں نے عمرہ بنت رواحہ کے پیٹ سے اپنے لڑکے (نعمان) کو عطیہ دیا ہے اور اے اللہ کے رسول! اس نے مجھے کہا: کہ میں آپ کو گواہ بناؤ۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا بھلا تو نے اپنی تمام اولاد کو اس طرح کا عطیہ دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ سے ڈردا اور اپنی اولاد میں برابری کا برداشت کرو۔ میرے والد (یہ سن کر) واپس چلے گئے اور عطیہ واپس لے لیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ ①

٦: تقسیم وراثت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی پر چند مشتمل چند احادیث مبارکہ:

(۱) اسامہ بن زید سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔“ ②

(۲) قرض کی ادائیگی اور وصیت اگر تھائی سے کم ہے تو اسے پورا کرنے کے بعد ہی وراثت کی تقسیم ہوگی۔ کیونکہ اگر میت پر قرض رہ گیا تو اللہ معاف نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ

① صحیح بخاری، الہبات، باب الہبة للولد (۲۵۸۶) و صحیح مسلم (۱۶۲۳)۔

② البخاری، الفرائض، باب لا يوث المسلم الكافر: ۶۷۶۴

جس نے قرض لینا تھا وہ معاف کر دے۔

سیدنا ابو ہریرہ رض نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعْلَقَةٌ بِدِينِهِ حَتَّىٰ يُقْضَى عَنْهُ))^①

”مؤمن کی جان اس کے قرضے کے بد لے لگی رہتی ہے جب تک کہ اس کی طرف سے ادا نہ کر دیا جائے۔“

(۳) سیدنا جابر رض سے مردی ہے کہ سعید بن رجع رض کی بیوی اپنی دو بیٹیاں جو سعد ہی سے تھیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ سعد، بن رجع کی دو بیٹیاں ہیں۔ ان کا باپ آپ کی معیت میں احمد کے میدان میں شہید ہو گیا ہے اور ان کے چچا نے ان کے مال کو لے لیا ہے اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا اور جب ان کے پاس مال نہیں ہو گا تو ان سے نکاح کون کرے گا؟ سیدنا جابر رض کہتے ہیں کہ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے سن کر فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمائے گا، تو راوی کہتے ہیں کہ اسی موقع پر (لڑکیوں کے) چچا کو حکم دیا کہ دونوں لڑکیوں کو دو تھائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور جو نجی جائے وہ تمہارے لیے ہے۔^②

(۴) سیدنا بریدہ رض کا بیان ہے کہ جب ماں نہ ہو تو رسول اللہ ﷺ نے جدہ (نانی اور دادی) کا چھٹا حصہ مقرر کیا ہے۔^③

(۵) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض کے پاس ایک بیٹی، پوتی اور بہن کا مسئلہ آیا تو انہوں نے کہا: ”میں اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا کہ بیٹی کو نصف ملے گا پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا تاکہ دو تھائی پورا ہو جائے اور باتی بہن کو نہ ملے گا۔“^④

① الترمذی، الجنائز، باب ما جاءَ أَنَّ نَفْسَ الْمُؤْمِنِ مُعْلَقَةٌ بِدِينِهِ حَتَّىٰ يُقْضَى عَنْهُ (۱۰۷۸)

② ابو داؤد، الفرائض، باب ما جاءَ فِي مِيراثِ الصَّلَبِ: ۲۸۹۱

③ ابو داؤد، الفرائض، باب فِي الْجَدَةِ: ۲۸۹۵

④ صحیح البخاری، الفرائض، باب میراث ابنة ابن مع ابنته: ۶۷۳۶

رسول اللہ ﷺ کا نافرمان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَعْصِي اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَلَّ حُدُودَهُ يُدْخَلُهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا سَوْلَةٌ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ (٤/ النساء)

”جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حد سے تجاوز کرے گا اللہ سے آگ میں داخل کرے گا، وہ ہمیشہ اس (جہنم) میں رہے گا اور اس کے لیے رسوائی و الاعداب ہے۔“

فواہد:

ا: رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنے والے اللہ کے مجرم ہیں پہلی قوموں میں سے اکثر کو عذاب انبیاء کی نافرمانی کی وجہ سے دیا گیا تھا، قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر اس کی صراحت کی گئی ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقُ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَكَبَّرُ عَنْ أَنْ يَرَىٰ سَيِّئِ الْمُؤْمِنِينَ تُؤْلِهِ مَا تَوَلَّ وَتُضْلِلُهُ جَهَنَّمُ طَوَّافَاتٌ مَصِيرًا﴾

(٤/ النساء: ١١٥)

”اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالف کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جہڑوہ چلتا ہے، ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کے نافرمان، گونگے بھرے جانوروں سے بھی زیادہ بدتر ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تُوكِلُوا عَنْهُ وَإِنَّمَا تَسْمَعُونَ﴾

وَلَا تَكُونُوا كَالْذِينَ قَاتُوا سَيِّعَنَا وَهُمْ لَا يُسْمَعُونَ ۚ إِنَّ شَرَّ الدَّوَافِتَ عِنْدَ اللَّهِ

الصَّفَرُ الْبَكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝ (الانفال : ۲۰ - ۲۲)

”اے ایمان والو خدا اور اسکے رسول کے حکم پر چلو اور اس سے روگردانی نہ کرو اور تم سنتے ہو۔ اور ان لوگوں جیسے نہ ہوتا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (خدا کا حکم) سن لیا مگر (حقیقت میں) وہ نہیں سنتے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدر تبرہرے اور گوئے وہ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔“

اللہ تعالیٰ نے نافرمان رسول ﷺ کے لئے عذاب الہی کی شدید و غیر معمولی سنتی ہے۔

﴿وَمَنْ يُشَاقِقَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ذَلِكُمْ فَدُوْقُوهُ وَأَئِ

لِكُفَّارِينَ عَذَابَ الظَّالِمِينَ ۝ (الانفال : ۱۳ - ۱۴)

”اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ مزہ چکھو اور یہ کہ کافروں کے لئے (آخرت میں) دوڑخ کا عذاب (بھی تیار) ہے۔“

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع نہ کرنے والا بہت بڑا گراہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةً إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمْ

الْخَيْرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۝ وَمَنْ يَعْصِي اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۝ (الاحزاب : ۳۶)

”اور کسی مومن مرد اور عورت کو اللہ اور اسکے رسول کے فرمان کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔“

اتباع سنت کی مخالف آفت یا عذاب الہی کا باعث بن سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَيَحْذِرُ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (النور : ۶۳)

”جو لوگ حکم رسول کی مخالف کرتے ہیں، انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ آپنچے۔“

نا فرمان روز قیامت حضرت و افسوس کریں گے۔ اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

(لَيَوْمَ تُقْلَبُ وُجُوهُهُمْ فِي الظَّارِيْرِ يَعْلَمُونَ يَلَمِّسُنَا أَطْعَنَا اللَّهُ وَ أَطْعَنَا الرَّسُولُكَ (۳۳) (الاحزاب ۶۶)

”اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلت کیے جائیں گے۔ تو حضرت و افسوس سے کہیں گے کہ کاش! ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔“

۱: سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری ساری امت جنت میں داخل ہو گی سوائے اس کے جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔“ (صحابہ کرام رض) نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔“ ①

۲: سیدنا عمرو بن اکوع رض سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ کر باعیں ہاتھ سے کھایا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: دامیں ہاتھ سے کھاؤ! اس نے کہا: اس کی میں طاقت نہیں رکھتا: آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے! اس کو دابنے ہاتھ کے ساتھ کھانے سے صرف تکبر نے روکا تھا لہذا اس کے بعد وہ اپنے دابنے ہاتھ کو منہ تک نہیں اٹھا سکا (یعنی اس کو طاقت نہ رہی)۔ ②

۳: آپ ﷺ کی اطاعت نہ کرنے والے کا آپ سے کچھ تعلق نہیں۔

سیدنا انس رض سے روایت ہے کہ تین آدمی نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رض میں سے

① صحیح بخاری، الاعتصام: باب الاقداء بسنن رسول اللہ ﷺ (۷۲۸۰)

② صحیح مسلم، الاشربة، بباب آداب الطعام والشراب واحکامہما (۲۰۲۱)

کسی کے گھر آئے اور ان سے نبی ﷺ کی عبادت سے متعلق دریافت کیا، جب ان کو (اس کی تفصیل بتائی گئی) تو گویا انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا نبی ﷺ سے کیا مقابلہ؟ آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے گئے ہیں (اس لیے ہمیں تو آپ سے زیادہ عبادت کرنے کی ضرورت ہے) چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: ”میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔“

دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ (نفلی) روزے رکھوں گا، کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا (رسول اللہ ﷺ کو جب علم ہوا تو) آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا: تم نے اس طرح کہا ہے؟ (جب اس کا جواب انہوں نے اثبات میں دیا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا سب سے زیادہ خوف دل میں رکھنے والا ہوں۔ لیکن میں روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں (رات) کونماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں (لہذا یہ سارے کام ہی میری سنت ہیں) اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ میں سے نہیں۔ (یعنی مجھ سے اس کا تعلق نہیں)“ ①



① صحیح بخاری ، النکاح :باب الترغیب فی النکاح (۵۰۶۳) وصحیح مسلم ، النکاح :باب استعباب النکاح لمن ثاقت نفسه الیه (۱۴۰۱) محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

زنا کار کی سزا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْقِنْ يَأْتِيْنَ الْفَاجِشَةَ مِنْ رَسَائِلِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ ۝
فَإِنْ شَهَدُوا فَقَاتِلُوكُمْ فِي الْبَيْتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّهُنَّ السَّوْنُ اُو يَجْعَلَ اللَّهُ
لَهُنَّ سَبِيلًا ۝ وَالَّذِينَ يَأْتِيْنَهَا مِنْكُمْ قَاتِلُوهُمْ ۝ فَإِنْ تَابُوا وَأَصْلَحُوا فَاعْغِضُوهُمْ
عَنْهُمْ ۝ إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَابًا تَعْيِيْسًا ۝﴾ (۱۵-۱۶ النساء:)

”مسلمانو! تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کا ارتکاب کر پہنچیں ان پر اپنے لوگوں
میں سے چار آدمیوں کی شہادت لو۔ اگر وہ (ان کی بدکاری کی) گواہی دیں تو ان
عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت ان کا تمام تمام کر دے یا اللہ ان
کے لیے کوئی اور سنبھل (پیدا) کر دے۔ اور جو دو مرد تم میں سے بدکاری کریں تو
آن کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو ان کا چیچا چھوڑ دو یہ نکل اللہ
تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا (اور) مہربان ہی۔“

فواہد:

۱: ابتداء میں یہ حکم تھا کہ زنا کار مرد ہو یا عورت گواہوں سے ثابت ہو جائے تو انھیں عمر بھر
گھر میں قید رکھو، مگر جلد ہی یہ سزا ختم ہو گئی۔ سیدنا عبادہ بن صامت رض بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا:

مجھ سے احکام سیکھ لو! مجھ سے (دین) سیکھ لو! (مجھ سے احکام دین) سیکھ لو! اللہ تعالیٰ نے
عورتوں کے لیے سنبھل پیدا کر دی ہے کہ گنوار امرد کنواری عورت کے ساتھ بدکاری کر کے تو اس
کی سزا کوڑے در ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ اور شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ

بدکاری کرے تو ان میں سے ہر ایک کے لیے سوکوڑے اور جرم کی سزا ہے۔^۱
۲: اور یہ سب کچھ اعتراف یا گواہوں کی شہادت پر ہو گا اگر کسی نے بہتان لگایا ہو تو بہتان ثابت ہونے پر وہ مجرم ٹھہرایا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَدَمْعَةٍ شَهَادَةٍ فَاجْلِدُوهُمْ قَتْنَيْنَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبِلُوا أَهْمَمْ شَهَادَةً أَبْدَأْعَ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَسِقُونَ ﴾

(۲۴/ النور : ۴)

”اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر بدکاری کا الزام لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لاسکیں تو ان کو اسی کوڑے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی فاسق ہیں۔“

۳: زنا کا مرد ہو یا عورت حرام فعل کے شرعی طور پر سزا کے مستحق ہیں زانی مرد ہو یا عورت اگر غیر شادی شدہ ہو تو اسلام نے حد سوکوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی مقرر کی ہے اور اگر زانی مرد اور عورت شادی شدہ ہوں تو ان کی سزا رجم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الْزَانِيَةُ وَالْزَانِيُّ فَاجْلِدُوْا مُكْلَّفَيْنِ وَاحْدَى فَمُنْهَمَّا مِنَاقَةً جَلْدَةً صَوْرَةً ﴾

(۲۴/ النور : ۲)

”زنا کا مرد و عورت ہر ایک کو سوکوڑے لگاو۔“

سیدنا عبادہ بن صامت رض کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کنوارہ لڑکا کنواری لڑکی سے زنا کرے تو ان کی سزا سوکوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اگر شادی شدہ عورت کے ساتھ شادی شدہ مرد زنا کرے تو اس کی سزا سوکوڑے اور رجم ہے۔“^۲

لواطت بھی زنا کی قسم ہے سیدنا ابن عباس رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:

۱ مسلم، الحدود، باب حد الزنى: (۱۶۹۰)

۲ مسلم، الحدود، باب حد الزنا (۱۶۹۰) و ابو داؤد (۴۴۱۵) ترمذی (۱۴۳۴)

((مَنْ وَجَدَ ثُمَّوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمٍ لُّوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ
وَالْمَفْعُولَ بِهِ)) ۱

”جسے تم قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤں کے فاعل اور مفعول دونوں کو قتل
کر دو۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں کو قتل کر دو خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔ ۲

نوٹ: قتل اور دیگر حدود کا نفاذ اسلامی حکومت کا کام ہے ہر آدمی اٹھ کر قتل نہیں
کر سکتا۔

۳: ایسے آدمی اور عورت کو عار نہیں دلانی چاہیے جو اپنے گناہ کی سزا لے چکے ہوں۔ رسول
الله ﷺ نے فرمایا:

”جب تم میں سے کسی کی لوٹی بدکاری کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو وہ
اسے حداگئے اور پھر اسے عار نہ دلائے۔“ ۴

سیدنا سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ
نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر عرض کی:

”اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے پاک کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لیے
ہلاکت ہوا پس جا! اللہ سے معافی مانگ اور اس کی طرف رجوع کر۔ تو وہ تھوڑی
دور ہی جا کر لوت آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے پاک کر دیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہلاکت ہوتیرے لیے۔ لوت جا اللہ سے معافی مانگ اور
اس کی طرف رجوع کر۔ وہ تھوڑی دور جا کر لوتا پھر آ کر عرض کی: اے اللہ کے
رسول ﷺ! مجھے پاک کریں۔“

۱ ابن ماجہ، الحدود، باب من عمل قوم لوط (۲۵۶۱) ترمذی (۱۴۵۶) وابن داود (۴۴۶۲) وصحیح ابو داود (۳۷۴۵)

۲ صحیح ابن ماجہ، الحدود، باب رجم اليهود (۲۵۷۶)

۳ بخاری، البيوع، باب بيع العذر: ۲۲۳۴

تو نبی کریم ﷺ نے اسی طرح فرمایا یہاں تک کہ چوتھی دفعہ اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے کس بارے میں پاک کرو؟ اس نے عرض کیا زنا سے تور رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا یہ دیوانہ ہے؟ تو آپ ﷺ کو خبر دی گئی کہ وہ دیوانہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس نے شراب پی ہے؟ تو ایک آدمی نے اٹھ کر اسے سونگھا اور اس سے شراب کی بدبو نہ پائی! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے زنا کیا؟ اس نے کہا ہاں۔ لہذا آپ ﷺ کے حکم پر اسے رجم کیا گیا اور لوگ اس کے بارے میں دو گروہوں میں بٹ گئے۔ کسی نے کہا: کہ یہ ہلاک ہو گیا اور اس کے گناہ نے اسے گھیر لیا اور کوئی کہنے لگا کہ ”ماعز کی توبہ سے افضل کوئی توبہ نہیں۔“ (کیونکہ) اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لا یا گیا اس نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ پر رکھ کر عرض کیا: ”مجھے پتھروں سے قتل کر دیں۔“ لہذا صحابہ کرام ﷺ دو تین دن یہی مختلف باتیں کرتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ صحابہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ سلام کہہ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ماعز بن مالک ﷺ کے لیے بخشش مانگو! صحابہ ﷺ نے عرض کیا: اللہ نے ماعز بن مالک ﷺ کو معاف کر دیا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَّوْ قُسِّمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوْ سِعْتُهُمْ))

”کہ انہوں نے اسکی خالص توبہ کی ہے کہ اگر اس کو امت میں تقسیم کر دیا جاتا تو ان سب کے لیے کافی ہو جاتی۔“

اسی طرح ایک غلامی عورت نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اعتراف گناہ کیا اس کا واقعہ بھی گزشتہ طویل حدیث کے آخر میں مذکور ہے۔ الغرض! جب اس عورت کو رجم کیا گیا تو دوران

رجم:

((فَيَقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمَى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ
عَلَى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَبَّهُ إِيَّاهَا فَقَالَ مَهْلَكًا يَا خَالِدُ فُوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ
تَوْبَةً لَّوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَنْكِسٍ لَغُفْرَةُ اللَّهِ ثُمَّ أَمْرَ بِهَا فَصَلَّى))

علیکمَا وَدُفِنَت)) ①

”خالد بن ولید رض نے آکر اس کے سر پر ایک پھر مارا تو خون کی دھار خالد رض کے چہرے پر آپزدی اور انہوں نے اسے برا بھلا کہا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس برقی بات کو سنا تو روکتے ہوئے فرمایا: اے خالد یقیناً اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقیناً اس نے اسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز شکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اسے معاف کر دیا جاتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جنازہ ادا کر کے اسے دفن کرو یا گیا۔“



توبہ کب قبول ہوتی ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ يَلْتَدِينَ يَعْمَلُونَ الشَّرَّ وَجْهَهَا كَلَّهُ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ طَ وَ كَانَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا حَكِيمًا ۝ وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَقًّي إِذَا حَضَرَ أَحَدُهُمُ الْمَوْتَ قَالَ إِنِّي تَبَّعْتُ إِلَفَنَ وَ لَا إِلَزِينَ يَمْوُلُونَ وَ هُمْ لِقَارُطٌ أُولَئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝﴾ (النساء : ۱۷ - ۱۸)

”اللہ انہیں لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے بڑی حرکت کر بیٹھتے ہیں پھر جلدی توبہ کر لیتے ہیں پس ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) بڑے کام کرتے رہے یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے تو کہنے لگے: کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مر جائیں۔ ایسے لوگوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

فواہد:

: توبہ صرف اس کی قبول ہوتی ہے جو جہالت سے برائی کر بیٹھے اور معلوم ہونے کے بعد شرمندگی اور ندامت کے ساتھ اللہ کے حضور بخشش مانگ لے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفِرُوا﴾

لِلَّذِينَ تُوبُهُمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ هُوَ أَكْبَرُ وَلَمْ يُصْرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٣﴾ (آل عمران: ۸۳)

”اور وہ لوگ جو اگر کوئی بے حیاتی کر لیں یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔“

۲: ان لوگوں کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا جو قرب الموت توبہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرعون کو جب ذوبت ہوئے موت نظر آنے لگی تو کہنے لگا: میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لاتا ہوں لیکن اس وقت توبہ کرنے کا اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّا رَأَوْا بَاسَنَا قَالُوا أَمَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفُرُنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿٦﴾
فَلَمْ يَكُنْ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَيْنَا رَأَوْا بَاسَنَا طَسْتَ اللَّهُ أَلَّا يُقْدِرُ كُلُّ فِي
عَبَادَةٍ وَحَسِيرٌ هُنَالِكَ الْكُفَّارُونَ ﴿٧﴾ (المومن: ۴۰ - ۸۴)

”پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، تو کہنے لگے: ہم اللہ واحد پر ایمان لائے اور جس چیز کو اس کے ساتھ شریک بناتے تھے اس سے ہم نے انکار کیا۔ لیکن جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکے (اس وقت) ان کے ایمان نے ان کو کچھ فاہ نہ دیا (یہ) اللہ کی عادت ہے) جو اس کے بندوں (کے بارے) میں چلی آتی ہے اور وہاں کافر خسارے میں پڑ گئے۔“

اور مزید فرمایا:

﴿هَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيهِمُ الْمُلَّٰٰكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ الْيَتَامَىٰ
رَبِّكَ طَيْمَرٌ يَأْتِيَ بَعْضُ الْيَتَامَىٰ رَبِّكَ لَا يَنْقُضُ نَفْسًا إِيمَانَهُ لَمْ تَكُنْ أَمْنَتْ مِنْ
قَبْلٍ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانَهَا خَيْرًا طَقْلٌ اتَّتَّهُرُوا إِنَّا مُنْتَهِيَرُونَ ﴿٨﴾

(الانعام: ۱۵۸)

”یہ اس کے سوا اور کس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا خود تمہارا رب آئے یا تمہارے رب کی کچھ نشانیاں آئیں؟ (مگر) جس روز تمہارے رب کی کچھ نشانیاں آ جائیں گی تو جو شخص پہلے ایمان نہیں لایا ہو گا اس وقت اسے ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دے گایا اپنے ایمان (کی حالت) میں نیک عمل نہیں کئے ہوں گے (تو گناہوں سے توبہ کرنا مفید نہ ہو گا)۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ يَقْبُلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرِّ غَرِيرًا)) ①

”الله تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کو اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک موت کے وقت روح حلق تک نہ پہنچ جائے۔“



① الترمذی، الدعوات، باب أَنَّ اللَّهَ يَقْبُلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرِّ غَرِيرًا (۳۵۳۷).

حرمات نکاح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ أَبَاءُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ طَإِنَّهُ كَانَ فَاجِشَةً وَ مَفْتَالَطَ وَ سَاءَ سَبِيلًا ۖ حُرْمَتْ عَلَيْكُمْ أَمْهَلُكُمْ وَ بَنِتُكُمْ وَ أَخْوَاتُكُمْ وَ عَمْلُكُمْ وَ خَلْثُكُمْ وَ بَنْتُ الْأَخِ وَ بَنْتُ الْأُخْتِ وَ أَمْهَلُكُمْ الَّتِي فِي أَرْضَعْنُكُمْ وَ أَخْوَاتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ أَمْهَلُتْ نِسَلِكُمْ وَ رَبَّا يَبْلُكُمُ الَّتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِسَلِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۖ فَإِنْ لَمْ تَلْكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۝ وَ حَلَّلُبُلُ أَهْنَالِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَاكُمْ ۝ وَ أَنْ تَجْمِعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ طَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفْوًا عَجِيْمًا ۝﴾

(۴/ النساء: ۲۲-۲۳)

”اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح مت کرنا مگر (جاہلیت میں) جو ہو چکا (سو ہو چکا) یہ نہایت بے حیائی اور (اللہ کی) ناپسندیدہ بات اور بہت برا دستور تھا۔ تم پر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، وہ ماکیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو، رضائی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی ماکیں حرام کر دی گئی ہیں اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو ان کی لڑکیاں جن کی تم پر دروش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر ان کے ساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو (ان کی لڑکیوں کی ساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے صلیبی بیٹوں کی عورتیں بھی اور دو بہنوں سے ایک ساتھ (نکاح) کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بیشک اللہ

بخشنے والا (اور) رحم والا ہے۔“

فوائد:

۱: مذکورہ بالا آیات میں ان خواتین کا ذکر ہے جن سے آدمی نکاح نہیں کر سکتا۔

۱۔ باب کی منکوحة ۲۔ سگی ماں (دادی، نانی) ۳۔ بیٹی (پوتی، پڑپوتی)

۴۔ بہن ۵۔ پھوپھی ۶۔ خالہ

۷۔ بھتیجی ۸۔ بھائی ماں ۹۔ رضائی ماں

۱۰۔ رضائی بہن ۱۱۔ ساس

۱۲۔ بیوی کی بیٹی (پہلے خاوند سے اگر بیوی سے صحبت ہو جکی ہو)

۱۳۔ صلبی بیٹی کی بیوی (بہو) ۱۴۔ دو بہنوں کو جمع کرنا

۱۵۔ پھوپھی اور بھتیجی کو جمع کرنا اور خالہ اور بھائی کو جمع کرنا

۲: باپ کی بیوی اگر آدمی کی ماں نہ بھی ہو تو باپ کی وفات کے بعد اس کے ادب و احترام

میں اس سے نکاح کرنا حرام ہے کیونکہ وہ اس کی ماں کے درجہ میں ہے۔ سیدنا براء بن

عازب رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ایک شخص کی طرف بھیجا جس نے

اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا کہ قتل کر دو اور اس کے مال

کو چھین لو۔ ①

محرمات سے نکاح کرنا زنا کے مترادف ہے اسی لیے آیت مبارکہ میں اسے کھلی فاشی کہا

گیا ہے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے زنا کو فاشی سے تعبیر کیا ہے ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقْرِبُوا إِلَيْنَا كَمَّا كَانَ فَاجْتَهَّ مَطْوَأَ سَيِّلًا﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل: ۳۲)

”اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کرو وہ بے حیائی اور بری را ہے۔“

۳: آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی پھر رضائی پھر سرایی محرمات کو بیان فرمایا ہے،

① أبو داؤد، الحدود، باب فی الرجول بیزنی بحریمه: (۴۴۵۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رضائی رشتہ داروں میں بھی اسی طرح حرمت ہے جیسا کہ جبی رشتہوں میں۔ سیدہ عائشہؓ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوَلَادَةِ))^۱

”رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔“

اگرچہ حقیقی والدہ سے حسن سلوک، ان کی خدمت اور ان کی اطاعت فرمانبرداری کا آپ ﷺ کو موقع نہیں ملا لیکن اپنی رضائی ماں حلیمه سعدیہ کا آپ ﷺ، بہت زیادہ احترام کیا کرتے تھے۔

جب آپ ﷺ کی شادی سیدہ خدیجہؓ سے ہوئی تو حلیمه سعدیہ طویل عرصہ بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے علاقے میں خشک سالی کی وجہ سے فصلیں تباہ ہو چکی تھیں۔ مویشی مرچکے تھے۔ اس ناگفتہ بہ صورت حال سے سیدہ حلیمه سعدیہؓ نے رسول اکرم ﷺ کو آگاہ کیا: تو آپ ﷺ نے اپنی بیوی سیدہ خدیجہؓ سے بات کی، انہوں نے چالیس بکریاں اور سواری کے لیے اونٹ انھیں دیے تو وہ خوش ہو کر اپنے گھر واپس چل گئیں۔^۲ اسی طرح بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی اس رضائی ماں کا احترام اس قدر فرماتے کہ جب وہ آتیں تو سارے کام چھوڑ دیتے، اپنی کالی کملی کندھوں سے اتار کر زمین پر بچھا دیتے بڑی عزت و احترام سے پیش آتے، لوگ سوال کرتے یہ بڑی عورت کون ہے؟ تو بتایا جاتا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی رضائی ماں حلیمه سعدیہؓ ہے۔^۳

: رہبیہ: اس لڑکی کو کہتے ہیں جو عورت اپنے پہلے خاوند سے لے کر آئے۔ اگر اس عورت سے آدمی نے صحبت نہیں کی اور پہلے ہی طلاق دے دی تو اس آدمی اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اگر صحبت کر لی تو پھر اس کی بیٹی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کے گھر بھی

^۱ البخاری، النکاح، باب أمهانکم اللاتی أرضعنکم..... (۵۰۹۹) و مسلم: (۱۴۴۴)

^۲ طبقات ابن سعد ۱/ ۱۱۴-۱۱۲.

^۳ مجمع الرواائد: (۱۵۴۱۳)، فیہ ضعف

ابوسلمہ کی بیٹی زینب رض بیبیہ بن کر آئی تھی آپ ﷺ اس کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ایک دن سیدہ ام حبیبہ رض نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ میری بہن ابوسفیان کی بیٹی عزہ سے نکاح کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، مگر میں ایسے بھی اکیلی نہیں ہوں (آپ کی اور بیویاں بھی تو ہیں) دراصل میں اس بات کو پسند کرتی ہوں کہ خیر و بخلائی میں میرے ساتھ جو شریک ہو وہ میری بہن ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مگر وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔“

انہوں نے کہا کہ یہ میں نے اس لیے کہا تھا کہ ہم نے ساتھا کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی (درہ) سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا: ام سلمہ کی بیٹی (درہ) سے؟ عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ میری زیر پرورش (ربیبہ) نہ ہو تو پھر بھی میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے، مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلا یا تھا لہذا اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو میرے نکاح کے لیے پیش نہ کیا کرو۔^①

۵: دو بہنوں اور پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھائی کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا حرام ہے البتہ ایک کی وفات کے بعد دوسری سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی پر نکاح کیا جائے یا پھوپھی سے اس کی بھتیجی پر نکاح کیا جائے یا کسی عورت سے اس کی خالہ پر نکاح کیا جائے یا خالہ سے اس کی بھائی بھتیجی پر نکاح کیا جائے یعنی بڑی پر چھوٹی سے نکاح کیا جائے اور نہ چھوٹی پر بڑی سے نکاح کیا جائے۔^②

سیدنا فیروز دیلی رض سے مروی ہے کہ جب میں مسلمان ہوا تو میری دو بیویاں تھیں اور وہ آپ سی میں بہنیں تھیں بھی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا:

”ان میں سے جس ایک کو تم چاہو طلاق دے دو۔“^③

^① البخاری، النکاح، باب أمهاتکم اللاتی أرضعنکم.....: (۵۱۰۱) و مسلم: (۱۴۴۹)

^② أبو داود، النکاح، باب ما يكره أن يجمع بينهن من النساء: (۲۰۶۵)

^③ الترمذی، النکاح، باب ما جاء فی الرجل یسلم وعنده اختنان: (۱۱۲۹)

اللہ بندے کے ساتھ ہمیشہ آسانی والا معاملہ کرتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخْفِفَ عَنْكُمْ حَوْلَ حَقِيقَ الْإِنْسَانِ ضَعْفَيْنِ﴾

(النساء: ۲۸)

”اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلاک کرے اور انسان (طبعاً) کمزور پیدا کیا گیا ہے۔“

فواہد:

۱: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی فطرتی کمزوری کا خیال رکھ کر اس سے مشقت کو دور فرمایا ہے اور ہمیشہ آسانی کی طرف را ہنسائی کی ہے اور آسانی والے کاموں کا ہی اسے مکلف بنایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (۱۸۵ البقرة: ۲)

”اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتے ہیں اور وہ تمہارے ساتھ تنگی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔“

سیدنا انس رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا)) ①

”آسانی کر دیجئی نہ کرو خوبخبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔“

۲: دین اسلام خود سراپا آسانی ہے اور دوسروں کو آسانی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

① بخاری، العلم، باب ما كان النبي يتغولهم بالموعظة (۶۹)

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ط﴾ (۷۸ / الحج : ۲۲)

”اور اللہ تعالیٰ نے دین میں تمہارے لیے کوئی سُکنی نہیں رکھی۔“

سیدنا ابو ہریرہ رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴾إِنَّ الدِّينَ يُسْتَرُ﴾^۱

”دین تو سرا اسی کا نام ہے۔“

گویا اسلام سُکنی، تکلیف اور حرج کو دور کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قُدْس﴾ (۲ / البقرة : ۲۵۶)

”دین میں کوئی زبردستی (سُکنی) نہیں ہے۔“

۳: آسانی چاہتے ہو تو سب کے لیے آسانی پیدا کرو۔

سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴾مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبَ الدُّنْيَا ، نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ يَسَرَ عَلَى مُغْسِرٍ يَسَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْأُخْرَةِ﴾^۲

”جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دو رکی اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف دو فرمادے گا جس نے کسی نگ دست پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا۔“

۴: رسول اللہ نے بھی ہمیشہ مشقت کے مقابلے میں آسانی کو پسند فرمایا اور دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کا حکم دیا۔

نبی کریم ﷺ کی بھی عادت مبارکہ تھی اگر کسی معاملہ میں آپ کو آسانی دی جاتی تو

آپ ﷺ اس کو اپانتے اور مشقت کو چھوڑ دیتے۔

۱ بخاری، الإيمان (۳۹).

۲ صحيح مسلم، الدعوات، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن۔ الح (۲۶۹۹).

جیسا کہ سیدہ عائشہؓؑ بیان کرتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کام کے اختیار کرنے کے لیے کہا جاتا تو آپ ﷺ نے ان میں سے زیادہ آسان کام کو اختیار کیا، بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوتا اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کی بنابر کسی معاملے میں بھی انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کو توڑا جا رہا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے۔“ ①

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے دین سراپا آسانی ہے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْنَا مُعَتَنِّا وَلَا مُتَعَنِّتا وَلَكِنْ بَعَثَنَا مُعَلِّمًا مُّسَيِّرًا)) ②

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں پر سختی کرنے والا، عیب چین بنا کرنہیں بھیجا بلکہ مجھے آسانی کرنے والا معلم بنا کر بھیجا ہے۔“

۵: آپ ﷺ صحابہ کرام ﷺ کو بھی اس کی تلقین کرتے اور فرماتے تم درود کے ساتھ زمزماز اور آسانیاں پیدا کرنے والے بنو۔

سیدنا ابو ہریرہؓؑ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ انھ کراس کی طرف ڈالئے اور ملامت کرنے کے لیے آئے تبی ﷺ نے فرمایا:

”اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب (والی جگہ) پر پانی کا ایک ڈول بھاڑو۔“

((فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُّسَيِّرِينَ وَلَمْ تُبَعَثُوا مُعَسِّرِينَ)) ③

”کیوں کہ تمہیں تو صرف آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، سختی کرنے والا بنا

① مسلم، الفضائل، باب مباعدته لللائم واختياره (۲۳۲۷)

② مسلم، الطلاق، باب بیانِ أن تغیر امراته لا يكون طلاقاً إلا بالنية (۱۴۷۸)

③ بخاری، الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد (۲۲۰)

کرنے پس بھیجا گیا۔“

۶: دوسروں پر آسانی پیدا کرنے والا اپنے اسی عمل سے جنت میں چلا گیا۔ سیدنا حذیفہ رض فرماتے ہیں کہ دوستِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسالہ وآلہ وسالہ نے ارشاد فرمایا: پہلے زمانہ کے ایک شخص کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا میت سے پوچھا گیا:

((هَلْ عِمِّلْتَ مِنْ خَيْرٍ))

”کیا تو نے زندگی بھر کوئی نیک عمل بھی کیا تھا؟“

اس نے کہا: مجھے تو اپنا کوئی نیک عمل نظر نہیں آتا۔ اسے کہا گیا، سوچ لے۔ چنانچہ اس نے سوچ کر کہا کہ مجھے اور تو کوئی نیکی نظر نہیں آ رہی البتہ یہ ہے کہ میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا اور میں اپنی رقم کا مطالبة کرتا (اگر اس کے پاس میے نہیں ہوتے تھے تو) اگر وہ شخص مال دار ہوتا تو اسے مہلت دے دیا کرتا تھا اور اگر وہ غریب ہوتا تھا تو اسے معاف کر دیا کرتا تھا۔ اللہ نے فرمایا: ”تو بندہ ہو کر معاف کرتا رہا تو میں رب ہو کر مجھے معاف کیوں نہ کر دوں۔“

((فَادْخُلُهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ)) ①

”پھر اللہ نے اسے معافی دے کر جنت میں داخل کر دیا۔“

محبوب اور تنگ دست آدمی سے نرمی اور اسے آسانی تک مہلت دینا بہت بڑا صدقہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةً فَنَظِرْهُ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدِّقَا حَبْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ②)) (۲۸۰: البقرة)

”اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو (اُسے) وسعت (کے حاصل ہونے تک) مہلت (دو) اور اگر (زیر قرض) بخش ہی دو تو تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے اگر تم جان لو۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالہ وآلہ وسالہ نے فرمایا:

① بخاری، احادیث، الانباء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل (۳۴۵۱)

((مَنْ أَنْظَرَ مُغْسِرًا فَلَهُ كُلُّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةً)) ①

”جس نے کسی سگ دست کو مہلت دی اسے ہر دن کے بد لے اس کی رقم کی مش
صدقہ کرنے کا اجر ملے گا۔“



① مسند أحمد (۵/۳۶۰) والحاکم (۲۹/۲) صحيح

حرام طریقے سے مال نہ کھاؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ بَهْنَلْمٌ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَفْتَأِلُوا أَنفَسَكُمْ لِإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ تَحِيمًا ۝ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ عَدُوًا لَّهُ ۝ فَلْمَّا قَسَوْتُمُ الْصَّلِيبَيْوْ نَازَطْ ۝ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝﴾ (٤ / النساء: ٢٩ - ٣٠)

”مومنو! ایک دوسرے کا مال ناچن نہ کھاؤ۔ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کالین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ بھٹک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔ اور جو تدبی و ظلم سے ایسا کرے گا ہم اس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔“

فواہد:

۱: آیت مبارکہ میں ایک تو حرام طریقوں سے ایک دوسرے کا مال کھانے سے روکا گیا ہے اور تجارت کی ترغیب دلائی گئی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُكُلُّوْ مَا رَزَقْنَلْمُ وَأَشْكُرُوا لِيَلَوْ إِن كُنْتُمْ إِيمَانُهُ تَعْبُدُوْنَ ۝﴾ (٢ / البقرة: ١٧٢)

”اے اہل ایمان! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں ان کو کھاؤ اور اگر اللہ ہی کے بندے ہو تو اس (کی نعمتوں) کا شکر بھی ادا کرو۔“

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حلال کھانے کا حکم دیا ہے یعنی اس میں حرام سے بچنے کا حکم شامل ہے بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا، ”جو حرام کھاتا ہے اللہ سے جنت میں داخل نہیں کرے گا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدُ غُذِيَ بِحَرَامٍ)) ①

”جنت میں وہ جسم داخل نہیں ہو گا جسے حرام کی غذا دی گئی۔“

جب رزق حلال کمانے اور کھانے کا حکم ہے تو پھر ہمیں اپنے ذرائع معاش اور رزق حاصل کرنے کے طریقے کو دیکھنا چاہیے کہ کہیں وہ حرام تو نہیں کیونکہ حرام سے دیا صدقہ قبول نہیں ہوتا اور حرام سے بلا جسم جنت میں نہیں جائے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمان ہے:

((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، لَا يَبْالِي الْمَرءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمْنٌ
الْحَلَالُ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ)) ②

”لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ آدمی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے کس طریقے سے کمایا، حلال طریقے سے، یا حرام طریقے سے۔“

۲: تجارت کو اپناؤ اور رزق حلال کما کر کھاؤ۔

بہترین کمائی انسان کے ہاتھ کی کمائی ہے جسے وہ محنت، مزدوری اور تجارت کے ساتھ کھاتا ہے۔

سیدنا مقدم ارضیہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدِيهِ

وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّوْ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلٍ يَدِيهِ)) ③

”کسی انسان نے اس آدمی سے بہتر روزی نہیں کھائی جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے اللہ کے نبی داؤد ﷺ بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھاتے تھے۔“

رسول اللہ ﷺ خود ایک بہترین تاجر تھے جب تک نبوت کی ذمہ داری نہ سونپی گئی اس وقت تک تجارت کے پیشہ کو اختیار کیے رکھا اسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ،

① البهقی، فی شعب الإيمان، (۵۷۰۹) وصحیح الترغیب والترہیب (۱۷۳۰)

② بخاری، البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال (۲۰۵۹).

③ بخاری، البيوع، باب كسب الرجل وعمل بيده (۲۰۷۲)

عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه اور دیگر صحابہ اور صاحبین اسی پیشہ کو اپنائے ہوئے تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ اسی کی تلقین کرتے تھے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک انصاری صحابی رسول پیالہ رضي الله عنه سے کچھ مانگنے آیا تو آپ ﷺ نے اس سے اس کے گھر میوسامان (ایک ناث اور ایک پیالہ) منگوا کر اسے دو درہم میں فروخت کر دیا پھر وہ درہم اسے دے کر کہا جاؤ ایک درہم سے کھانا خرید کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس آؤ (کچھ دیر بعد) وہ کلہاڑا لے آیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس میں لکڑی کا دستہ ٹھوٹ دیا اور انصاری سے کہا جاؤ اس سے لکڑیاں کاٹو اور لے جا کر بازار میں بیچو اور پندرہ دن تک میں تجھے (ماںگتا ہوا ادھر) نہ دیکھوں وہ آدمی (جنگل کی طرف) چلا گیا وہ (روزانہ) لکڑیاں کاٹتا اور انھیں لے جا کر (بازار میں) بیچ دیتا پھر جب وہ واپس آیا تو اس نے دس درہم کمایا یہ تھے وہ بازار گیا اور اس نے کچھ درہموں سے انواع خرید لیا اور کچھ سے کپڑا، پھر آپ ﷺ نے (اسے مخاطب کر کے) فرمایا:

”یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تو روز قیامت اس حالت میں آئے کہ یہ سوال تیری پیشانی پر داغ بنا ہوا ہو۔“ ١

۳: اپنے آپ کو قتل مت کرو۔ سے مراد ایک تو یہ ہے کہ باہم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو اور دوسرے مفہوم یہ ہے کہ خود کشی مت کرو۔

سیدنا عمر و بن عاصی رضي الله عنه سے مروی ہے:

”مجھے غزوہ ذات السالسل میں ایک ٹھنڈی رات میں احتلام ہو گیا مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ اگر میں نے ٹھنڈے پانی سے غسل کر لیا تو میں ہلاک ہو جاؤ گا تو میں نے تمیم کر کے ساتھیوں کو نماز فجر پڑھا دی (میرے ساتھیوں نے) رسول اللہ ﷺ

١ جامع الترمذی، (۶۰۳) ابن ماجہ (۲۱۹۸) احمد (۱۱۴/ ۳) صحيح الترغیب والترہیب (۸۳۴)

کو یہ سارا معاملہ بتایا..... تو آپ ﷺ نے کچھ نہیں کہا۔^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص کسی ہتھیار سے خود کشی کرے تو جہنم میں وہ ہتھیار اس شخص کے ہاتھ میں ہو گا اور اس ہتھیار سے جہنم میں وہ شخص خود کو ہمیشہ زخمی کرتا رہے گا اور جو شخص زہر سے خود کشی کرتا ہے وہ جہنم میں ہمیشہ زہر کھاتا رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے گر کر خود کشی کرے گا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ پہاڑ سے گرتا رہے گا۔“^②

ایک مہاجر صحابی رسول ﷺ نے تکلیف کی وجہ سے انگلیاں جوڑوں سے کاٹ دیں۔ خون بہہ لکلا، اس سے موت واقع ہو گئی۔ بعد میں ان کے دوست طفیل دوسری جنگ سے بحال خواب ملاقات ہوئی۔ دریافت کیا کیا حال ہے؟ کہا میری ہجرت کی وجہ سے اللہ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ کہا ہاتھ کیوں ڈھانپ رکھا ہے؟ کہا رب نے فرمایا: اس فعل کا ارتکاب چونکہ تو نے کیا ہے لہذا اسے خود ہی درست کرو۔ نبی ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو فرمایا: اللہُمَّ وَلِيَكَذِيرَهُ فَاغْفِرْ^③“ اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی معاف فرم۔^④



① سنن ابن داؤد، الطیهارة، باب اذا خاف الجنب، (۳۳۴)

② صحيح مسلم، كتاب الایمان، بيان غلط تحريم قتل الانسان نفسه، (۱۰۹)

③ صحيح مسلم، الایمان، الدليل على ان قاتل نفسه، (۱۱۶).

کبیرہ گناہوں سے بچو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ يَعْتَذِرُونَ كَثِيرًا مَا تُتْهِنُونَ عَنْهُ لِكُفْرِ عَنْكُمْ سَيِّئَاتُكُمْ وَنُذَخِّلُكُمْ مُّدْخَلًا كَوْنِيًّا﴾ (۳۱/ النساء: ۴)

”اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب کرو گے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے۔“

نوائندہ:

۱: کبیرہ گناہ وہ ہیں جن کے متعلق شریعت نے واضح جہنم کی دعید سنائی ہو یا اللہ تعالیٰ کے غضب کا بتایا ہو یا شریعت میں اس گناہ کی کوئی حد ہو اور سینات وہ گناہ ہیں جن سے شریعت نے صرف منع کیا ہو۔ کبیرہ گناہوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا بھی ہے اور مونوں کی صفت بھی ذکر فرمائی کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں قرآن مجید میں چند مقامات ملاحظہ فرمائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْآثَمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴾

(۴۲/ الشوری: ۳۷)

”اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی بالوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔“

﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْآثَمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَّا طَ ائِنْ رَبَّكَ وَاسْعَ طَ الْمُخْفَرَقَ طَ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذَا أَشَأْتُمْ مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذَا أَنْتُمْ أَهْجَأْتُمْ فِي بُطُونِ

أَمْهِتُكُمْ ۝ فَلَا تُزَكُوا أَفْسُكُمْ ۝ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى ۝ ﴿٦﴾

(النجم: ۵۲)

”جو صغیرہ گناہوں کے سوابڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں بیشک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تم کوئی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماڈل کے پیٹ میں بنچے تھے تو اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتا وہ پرہیزگار ہے وہ اس سے خوب والق ہے۔“

۲: چند کبیرہ گناہ جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتُلُّ مَا حَرَمَ رَبِّكُمْ عَلَيْكُمْ إِلَّا شُكُورُوا بِهِ شَيْئًا وَ إِلَوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۝ وَ لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ ۝ تَنْهُنُ نَرْذِكُمْ وَ إِنَّا هُمْ ۝ وَ لَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۝ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْعَيْنِ ۝ طَذِيلَكُمْ وَ ضَسْكُمْ بِهِ تَعْلَمُمْ تَعْقِلُونَ ۝ وَ لَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتَيمِ إِلَّا بِالْيَقِينِ ۝ هِيَ أَخْسَنُ حَثْيَ يَبْلُغُ أَشْدَدَهُ ۝ وَ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيزَانَ بِالْقُسْطِ ۝ لَا تَكْلِفُ نَفْسًا إِلَّا وَسْعَهَا ۝ وَ إِذَا قُلْتُمْ فَاعْدُلُوا وَ لَوْ كَانَ ذَاقُرْبَى ۝ وَ بِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا طَذِيلَكُمْ وَ ضَسْكُمْ بِهِ تَعْلَمُمْ تَذَكَّرُونَ ۝﴾

(الانعام: ۱۵۱ - ۱۵۲)

”کہہ دو کہ (لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (آن کی نسبت اس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) اچھا سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندریشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تمہیں اور انہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ آن کے پاس نہ جانا اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر جائز طور

پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کا وہ تمہیں ارشاد فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور ماپ اور تول انصاف کیسا تھے پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گوہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہوا اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أُولَادَكُمْ خَشِيَةً إِمْلَاقٍ لَّنَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِلَيْأَنَا هُنَّ قَاتَلُونَ ۚ كَانَ خُطَاً كَبِيرًا ۗ وَلَا تَقْرُبُوا إِلَيْنَا كَانَ فَاحِشَةً ۗ وَسَاءَ سَيِّلًا ۗ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْعَدْلِ ۖ وَمَنْ قُتِلَ مُظْلومًا فَقَدْ جَعَلَنَا يُولَيْهِ سُلْطَنًا فَلَا يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ۗ وَلَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتَيمِ إِلَّا بِالْقِرْبَىٰ هُنَّ أَخْسَنُ حَثَّىٰ يَتَلَقَّ أَشْدَدَهُ ۖ وَأُوفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْوُلًا ۗ وَأُوفُوا الْكَيْلَ ۖ إِذَا كُلْتُمْ وَزُنُوا بِالْقُسْطَاطِينِ الْمُسْتَقْبِرِ ۖ ذَلِكَ حَرَمٌ وَأَخْسَنُ تَأْوِيلًا ۗ﴾ (۱۷/ بني اسرائیل: ۳۱ - ۳۵)

”اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قل نہ کرنا (کیونکہ) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں کچھ مشک نہیں کہ ان کا مارڈ النابڑا گناہ ہے۔ اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔ اور جس جاندار کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرنا مگر (شرع) جائز طور پر اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے، ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ ظالم قاتل سے بدلہ لے) تو اس کو چاہیے کہ قتل (کے قصاص) میں زیادتی نہ کرے بے شک اسی کی مدد کی جانے والی ہے۔ اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پہنچنا مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور سوال کیا

جائے گا اور جب کوئی چیز ناپ کر دینے لگو تو پیاسہ پورا بھرا کرو اور (جب تول کردو تو) ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو یہ بہت اچھی بات اور انجمام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے۔^۱

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

((مَا مِنْ أَمْرٍ يَمْلِئُ مُسْلِمًا تَحْضُرُهُ صَلَاةً مَكْتُوبَةً فَيَخْسِنُ وُضُوءُهَا وَخُشُوعُهَا وَرُكُونُهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَالَمْ تُؤْتَ كِبِيرَةً وَكَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ))^۲

”اگر کسی مسلمان پر فرض نماز کا وقت آئے اور وہ اسکے وضو کو اور خشوع کو بہتر انداز میں کرے تو وہ اسکے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا ہو اور یہی صورت عمر بھر رہتی ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَيَصُومُ رَمَضَانَ وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ إِلَّا فُتُحِتَ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَقَنِيلَ لَهُ اذْخُلُ سَلَامٍ))^۳

جو شخص پانچ نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، زکوٰۃ ادا کرے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچا رہے، اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسے کہا جائے گا اسلامی کے ساتھ (جنت) میں داخل ہو جا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِجْتَنَبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ

^۱ صحیح بخاری، الوضوء، باب الوضوء ثلثا ثلثا (۱۶۰) وصحیح مسلم (۵۴۰)

^۲ سنن نسائی، الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ (۲۴۴۰) وصححه ابن خزیمہ (۱/ ۱۶۳)، وابن حبان (الاحسان: ۳/ ۱۲۲)، ووفقہ ذہبی

قَالَ الشَّرِكُ بِاللَّهِ وَالسَّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا
بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَوَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتَامَى وَالْتَّوَلَى يَوْمَ الزَّحْفِ
وَقَدْفِ الْمُخْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ ۝ ۱

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے پکو! لوگوں نے نے پوچھا: وہ کیا چیزیں ہیں؟
آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) کسی کو
ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کمال کھانا (۶) لڑائی (یعنی میدان جنگ)
سے بھاگ جانا (۷) پاکباز مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔



❶ صحيح بخاري، الوصايا، باب قوله تعالى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ﴾ (٨٩)، صحيح مسلم (٦٤٦٥، ٢٦١٥)

اہلیہ سے اچھا سلوک کرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَتَرَبَّجَالْمَوْمُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَّبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ طَفَالٌ صِلْحٌ حَفِظْتُ لِتَغْيِيبٍ بِمَا حَفَظَ اللَّهُ طَوْلَقِنْ تَخَافُونَ شَوْزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ حَقْنَ قَانْ أَطْعَنْكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا طَإَنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْنَا كَبِيرًا ﴾

(۴/ النساء: ۳۴)

”مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک فرمان بردار عورتیں اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں بہ ہفاظت الہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں، جن عورتوں کی نافرمانی (بد دماغی) کا تمہیں خوف ہو انھیں نصیحت کرو، اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑو، انہیں مار کر سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو انکے لیے کوئی راستہ تلاش نہ کرو بلے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑی آنکھیں والا ہے۔“

فوانیک:

ا: اللہ عزوجل نے عورت کو مرد کے لیے تسلیم کا باعث اور مرد کو اس پر حاکم بھی بنایا ہے اور اسے یہ اجازت نہیں دی کہ وہ اسے بے رحمی سے مارتا پینٹا رہے بلکہ اسے عنود رگز سے کام لیتا چاہیے۔

اسلام نے اگرچہ ناگزیر حالات میں عورت کو سرزنش کرنے کی اجازت دی ہے لیکن اس کے لیے قرآن سے ایک حکمیانہ ترتیب معلوم ہوتی ہے کہ پہلے انہیں وعظ و نصیحت کریں اس سے

وَهُنَّ سَبَقْتُهُنَّ تُورَاتُكُمْ كَرِدِيْسِ جُوايْكِ بَحْجَهُ دَارُ عُورَتَكُمْ كَلِيْيَهُ لِيْيَهُ بَهْتَ بُرْدِيْتَ نَعْبَرَیْهُ
هُنَّ مُهْبَهْنَهُ فَانْدَهُهُ نَهُوْتُ مَرَدَهُ مُهْلَكَهُ مُزَاجَهُ دَسَهُ سَكَتَهُ -

۱۹: ﴿وَعَالَشِرُّ وَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ح﴾ (النساء : ۱۹)

”اور ان عورتوں کے ساتھ اپنے طریقے سے زندگی گزارو۔“

﴿وَكُنْ تُسْتَطِعُوا أَنْ تَعْلِمُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَا حَرَصْتُمْ فَلَا تَبْيَلُوا كُلَّ الْمَيْلِ
فَتَذَرُوهَا كَمَا يُعَلِّقُهُ طَوَّلَنْ تُصْلِحُوهَا شَقَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا لِجِيمَانَ﴾ (النساء : ۱۲۹)

(النساء : ۱۲۹)

”اور تم ہرگز عورتوں کے درمیان برابری کا معاملہ نہ کر سکو گے اگرچہ تم اس کی خواہش بھی رکھو پس تم ایک طرح ہی نہ جھک پڑو کہ دوسرے کو ادھر لکھتے چھوڑ دو اور اگر اصلاح کرتے اور ڈرتے رہو تو بالاشہر اللہ بہت بخشنے والا ہم بان ہے۔“

﴿أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حِيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْهِكُمْ وَلَا تُضَارُوهُنَّ لِتُضَيِّقُوهُنَّ طَوَّلَنْ كُنْ أُولَاتِ حَمِيلَ فَأَنْقُضُوا عَلَيْهِنَّ حَثَّلَ يَضْعَنْ حَمَلَهُنَّ حِينَ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَأَتُوْهُنَّ أُجُورَهُنَّ حِينَ وَأَتَهُرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفِ حِينَ وَإِنْ تَعَاسِرُتُمْ فَسَرْتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى حِينَ﴾ (الطلاق : ۶)

”(مطلقہ) عورتوں کو (ایام عدت) میں اپنی حیثیت کے مطابق وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اور ان کو نگ کرنے کے لئے تکلیف نہ دو اور اگر حمل سے ہوں تو بچ جنے تک ان کا خرچ دیتے رہو پھر اگر وہ بچے کو تمہارے کہنے سے دودھ پلاں میں تو ان کو ان کی اجرت دو اور بچے کے بارے میں پسندیدہ طریق سے موافقت رکھو اور اگر ایک دوسرے پر تنگی کرو تو اس (بچے کو) کوئی دوسری عورت دودھ پلاتے گی۔“

۳: جنتۃ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللَّهِ
وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوْطِشَنَ

فُرْشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكَسْنَوْتُهُنَّ
بِالْمَعْرُوفِ))

”اے لوگو! عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈر، تم نے ان کو خدا کی امان کے ساتھ لیا ہے اور ان کی شرم گاہوں کو خدا کے حکم سے اپنے لئے حلال بنایا ہے اور عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تم کو ناگوار گزرے اور تم پرانا کا حق یہ ہے کہ تم ان کو اپنی استطاعت و حیثیت کے مطابق کھانے پینے کا سامان، مکان اور کپڑا دو۔“

۳: ”سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(اَسْتَوْصُونَا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضَلَالٍ وَإِنَّ
أَعْوَجَ مَا فِي الضِّلَالِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبَتْ تُقْيِيمَةً كَسَرَتْهُ وَإِنْ
تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُونَا بِالنِّسَاءِ))

”عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو اس لئے کہ عورتوں کی تخلیق پبلی سے ہوئی ہے اور پبلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اس کا اوپر کا حصہ ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے توڑ بیٹھے گا اور اگر تو اسے چھوڑے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی پس تم عورتوں کا خیال رکھو۔

۴: سیدنا عبد اللہ بن زمہد رض سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا (صالح کی اونٹی) اور اس آدی کا ذکر فرمایا جس نے اس کی کوچیں کاٹ ذبح کر دیا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اذا نَبَعَثْتَ أَشْقَهَا)) کہ اونٹی کو بلاک کرنے کے لئے ایک شریر آدمی اٹھا جسے اپنے خاندان کی حمایت حاصل

① صحيح مسلم، الحج، (۲۹۵۰) و صحيح بخاري (۲۲۲۸)

② صحيح بخاري، النكاح، بباب المداراة مع النساء (۵۱۸۴)، صحيح مسلم: ما قبل (۱۴۶۸)

تھی، پھر آپ نے عورتوں کا ذکر فرمایا:
 ((يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ إِمْرَأَةً جَلَدَ الْعَبْدِ فَلَعْلَهُ يُجَامِعُهَا
 مِنْ أَخْرِ يَوْمِهِ)) ①

”تم میں سے ایک آدمی اٹھتا ہے اور اپنی بیوی کو غلام کی طرح مرتا ہے (اس نادان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ) شاکر اس دن کے آخر میں اس کے ساتھ وہ ہم بستری کرے۔“

۶: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((لَا يَفْرُكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَّ مِنْهَا أَخْرَى
 — أَوْ قَالَ غَيْرَهُ۔)) ②

”مؤمن مرد ایمان دار عورت سے نفرت نہ کرے اگر اس کی کوئی عادت یا صفت اسے اچھی نہیں لگتی تو دوسرا سے وہ خوش بھی ہو گا۔“

۷: سیدنا معاویہ القشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:
 ((قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ :
 أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ ، وَتَكْسُوْهَا إِذَا إِكْتَسَيْتَ وَلَا تَنْصِرِبِ
 الْوَجْهَ وَلَا تُتَبَّعِ وَلَا تَنْهُجْزِ إِلَّا فِي الْبَيْتِ)) ③

”ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو کھائے تو اسے بھی کھلا جب تو لباس پہنے تو اسے بھی پہنا اور اس کے چہرے پر مبت مارنے اسے برا بھلا (بد صورت) کہہ اس سے (بطور تنہیہ) علیحدگی اختیار کرنی ہو تو گھر کے اندر ہی کر۔“

① صحیح بخاری، التفسیر، باب ﴿وَالشَّمْسِ وَضَحَاهَا﴾ (۴۹۴۲)، صحیح مسلم (۲۸۵۵)

② صحیح مسلم، الرضاع، بباب الوصیة بالنساء (۱۴۶۷)

③ مسند احمد (۵/۳، ۵)، سنن ابی داود، النکاح، بباب فی حق المرأة على زوجها (۲۱۴۲) صحیح

حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنَبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكْتُ أَيْمَانَكُمْ طَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴾ (۴/ النساء : ۳۶)

”اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ، قرابت داروں، قیمتوں، محتاجوں، رشتہ دار ہماسے، اجنبی ہماسے، رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والے)، مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہیں سب کیساتھ احسان کرو کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔“

فواتح:

ا: اس آیت مبارکہ میں نو کام کرنے اور دو کام نہ کرنے کا حکم سنایا گیا ہے۔
کرنے کے کام:

(۱) صرف اللہ کی عبادت (۲) والدین سے اچھا سلوک (۳) قربی رشتہ داروں سے اچھا سلوک (۴) قیمتوں سے حسن سلوک (۵) مسکینوں سے اچھا سلوک (۶) رشتہ دار اور اجنبی (غیر رشتہ دار) ہماسے دونوں سے اچھا سلوک (۷) دوستوں اور ہم نشینوں کا خیال (۸) مسافروں کے حقوق کا خیال (۹) غلاموں اور لوگوں سے اچھا سلوک
نہ کرنے کے کام:

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا۔

(۲) فخر و غرور اور تکبیر کرنا۔

۲: صرف اللہ وحده لا شریک کی عبادت کرو۔ یہی اللہ کا فیصلہ ہے:

﴿وَقُلْنَا رَبُّكَ أَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِنَّا لَهُ أَنَا هُوَ﴾ (۱۷/الاسراء: ۲۳)

”او تمہارے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔“

اور فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرِكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنِ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكُ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِشْمَاعِيلَيْتِهِ﴾ (۴/ النساء: ۴۸)

”اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشنے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا کوئی گناہ ہے چاہے معاف کر دے گا اور جس نے اللہ کا شریک مقرر کیا اس نے بڑا بہتان باندھا۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى النَّبِيِّنَ مِنْ قَبْلِكَ لَمَنْ أَشْرَكَ لَمْ يَجِدْ عَلَيْكُمْ وَلَكُمْ تُؤْتَنَ مِنَ الْخَيْرِينَ﴾ (۶۵ الزمر: ۳۹)

”اور (اے محمد ﷺ!) تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں یہی وہی بھیجنی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل بر باد ہو جائیں گے اور تم خسارہ پانے والوں سے ہو جاؤ گے۔“

۳: والدین سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَصَنَّيْنَا إِلَأْسَانَ بِوَالدَّيْنِ إِحْسَنًا﴾ (۱۵/الاحقاف: ۴۶)

”اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلانی کرنے کا حکم دیا۔“

﴿وَقُلْنَا رَبُّكَ أَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِنَّا لَهُ أَنَا وَبِالوَالَّدِيْنِ إِحْسَانًا طَرِيقًا يَبْلُغُنَّ عِنْدَكَ الْكَبِيرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَّهُمَا فَلَا تَعْنَلَ لَهُمَا أُنْيٰ وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا

كُوئِيْنَا ۝ وَ احْفَضْ لَهُمَا جَنَاحَ الدُّلُّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَبِّ ارْجُوهُمَا كُمَا
رَأَيْتُنِي صَغِيرًا ۝) (۱۷/الاسراء: ۲۳ - ۲۴)

”اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کی ساتھ بھلانی کرتے رہو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک شہ کہوا اور نہ جھٹکو اور ان سے اچھی بات (ادب سے) کرو۔ اور عجز و نیاز سے ان کے آگے بھکر رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی ان (کے حال) پر رحمت فرم۔“

سیدنا معاویہ بن حیدہ رض کہتے ہیں کہ میں نے اور عرض کی:
(یا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبْرَ?

”اللہ کے رسول ﷺ! نیکی کا زیادہ تقدار کون ہے؟“

آپ ﷺ نے فرمایا:
أَمْكَ ”تمہاری ماں“

میں نے عرض کیا:

ثُمَّ مَنْ؟ ”پھر کون“

آپ ﷺ نے فرمایا:
أَمْكَ ”تمہاری ماں“

میں نے عرض کیا:

ثُمَّ مَنْ؟ ”پھر کون“

آپ ﷺ نے فرمایا:
أَمْكَ ”تمہاری والدہ محترمہ“

(معاویہ بن حیدہ رض کہتے ہیں) میں نے پوچھا:

شُمَّ مَنْ؟ ”آقا! پھر کون؟“

تو فرمایا:

”آبُوكَ“ تمہارا باپ۔ ①

۳: تیمیوں سے حسن سلوک کرو۔ تیمیوں سے شفقت کرنے کا وعدہ تو اللہ پاک نے بنی اسرائیل سے بھی لیا تھا۔ قرآن کہتا ہے:

﴿وَإِذَا أَخْذَنَا مِينَنَاقَ يَتَّقِي إِسْرَاءِيلَ لَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهُ هُوَ وَإِلَوَالَّدِينَ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمُسْكِنِينَ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَأَنُوْا الْأَكْوَافَ لَئِنْ تَوَلَّنَّمْ لَا إِلَهَ إِلَّا قَنْتَمْ وَأَنْتُمْ مُغْرِضُونَ ﴾ ۸۳ / البقرة: ۸۳﴾

”اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سواد و سرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اسی طرح قرابت داروں، تیمیوں اور مسکینوں کے ساتھ (بھی اچھا سلوک کرنا) اور لوگوں کو اچھی بات کہنا تمازیز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔“

تیمیوں سے شفقت بھر اسلوک نہ کرنے والے اللہ کے مجرم ہیں:

﴿فَإِنَّمَا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّيَ الْكَرِمُ ۝ وَإِنَّمَا إِذَا مَا ابْتَلَهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ بِرْزَقَهُ فَيَقُولُ رَبِّيَ أَهَانَنِي ۝ كَلَّا بَنَ لَا تَكْرِمُونَ الْيَتَيمَ ۝ وَلَا تَحْصُونَ عَلَى طَعَامِ الْمُسْكِنِينَ ۝ وَلَا كَلُونَ التُّرْكَ أَكْلَلَنَّهَا ۝﴾ (۱۵ - ۱۹ / الفجر: ۸۹)

”مگر انسان! (عجیب مخلوق ہے کہ) جب اس کا پروردگار آزماتے ہوئے اسے عزت دیتا اور نعمت بخشتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی! اور جب (دوسری طرح) آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ

① الترمذی، البر والصلة: ۱۸۹۷ وابوداود: ۵۳۴۹

(ہائے) میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا، نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو اور میراث کے مال کو سیست کر کھا جاتے ہو“

سیدنا ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَتُحِبُّ أَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ وَتُذَرِّكَ حَاجَتَكَ؟))

”کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے اور تیری ضرورت پوری ہو جائے؟“

تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذْحَمَ النَّيْتِيمَ وَامْسَخَ رَأْسَهُ وَأَطْعِمَهُ مِنْ طَعَامِكَ يَلِينَ

قَلْبُكَ وَتُذَرِّكَ حَاجَتَكَ))

”تو یتیم پر رحم کر، اس کے سر پر ہاتھ پھیرو اور اسے اپنے غلے میں سے کھانا کھلا، تیرا

دل نرم ہو جائے گا اور تیری ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔“

۵: مسکین سے اچھا سلوک کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((فَلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّٰهِ الدَّيْنُ وَالْأَقْرَبُونَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينُونَ وَ

ابْنِ السَّبِيلِ)) (۲۱۵/ البقرة)

”کہہ دو کہ (جو چاہو خرچ کرو لیکن) جو مال خرچ کرنا ہو وہ (درجہ بدرجہ اہل

استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریبی رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور

مسافروں کو (سب کو دو)۔“

((وَاتَّدَ الْقُرْبَى حَقَّةً وَالْمُسْكِينُونَ وَابْنُ السَّبِيلِ)) (۲۶/ الاسراء)

”اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو۔“

سیدنا ابو ہریرہؓ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْمُسْكِينُ الَّذِي يَطْعُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرْوِيَةُ اللُّقْمَةِ

① صحیح الترغیب والرهیب (۲۵۴۴)

وَاللَّقْمَتَانِ، وَالثَّمَرَةُ وَالثَّمَرَتَانِ، وَلَكِنَ الْمِسْكِينُ الَّذِي لَا يَجِدُ غَنِيًّا يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطَنُ إِلَيْهِ، فَيَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُولُ قَيْسَارُ النَّاسَ))^٠

”مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کا چکر کاتا پھرتا ہے تاکہ اسے ایک دو (کھانے کے) لقے یا ایک دو کھجوریں مل جائیں۔ بلکہ اصلی مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اسے غنی (لاپرواہ) کر دے لیکن اس کی یہ حالت کسی کو معلوم نہیں ہوتی کہ کوئی اسے صدقہ ہی دیدے اور نہ وہ خود ہاتھ پھیلانے کے لیے امتحاتا ہے۔“

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مسلمان کا بہترین مال وہ ہے جس سے مسکین، یتیم اور مسافر کو عطا کیا جاتا ہے۔“^١

۶: ہمایوں کا خیال رکھنا خواہ وہ اپنے رشتے دار ہوں یا ابھنی ہمایے ہوں یعنی غیر، شاہراہ، ار-

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِصَاحِبِهِ وَخَيْرُ الْجِنَّانِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ هُمْ لِجَارِهِ))^٠

”اللہ کے نزدیک بہترین دوست وہ ہیں جو اپنے دوست کے لیے اچھے ہیں اور اللہ کے نزدیک بہترین ہمایے، اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے ہمایے کے لیے بہتر ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فلاح عورت اپنی نمازوں، روزوں اور صدقوں کی وجہ سے بہت مشہور ہے لیکن وہ اپنی زبان درازی سے اپنے ہمایوں کو تکلیف پہنچاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح البخاری، الزکوة، باب قول الله تعالى: ﴿لَا يَسْتَلُونَ النَّاسَ إِلَحْافًا﴾ (۱۴۷۹)

② صحیح البخاری، الزکوة، باب الصدقة على اليتامي: (۱۴۶۵)

③ ترمذی البر والصلة باب ماجاء في حق الجوار (۱۹۴۴) و (مستند احمد (۶۵۷۴/۲)

”وہ تو آگ میں ہے۔“

اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! فلاں عورت اپنی نمازوں، روزوں اور صدقات کی قلت کے حوالے سے مشہور ہے، وہ پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ توجہتی ہے۔^①
کے: دوستوں کا خیال رکھو۔

سیدہ ام درداء ﷺ بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابو درداء ﷺ کے تین سو سے زائد دوست تھے اور آپ ان کا نام لے کر ان کے لیے دعا میں مانگا کرتے تھے، میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا:

((أَفَلَا أَرْغَبُ أَنْ تَذْعُولَيِ الْمَلَائِكَةُ))^②

”کیا میں نہیں چاہتا کہ میرے لیے فرشتے دعا میں کریں۔“

۸: مسافروں کا خیال رکھو، قرآن مجید میں جہاں غرباء اور مسائیں کا ذکر کیا گیا وہاں مسافروں کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے کیونکہ یہ اپنے گھر، وطن اور قوم سے دور کئی ایک مسائل اور مشکلات کا شکار ہوتے ہیں ان کے ساتھ خیرخواہی کی جائے بلکہ عشر و زکوٰۃ میں اور صدقات میں ان کا خیال رکھنے کا حکم ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«وَاعْلَمُوا إِنَّمَا أَغْنِتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ هُمْ سَهْلَةٌ وَالرَّسُولُ وَلِيْذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالسَّكِينِينَ وَأَئْنَ السَّيِّئِينَ» (۴۱/ الأنفال)

”اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لا اور اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت، پیموں، محتاجوں اور مسافروں کا ہے۔“

«إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالسَّكِينِينَ وَالْعَوْلَمِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤْلَفَةُ قُلُوبُهُمْ»

① بیہقی فی شب الایمان (۷/ ۵۹۴۶)، احمد (۲/ ۴۴۰) (۹۶۷۳)

② سیر اعلام النبلاء (۲/ ۳۵)

وَفِي الزِّرْقَابِ وَالغُرْمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ طَقْرِيْضَةً مِنَ اللَّهِ طَوَّا
اللَّهُ عَلَيْمٌ حَكِيمٌ ①) (٦٠ التوبۃ: ۶۰)

”صدقات“ (یعنی زکوٰۃ و خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرنے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق) اللہ کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور اللہ جانتے والا، حکمت والا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کے لیے اللہ کی ناراضگی کا ذکر فرمایا: جو آدمی راستے میں بیٹھا ہے یعنی اس کا گھر راستے کے کنارے پر ہے اور اس کے پاس زائد پانی بھی موجود ہے لیکن پھر بھی وہ مسافروں کو نہیں دیتا۔ ②

۹: اپنے ماتحت غلاموں اور لوٹیوں سے اچھا سلوک کرو۔

رسول اللہ ﷺ کی آخرت وصیت بھی یہی تھی کہ اے میری امت کے لوگوں! نماز کا خیال رکھنا اور اپنے غلاموں کے حقوق کا خیال رکھنا۔ ③

۱۰: آیت مذکورہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے تکبیر اور فخر و غرور سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اس سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔



① البخاری، المساقاة، باب إثام من منع ابن السبيل من الماء: ۲۳۵۸

② أبو داؤد، الأدب، باب في حق الملعون: ۵۱۵۶

ہمارے حاکم اور قاضی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

»فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَمِّلُوكَ فِيمَا شَجَرَ بِنَهْدٍ ثُقَّ لَا يَعْدُو فِي أَقْسِيمَهُ حَرَجًا مِّمَّا أَقْضَيْتَ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا⑥« (۶۵/ النساء)

”آپ کے رب قسم! یہ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ کے تمام اختلافات میں آپ ﷺ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ ان کے بارے میں کر دیں اس پر اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی و ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔“

فواتح:

۱: سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا ایک انصاری (ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ) صحابی سے مقام حرام کی ایک نالی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا (کہ اس سے کون اپنے باغ کو پہلے سیراب کرنے کا حق رکھتا ہے) نبی ﷺ نے فرمایا زبیر رضی اللہ عنہ پہلے تم اپنے باغ کو سیراب کر لو پھر اپنے پڑوی کو جلدی پانی دنے دینا اس پر اس انصاری نے کہا: یا رسول اللہ! کیا اس لیے کہ یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کارنگ تبدیل ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا اے زبیر! کھیت سیراب کرو اور پانی اس وقت تک رو کے رکھو کہ کناروں تک بھر جائے پھر اپنے پڑوی کے لیے چھوڑو..... اس پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی: »فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ...«

۲: کامیاب ہونے والے لوگوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو اپنا حاکم

❶ صحیح بخاری (۲۷۰۸) و صحیح مسلم (۲۳۵۷)

وَفِيْلَ مَانِتَهٗ بِّيْنَ جِبِيْسَا كَهْ اَرْشَادَ بَارِيْ تَعَالَى هَيْ:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطْعَنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُعْلِجُونَ ۚ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّمَا يُخْسِنُ اللَّهَ وَيَتَقْهِي فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاهِذُونَ ۚ﴾ (۵۲/النور)

”ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لیے بلا یا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سن اور مان لیا یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کریں، خوف الہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں وہی نجات پانے والے ہیں۔“

اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ گمراہ ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنِينَ وَلَا مُؤْمِنَاتِ لِذَاقَقُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمْ الْخِيرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ لَوْمَنْ يَعْصِي اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ صَلَالًا مُمِيَّنًا ۖ﴾ (۳۶/الاحزاب)

”اور کسی مرد اور کسی عورت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار نہیں رہتا یا درکھوا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی جو نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔“

۳: اس مقام پر رسول اللہ ﷺ کے چند ایک فیصلے قارئین کی نظر کئے جاتے ہیں:

(۱).....سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخدومیہ خاتون (فاطمہ بنت اسود) جس نے غزوہ فتح مکہ کے موقع پر چوری کر لی، اس کے معاملے نے قریش کو فکر میں ڈال دیا ہوں نے آپس میں مشورہ کیا: کہ اس معاملہ پر آنحضرت ﷺ سے گفتگو کون کرے؟ آخر طے پایا کہ اسامہ بن زیدؓ آپ ﷺ کے بہتر عزیز ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی بھی اس کام کی ہمت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں بات کی تو آپ ﷺ نے

فرمایا: اے اسماء! کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا:

”پچھلی بہت سی امتیں اس لیے ہلاک ہوئی تھیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ ضرور کاٹ دالوں گا۔“^①

(۲) سیدنا انس بن مالک روایت کرتے ہیں: ”میری پھوپھی ربع نے ایک عورت کا سامنے والا دانت توڑ دیا، ربع کے رشتہ داروں نے معافی کی کوشش کی مگر عورت کے رشتہ داروں نے معاف نہ کیا، آخر معاملہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لا یا گیا اور قصاص کا مطالبہ ہوا، آپ ﷺ نے قصاص کا حکم جاری کر دیا ربع کے بھائی انس بن نصر ﷺ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا واقعی ربع کا دانت توڑ دیا جائے گا۔۔۔؟ میں اس اللہ کی قسم کا کہتا ہوں کہ جس نے آپ ﷺ کو چانبی بنایا کہ میتوڑ فرمایا ہے ربع کا دانت نہ توڑا جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا: اے انس بن مالک! اللہ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے؟ اس کے بعد یہ ہوا کہ عورت کے رشتہ دار معاف کرنے پر راضی ہو گئے آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر اللہ کی قسم کا ہالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔“^②

(۳) سیدنا ابو ہریرہ رض اور سیدنا زید بن خالد جہنی رض فرماتے ہیں:

”ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ کتاب اللہ کے مطابق میرا فیصلہ

^① صحيح بخاری، الانبیاء (۳۴۷۵) صحيح مسلم (۴۵۰۵)

^② صحيح بخاری، تفسیر القرآن، باب یا یہا الذین آمنوا کتب عليکم القصاص فی القتلی (۴۵۹۵) رابو داڑد (۴۵۹۵) رابن ماجد (۲۶۴۹).

فرمائیں اور دوسرا جو اس کی پر نسبت زیادہ سمجھدار تھا، اس نے بھی کہا: کہ ہمارے درمیان آپ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیں! آپ ﷺ نے فرمایا: بیان کرو! وہ بولا: میرا بیٹا اس کے ہاں مزدوری پر کام کرتا تھا۔ اس کی الہیہ سے زنا کا مرتكب ہو گیا ہے اور مجھے خبر دی گئی کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا ہے تو میں نے اس کے فدیے میں سو بکریاں اور ایک لوٹی دے کر چھڑا لیا ہے۔ اس کے بعد میں نے اہل علم سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اس عورت کو سزاۓ رجم ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا قُضَىٰنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رُدَّ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ ابْنِكَ جَلْدٌ مِائَةٌ وَتَغْرِيبٌ عَامٌ وَاغْدُ يَا أَنْيُشُ إِلَى إِمْرَأَةٍ هَذَا فَإِنَّ اعْتَرَفَتْ فَازْجَمَهَا))^۱

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ لوٹی اور بکریاں تمہیں واپس لوٹائی جائیں گی اور تیرے بیٹے کی سزا کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ اے انیش! تم اس آدمی کی الہیہ کے پاس جاؤ۔ اگر وہ اس کا اعتراف کر لے تو اسے سنگار کر دو۔“

(۲)..... قریش نے بڑے جوش و خروش سے اصل بنیادوں پر کعبہ کی از سر نو تعمیر کا آغاز کیا تھا! ہر قبیلہ اپنے اپنے حصے کی تعمیر میں مگن ہو گیا، تعمیر کرتے کرتے جب وہ اتنی بلندی پر پہنچ گئے جہاں جبرا اسود نصب کرنا تھا تو ان میں اس بات پر شدید اختلاف پیدا ہو گیا کہ جبرا اسود کو اس کے مقام پر کون نصب کرے گا؟ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ جبرا اسود کو اس کی جگہ نصب کرنے کا اعزاز صرف اسی کو حاصل ہو۔ بنو عبد مناف اور بنو زہرہ جن کے حصے میں کعبہ کے دروازے والی

^۱ صحیح بخاری، الحدود: باب اذا رمى امراته (۶۸۴۲) و صحیح مسلم (۱۶۹۷) و سنن ابو داؤد (۴۴۴۵) و سنن ترمذی (۱۴۳۳)

سمت آئی تھی، انہوں نے کہا کہ ججر اسود ہماری طرف کے حصے میں آتا ہے۔ بنو قیم اور بنو خزودم، جو ججر اسود اور رکن بیانی کا درمیانی حصہ تعمیر کر رہے تھے، بولے: ججر اسود ہمارے رُخ پر ہے، اس لیے یہ عظیم کام ہم ہی انجام دیں گے۔ یہ سن کر باقی قبیلوں کے لوگ کہنے لگے: تعمیر کعبہ کا جو کام ہمارے حصے میں آیا، اس میں ججر اسود تھا ہی نہیں۔ ①

بات بہت بڑھ گئی! جھگڑا شدت اختیار کر گیا! اور تعمیری کام رک گیا حتیٰ کہ سب ایک دوسرے کے خلاف جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ ہر قبیلے نے باہم لڑمرنے کی قسم کھالی! بنو عبد الدار خون سے لبریز پیالہ لے آئے! انہوں نے بنو عدی بن کعب کے ساتھ مل کر اس خون میں اپنے ہاتھ ڈبوئے اور کٹ مرنے کا عہد کر لیا۔ اسی بنا پر ان کا لقب لعقة الدّم "خون چائے" والے پڑ گیا۔ ②

قریش کے مذکورہ جھگڑے کی بنیادی وجہ ججر اسود کی تنصیب تھی جو انتہائی اہمیت اور فضیلت کام تھا جس سے سب بخوبی آگاہ تھے۔

قریش کی باہمی جنگ کا خطہ بڑھتا جا رہا تھا۔ چار دن تک صورت حال بہت کشیدہ رہی، بالآخر انہوں نے یہ مسئلہ باہمی مشاورت سے حل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس مقصد کے لیے وہ مسجد الحرام میں جمع ہو گئے۔ ابو امية بن مغیرہ قریش میں سب سے عمر رسیدہ اور دانا سردار تھا۔ یہ ام المؤمنین ام سلمہ بن عثیمین کا والد تھا۔ ③

اس نے سب کو خاطب کر کے کہا: "اے قریش کی جماعت! تم لوگوں میں جس معاملے میں اختلاف ہو گیا ہے، اس کا فیصلہ کرنے کے لیے اس شخص کو اپنا حکم بنا لجو سب سے پہلے مسجد کے باب بنو شیبہ سے داخل ہو۔" ابو امية کی یہ رائے سب کو پسند آئی اور اس پر اتفاق ہو گیا۔" ④

① أخبار مكة للأزرقى: ۱/۱۶۳.

② السيرة لابن هشام: ۱/۱۹۷، ۱۹۶.

③ أسد الغابة: ۵/۴۵۳، الاصابة: ۸/۴۰۴.

④ السيرة لابن اسحاق: ۱/۱۵۵، ۱۵۴، الطبقات لابن سعد: ۱/۱۴۶.

اللہ تعالیٰ کی مشیت و حکمت تھی کہ باب بنو شیبہ سے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ نبی اکرم ﷺ کی شخصیت قریش کے ہاں مسلمہ طور پر انتہائی مکرم تھی، وہ آپ کی بے داع صداقت شعاراتی اور امانت داری کی وجہ سے آپ کو ”صادق و امین“ کے لقب سے پکارتے تھے۔ سب کو آپ ﷺ پر مکمل اعتماد تھا۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو دروازے سے آتے دیکھا تو نہایت خوش ہوئے اور بے ساختہ پکارا ہے:

((هَذَا الْأَمِينُ قَدْ رَضِيَنَا بِمَا قَضَى بَيْنَا))

”یہ امین ہمارے مابین جو فیصلہ فرمائیں گے، ہم اس پر راضی ہیں۔“

نبی ﷺ ان کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں سارا ماجرا پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے سکون سے ان کی بات سنی۔ اس کے بعد فرمایا:

((هَلْمَ إِلَى تَوْبَةً))

”میرے پاس ایک کپڑا لے آؤ۔“

کپڑا لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے بچھا کر اپنے دست مبارک سے مجرما سوداٹھا کر اس کپڑے پر رکھ دیا اور فرمایا:

((إِنَّا نُخَذِّلُ كُلَّ قَبْيلَةٍ بِنَا حِيَةٍ مِنَ الشَّوِّبِ، ثُمَّ أَرْفَعُهُ جَمِيعًا))

”ہر قبیلہ (کامنا سندہ) کپڑے کا ایک ایک کنارہ تھام لے، پھر سب مل کر اسے اٹھاؤ۔“

بنو عبد مناف سے عتبہ بن ربیعہ نے، بنو اسد سے زمعہ بن اسود بن مطلب نے، بن مخزوم سے ابو حذیفہ بن مغیرہ نے اور بنو کہم سے قیس بن عدی نے ایک ایک کنارہ کپڑا لیا، پھر وہ اسے اٹھا کر اس کی جگہ نٹک لے آئے۔ اب نبی اکرم ﷺ نے مجرما سودا کو اپنے دست مبارک سے اٹھا دیا اور اس جگہ نصب کر دیا، اور اس کے بعد دوبارہ تعمیر کا کام جاری ہوا۔^①

^① الطبقات لابن سعد: ۱۴۶/۱، السیرۃ لابن ہشام: ۱۹۷/۱، تاریخ الطبری: ۴۱۰/۲، الجمهرۃ لابن حزم، ص: ۱۶۵۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأُولَئِكَ مَعَ الْيَٰٰتِينَ إِنَّمَا اللَّهُ عَلَيْهِمْ قُرْبَانٌ وَالْعِصْدَىٰ يُقْبَلُونَ وَالشَّهَدَاءُ وَالصَّلِّيْحُوْنَ ۝ وَحَسْنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ۝ ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ طَوَّافُ كَلْفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيْمًا ۝﴾ (۴/النساء ۶۹-۷۰)

”اور جو بھی اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ بہترین رفیق ہیں۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جانے والا۔“

فوائد:

ا: اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے مندرجہ ذیل روایت درج کی ہے:
 سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں: ”ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں، جب گھر میں ہوتا ہوں، آپ کی یاد آتی ہے تو اس وقت تک صبر نہیں آتا جب تک حاضر خدمت ہو کر دیدار نہ کرلوں، جب مجھے اپنی اور آپ کی محبت یاد آتی ہے تو سوچتا ہوں کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد آپ اپنے محبوب انبیاء ﷺ کے ساتھ ہوں گے اور اگر میں جنت میں بھی چلا گیا تو کم درجہ میں ہوں گا!!! ڈرتا ہوں کہ آپ ﷺ کا دیدار حاصل نہ کر سکوں گا پھر نبی ﷺ نے مندرجہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔^①

① مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، تفسیر سورہ النساء، قوله تعالیٰ ﴿وَمَنْ يَطِعَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ... الخ﴾

۲: مومن کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿الَّتِيْ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَقْرَبِهِمْ وَأَزْوَاجُهُمْ أَمْهَمُهُمْ ط﴾

(۶/الاحزاب)

”نبی ﷺ کی ذات اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ مقدم ہے اور نبی ﷺ کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔“

۳: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوةً إِلَيْمَانِ حَتَّىٰ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبَّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَحَتَّىٰ أَنْ يُقْدَفَ فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفَرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ وَحَتَّىٰ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا)) ۱۰

”کوئی شخص ایمان کی حلاوت (مٹھاں) اس وقت تک نہیں پاسکتا جب تک وہ اگر کسی شخص سے محبت کرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرے اور جب اللہ نے اسے کفر سے بچالیا ہو تو اس کے بعد اسے آگ میں جانا تو پسند ہو لیکن کفر کی طرف دوبارہ لوٹنا اسے ناپسند ہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اسے ان کے سوا دوسری تمام چیزوں کے مقابلے میں زیادہ محبت نہ ہو۔“

۴: سیدنا عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں جا رہے تھے:

((وَهُوَ أَخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ))

”اور آپ ﷺ نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا“

جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اپنی محبت، بیمار، اور الفت کا اظہار

۱ صحيح بخاري ،الادب ، باب الحب في الله (٦٠٤١) ، صحيح مسلم (٤٣)

کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ!

((لَأَنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا نَفْسِي))

آپ ﷺ مجھے میری جان کے علاوہ ہرچیز سے زیادہ عزیز اور محبوب ہیں۔

جناب عمر بن الخطاب کے یہ الفاظ ان کر خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ))

”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل موسم نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنی

جان سے زیادہ محبوب اور عزیز نہ رکھے“

سیدنا عمر بن الخطاب نے محبت رسول ﷺ کی اہمیت اور فضیلت کو سخنے کے بعد فرمایا:

((فَإِنَّ الْآنَ وَاللَّهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِهِ))

”اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! میں اللہ تعالیٰ کی قسم کا رکھتا ہوں کہ اب آپ ﷺ مجھے

اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے اور عزیز ہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر بن الخطاب کی زبان سے اعلان محبت فرمایا:

((الآنَ يَا عُمرُ))

”اے عمر بن الخطاب تمہارا ایمانِ مکمل ہو گیا ہے۔“ ①

۵: سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ

ﷺ! قیامت کب قائم ہو گی؟

((فَالْآنَ: مَا أَعْدَدْتَ لَهَا))

”آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟“

انہوں نے عرض کیا! کہ میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے، اور صدقے

تیار نہیں کیے ہیں لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح بخاری، الایمان و النزور، باب کیف کانت بعین النبی ﷺ (۶۶۳۲)

((فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَخْبَتَ))^۱

”تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔“

۶: سیدنا ابو جحیفہ رض سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس دوپھر کے وقت تشریف لائے تو آپ ﷺ کے سامنے وضو کا پانی پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے وضو فرمایا: لوگ آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر اپنے جسم پر پھیرنے لگے۔ ایک روایت کے لفظ ہیں: ”لوگوں نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر ملنا شروع کر دیا آپ ﷺ کے ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈے اور کستوری سے زیادہ خوبصورت تھے۔^۲

۷: سیدنا انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور قیولہ کیا۔ آپ ﷺ کو پسینہ آگیا تو میری ماں (ام سلیم رض) ایک برتن لائی اور ہاتھوں سے یہ پسینہ پوچھ کر ایک برتن میں ڈالنے لگیں، جب نبی ﷺ سیدار ہوئے تو فرمایا: ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ انھوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہم اپنی خوبیوں میں ڈالیں گے یہ خوبیوں سے زیادہ پاکیزہ (اچھی) خوبیوں والے۔^۳

محمد ﷺ کی جس دل میں الفت نہ ہوگی
سمجھ لو کے قسمت میں جنت نہ ہو گی
بھکتا رہا ہے بھکتا رہے گا
محمد ﷺ سے جس کو عقیدت نہ ہو گی



^۱ صحيح بخاري، الأدب، باب علامه حب الله عزوجل (٦١٧١) صحيح مسلم (٢٦٣٩)

^۲ صحيح بخاري، الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس (١٨٧) بخاري، المناقب، صفة النبي (٣٥٥٣)

^۳ صحيح مسلم، الفضائل، بباب طيب عرق النبي ﷺ (٢٢٣١)

سچ کے انعام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قِنَانَ الْمُبِينَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّلِحِينَ وَ حَسْنُ أُولَئِكَ رَفِيقًا ﴾ (۶۹)﴾

(۶۹/ النساء)

”اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے نبیوں میں سے اور سچے بندوں میں سے اور شہیدوں میں سے اور صالحین میں اور رفاقت کے لحاظ سے کتنے ہی اچھے یہ لوگ ہیں۔“

فواہد:

۱: آیت مبارکہ میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جن پر اللہ کے انعام ہیں ان میں ایک صدیق بھی شامل ہے یعنی جو اپنے دین و ایمان اور قول و قرار میں سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ سچا ہے سچے کو پسند کرتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَصْدَقَ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ﴾ (۶۹/ النساء)

”اور اللہ سے بڑھ کر کون بات میں سچا ہو سکتا ہے۔“

۲: اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے متعلق بھی بیان فرمایا کہ وہ تمام کے تمام سچے تھے اور سچے کی تلقین کرتے تھے۔

سیدنا اور لیس علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَإِذْ كُرِّرَ فِي الْكِتَابِ إِذْنُهُسْ مِنْ أَنَّهُ كَانَ صَدِيقًا ثَبِيْغًا ﴾

(۵۶/ مریم)

”اور ذکر کیجئے کتاب میں اور یہ علیہ کا بلاشبہ وہ نہایت ہی سچا نبی تھا۔“

یوسف صدیق علیہ السلام کے بارے میں:

﴿وَإِنَّهُ لَيَوْمَ الصِّرْقَيْنِ @﴾ (۱۲/ یوسف : ۵۱)

”یقیناً وہ سچ تھے۔“

سیدہ مریم صدیقہ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَأُمَّةٌ صَلَّيْقَةٌ @﴾ (۵/ المائدۃ : ۷۵)

”اور اس کی ماں (مریم) سچی تھی۔“

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَأَذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ لَا إِنَّهُ كَانَ صَادِقًا لَّيْتَ @﴾ (۱۹/ مریم: ۴۱)

”قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کا مذکورہ پڑھئے یقیناً وہ سچ نبی تھے۔“

سیدنا اسماعیل ذبح اللہ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَأَذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ لَا إِنَّهُ كَانَ صَادِقًا الْوَعْدَ وَكَانَ رَسُولًا لَّيْتَ @﴾

(۵۴/ مریم: ۱۹)

”اور کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدے کا سچا اور رسول نبی تھا۔“

اور آخر الزمان نبی علیہ السلام بھی صادق الامین تھے اہل عرب کہا کرتے تھے۔

((ما جرَّ بِنَاكَ عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا))

”ہمارا تجربہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام صرف سچ ہی بولتے ہیں۔“

۳: اللہ کے ہاں سچے وہی ہیں جو اپنے دین اور قول و قرار کے کھرے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ لَمَّا كَفَرُوا يَرْتَابُوا وَجَهَدُوا @﴾

﴿يَا أَمَّا لَهُمْ وَأَقْسِمُهُمْ فِي سَيِّئِنِ اللَّهُ أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ @﴾

(۱۵/ الحجرات: ۴۹)

”یقیناً سچے موسن تزوہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہ کیا اور انہوں نے اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا یہی لوگ تو سچے (موسن) ہیں۔“

۳: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہر کسی کو ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین فرمائی ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ قَوَّا اللَّهَ وَلَمْ يَنْوِوا مَعَ الصَّدِيقِينَ ۚ﴾

(التوبہ: ۱۱۹)

”اے ایمان والوں اللہ سے ڈراؤ اور سچے لوگوں میں سے ہو جاؤ۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا حَدَّثَتْ أَحَدُكُمْ فَلَا يَنْكِدِنْ)) ۰

”جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے۔“

۵: سچ کے چند ایک فوائد و ثمرات یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱) جنت میں اعلیٰ مقام:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبَرِّ
يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَرِدُ الْرَّجُلُ بِصَدْقٍ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ
اللَّهِ صِدْقًا)) ۰

”سچ کو لازم پکڑو! کیونکہ سچ یعنی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ کہتا رہتا ہے اور سچ کہنے کی پوری کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔“

① مسنند احمد (۳۲۷۵)، وابن حبان (۲۷۲)

② صحيح مسلم، البر والصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله (۲۶۰۷) بخاری (۶۰۹۴)

(ب) دل کی تمنا پوری ہوتی ہے: سیدنا اہل بن حنیف رض سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا:

((مَنْ سَأَكَ اللَّهُ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشَّهَادَاءِ
وَإِنْ مَاتَ عَلَىٰ فِرَاشِهِ)) ^۱

”اگر کسی نے اللہ سے سچے دل سے شہادت کی تو اللہ اسے شہداء کے مقام میں پہنچا دیں گے اگر چہ وہ بستر پر ہی فوت ہو جائے۔“

(ج) رحمت و برکت کا نزول ہوتا ہے: سیدنا حکیم بن حزام رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا:

((فَإِنْ صَدَقَ وَبَيَّنَابُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا
مُحِقَّتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا)) ^۲

”اگر وہ دونوں (خرید و فروخت کرنے والے) حق بولیں اور واضح بات کر دیں تو اللہ ان کی بیع میں برکت ڈال دیتے ہیں اور اگر وہ دونوں کچھ چھپا گیں اور جھوٹ بولیں تو اللہ بیع کی برکت ختم کر دیتا ہے۔“

(د) جنت کی ضمانت: سیدنا عبادہ بن صامت رض سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا: مجھے اپنی طرف سے چھپیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۱: أَصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ جب بات کرو تو حق بولو

۲: وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ وعدہ کرو تو پورا کرو

۳: وَأَدُونَ إِذَا وَتَمَّتْ تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے واپس کرو

۴: وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ شرم گاہوں کی حفاظت کرو

۱ صحیح مسلم، الامارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله (۱۹۳۰) (۴۹۲۹)

۲ بخاری، البیواع، باب اذابین البیعان ولم یکتما (۲۰۸۲)

٥: وَغَصْنُوا بَصَارَكُمْ
لگا ہیں پنجی رکھو
تکلیف دینے سے ہاتھوں کرو کے رکھو۔

٦: وَكُفُوا أَيْدِيَكُمْ
کفڑوں سے ہاتھوں کرو کے رکھو۔



❶ مسند احمد (۳۲۳/۵) و ابن حبان (۲۷۱) والحاکم فی المستدرک (۴/۳۵۹) وقال هذا
حدث صحيح الاسناد

قتال واجب ہونے کی صورتیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(وَمَا لَكُمْ لَا تُقَااتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللہِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْإِجَالِ وَالنِّسَاءَ وَالْوَلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هُنُوْدِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اهْلُهَا عَ وَاجْحَلُ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلَيْتَاً وَاجْحَلُ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ تَصِيرًا ۝ الَّذِينَ آمَنُوا يُقَااتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللہِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَااتِلُونَ فِي سَبِيلِ الظَّاغُوتِ قَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَنِ ۝ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَنِ كَانَ ضَعِيفًا ۝) (۴ / النساء: ۷۵ - ۷۶)

”اور تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور غورتوں اور پھر کی خاطر نہیں لڑتے؟ جو دعا کیں کیا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اس شہر سے، جس کے برہنے والے خالم ہیں، نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرمای جو مومن ہیں وہ تو اللہ کے لیے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لیے لڑتے ہیں تو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرومٹ) کیونکہ شیطان کا داؤ کمزور ہوتا ہے۔“

فوائد:

ا: آیت مبارکہ میں ”قریہ“ سے مراد کم معظیر ہے اور ”اہلہا“ سے مراد اس میں رہنے والے مظلوم مسلمان جو بحرت نہ کر سکے تھے جب وہ ایمان لانے سے نہ باز نہ آئے تو مشرکین کہنے ان پر بہت ظلم ڈھائے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رض بیان کرتے ہیں کہ ”میں اور میری والدہ“ مستضعفین“

یعنی کمزور اور بے بس لوگوں میں سے تھے۔ ①
۲: مسلمان آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں وہ کسی دوسرے کو مشکل میں بے یار و مددگار نہیں چھوڑتے۔

۳: اس آیت مبارکہ میں جہاد کی مختلف وجوہات کا ذکر ہے جن میں کافروں سے قاتل درست، ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ جب مظلوم مسلمانوں پر ظلم ہونے لگے تو ظالموں کے ہاتھ روکنے کے لیے جہاد کیا جائے اس کی مزید صورتیں یہ ہیں۔

پہلا مقصد۔۔۔ فتنے کا خاتمه:

جب تک دنیا کے کسی نقطے میں کفار کے پاس وہ طاقت و شوکت موجود ہے کہ وہ اسلام کی وجہ سے کسی کو فتنہ میں بٹلا کر سکتے ہوں اگر کوئی ایمان لانا چاہتا ہو تو ان کی سزا اور تکلیف کے خوف سے ایمان لانے سے رکا ہوا ہو اور کوئی ایمان لے آئے تو اسے ان کے ظلم و تشدد کا نشانہ بننا پڑتا ہو۔ اس وقت تک ان سے لڑنا فرض ہے۔ کہ اسلام لانے کی راہ میں ہر رکاوٹ (فتنه) ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقُلْتُوْهُمْ حَتَّى لَا يَكُونَ فِتْنَةً وَ يَكُونَ الَّذِينَ يُلْهُ طَقَانِ اَنْتَهُوا فَلَا عُدُوَانَ لِلأَعْلَى الظَّالِمِينَ ⑩﴾ (۱۹۳/ البقرة: ۲)

”اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لیے ہو جائے پس اگر وہ بازا آ جائیں تو نہیں زیادتی مگر ظالموں پر۔“

دوسرा مقصد۔۔۔ غلبہ اسلام

جب تک تمام دنیا میں اسلام غالب نہ ہو جائے اور ہر جگہ اللہ کا قانون نافذ نہ ہو جائے کفار سے لڑتے رہنا فرض ہے۔

﴿وَقَاتَلُوهُمْ حَتَّى لَا يَكُونَ فِتْنَةً وَ يَكُونَ الَّذِينَ كُلُّهُ يُلْهُ طَقَانِ اَنْتَهُوا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ⑪﴾ (۳۹/ الانفال: ۸)

① البخاری، التفسیر، باب و مالکم لا تقاتلون في سبيل الله: (۴۵۸۷)

”ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے پس اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ تعالیٰ جو وہ کرتے ہیں اسے دیکھنے والا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ فرمایا:

”مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں جب وہ یہ کام کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“^۱

تیسرا مقصد۔۔۔ کفار کا جز یہ دینا:

جب تک تمام دنیا کے کفار (جو اسلام نہ لانا چاہتے ہوں) ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے لانوں کو جزیرہ ادا نہ کریں ان سے لڑتے رہنا فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّلُو الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ رَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ بِإِنَّ الْحَقَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوَا بَيْعَنْ تَيَادِهِمْ صَفَرُونَ﴾ (۱۹ التوبہ : ۲۹)

تاب میں سے ان لوگوں سے قتال کرو جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں ہ چیزیں حرام مانتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہیں حق اختیار کرتے ہیں (ان سے قتال کرتے رہو) یہاں تک کہ وہ نزیر دیں اور وہ ذلیل ہوں۔“

روں کی مدد:

میں کمزوروں پر ظلم ہو رہا ہو انہیں ظلم سے نجات دلانے تک لوتے

رہنا فرض ہے۔ مذکورہ آیت (النساء: ۷۵) پاچواں مقصد۔۔۔ مقتولین کا بدلہ:

اگر کافر کسی مسلمان کو قتل کر دیں تو اس کا بدلہ لینا فرض ہے۔ ہاں! اگر مسلمان کو کسی مسلمان نے قتل کر دیا ہو تو دینی اخوت کی وجہ سے دیت بھی دی جاسکتی ہے، معافی بھی۔ مگر کافر سے بدلہ لینا فرض ہے۔ الایہ کہ وہ مسلمان ہو جائے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَ ط﴾

(۱۷۸/ البقرة)

”اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر مقتولین کے بارے میں بدلہ لینا فرض کر دیا گیا ہے۔“

چھ بھری میں رسول اللہ ﷺ صرف عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ تشریف لائے تھے۔ آپ کا ارادہ لڑنے کا نہیں تھا۔ حالانکہ کفار نے آپ کو (عمرے کی ادائیگی سے) روک دیا تھا اس کے باوجود آپ نے لڑائی نہیں کی۔ آپ ﷺ نے سیدنا عثمان بن عفیؑ کو سفیر بننا کر مکہ بھیجا، مکہ والوں نے انہیں واپس نہ آنے دیا تو مسلمانوں نے سمجھا کہ عثمان بن عفیؑ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اب ہم ان لوگوں سے لڑائی کئے بغیر نہیں جائیں گے اور آپ ﷺ نے چودہ سو صحابہ کرام ﷺ سے لڑائی کی بیعت لی۔ کفار نے یہ سناتو جناب عثمان بن عفیؑ کو واپس بھیج دیا۔“

صف ظاہر ہے کہ یہ بیعت قصاص عثمان بن عفیؑ کے لیے لگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیعت پر اپنی رضا کا اعلان قرآن مجید میں نازل فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَأِ يَوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾

(۴۸/ الفتح)

”یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جس وقت وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔“

چھٹا مقصد۔۔۔ معاہدہ توڑنے کی سزا:

اگر کوئی قوم مسلمانوں کے ساتھ کیا ہو امعاہدہ توڑ ڈالے تو اس سے لڑنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ شَكُّوا إِيمَانَهُمْ فَإِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعْنُوا فِي دِينِنَا كُمْ فَقَاتِلُوَا إِيمَانَهُمْ لَا إِيمَانَ لَهُمْ لَعَنْهُمْ يَنْتَهُونَ ﴾ (۱۵)﴾

(التوبہ: ۱۶)

”اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو کفر کے سرداروں سے لڑو۔ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں تاکہ وہ بازا جائیں۔“ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا عہد توڑنے والی قوم سے جنگ کرنے کی صورت میں مسلمانوں کو چھ بشارتیں دی ہیں۔

﴿قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ يَأْيُدِيهِمْ وَيُخْزِهِمْ وَيُنْصُرُهُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِي صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ لَوْلَا يُدْهِبُ عَيْنَهُمْ قُلُوبُهُمْ طَوَّبَ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ طَوَّبَ اللَّهُ عَلَيْهِ حَكِيمٌ ﴾ (۱۵)﴾ (التوبہ: ۱۴)

”ان سے لڑو اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سزا دے گا، انہیں ذلیل کرے گا، ان کے خلاف تمہاری نصرت فرمائے گا، ایمان والے لوگوں کے سینوں کو شفا دے گا، ان کے دلوں کا غصہ ختم کر دے گا اور جس پر اللہ چاہے گا رجوع فرمائے گا اور اللہ جانے والا حکمت والا ہے۔“

ساتواں مقصد۔۔۔ دفاع کے لیے لڑنا:

جب کوئی قوم مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائے تو دفاع کے لیے لڑنا فرض ہے۔

﴿وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ

الْمُعْتَدِلُونَ ⑥) (۱۹۰ البقرة : ۲)

”اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو یقیناً
اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔“

خندق کے موقع پر جب کفار کے لشکر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے
تمام مسلمانوں کو لڑائی میں شامل ہونے کا حکم دیا اور تیوک کے موقع پر جب جمیں کے حملہ آور
ہونے کی خبر سنی تو نکلنے کے قابل تمام افراد کو سرز میں عرب سے باہر جا کر جمیں کے مقابلے کا حکم
دیا جا لائے اس وقت حالات بھی نہایت سخت تھے۔

آٹھواں مقصد۔۔۔ مقبوضہ علاقہ چھڑوانا:

اگر کفار مسلمانوں کی کسی جگہ پر قبضہ کر لیں تو انہیں وہاں سے نکالنا اور مسلمانوں کا قبضہ
دوبارہ بحال کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَعْقِفُوهُمْ وَأَخْرُجُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَخْرُجُوكُمْ﴾

(۱۹۱ البقرة : ۲)

”اور انہیں جہاں پاؤ قتل کرو اور جس جگہ سے انہوں نے تمہیں نکالا تم انہیں وہاں
سے نکالو۔“



رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيفًا طَلَبًا وَيَقُولُونَ طَاغِيَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيْتَ طَالِبَةٍ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ لَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا يَبْيَسُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ طَوَّافٌ بِاللَّهِ وَكِيلًا﴾ (النساء : ۸۰ - ۸۱)

”جس شخص نے (اس) رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور جو منہ پھیر لے تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا یہ کہتے ہیں کہ اطاعت ہے، پھر جب آپ کے پاس سے امتحان کر باہر نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت، جو بات آپ نے یا اس نے کہی ہے اس کے خلاف راتوں کو مشورہ کرتی ہے، ان کی راتوں کی بات چیت اللہ کھر رہا ہے، تو آپ ان سے منہ پھیر لیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اللہ تعالیٰ کافی کار ساز ہے۔“

فواہد:

ا: رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔ دنیا کے تمام امراء حکام، وزیرون، مشیروں، اماموں کی بات چھوڑی جاسکتی ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ رب العزت نے کئی مقامات پر اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا ہے:
 ﴿يَسْأَلُوكُمْ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَأَنْقُلُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطْبِعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (الأنفال : ۱)

”یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجیے! کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور (اس کے) رسول کی سوتیم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔“

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطْبِعُوا اللَّهَ وَأَطْبِعُوا الرَّسُولَ وَأُولُو الْأَمْرِ مِنْكُمْ حَفَّانَ تَنَازَعُتُمُ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ طَذِيلَكُمْ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٤﴾) (النساء : ۵۹)

”اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول اللہ ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوثاً اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت کے دین پر ایمان ہے یہ بہت بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔“

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرنے والے ہی کامیاب ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَيِّعَنَا وَأَطْعَنَاهُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ يُطِيعَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَعْشَ اللَّهَ وَيَتَّقِيَهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاغِذُونَ ﴿٢٤﴾) (النور : ۵۱)

”ایمان والوں کا قول تو یہ ہے: کہ ”جب انہیں اس لیے بلا یا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں: کہ ہم نے سناؤ رہا مان لیا یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں جو بھی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کریں، خوف الہی رکھیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہیں وہی نجات پانے والے ہیں۔“

۲: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا (صحابہ کرام) نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔“ ①

۳: سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک) نہایت موثر و عظیز ارشاد فرمایا: جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں ہم نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو (آخری) الوداعی و عظیز معلوم ہوتا ہے تو آپ ﷺ ہمیں وصیت فرمادیں! آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی اور منع و طاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تم پر جیشی غلام ہی امیر کیوں نہ مقرر کر دیا جائے (یاد رکھو!) جو تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا ضرور اختلاف دیکھے گا۔

(فَعَلَيْكُمْ بِسُنْتِنِي وَسُنْنَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيَّينَ عَضُُونَ عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَرَأَيَاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالٌ لَّهُ ۝) ②

”پس تم میری سنت کو اور بدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑنا، ان کو دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑنا دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے اجتناب کرنا اس لئے کہ ہر نیا کام گمراہی ہے۔“

۴: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ مسجد قبا میں مجرم کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا: رسول اللہ ﷺ پر آج رات قرآن نازل ہوا ہے جس میں کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم آگیا ہے۔ تو (یہ سن کر) تمام نمازی جو شام کی طرف رخ کئے نماز پڑھ رہے تھے، نماز ہی میں کعبہ کی طرف مڑ گئے۔

① صحیح بخاری، الاعتصام بالكتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ (۷۲۸۰)

② سنن ابن داؤد، السنۃ، بباب لزوم السنۃ (۴۶۰۷)، سنن ترمذی (۲۶۷۶) ابن حبان (۱۰۳) اور حاکم (۹۵-۹۶) صصح

③ مؤٹا امام مالک رواية ابن القاسم بتحقيقی (۲۷۷) و سنده صحیح، رواية یحییٰ بن یحییٰ (۱۹۵۱) (۴۶۰) صحیح البخاری (۴۰۳) و صحیح مسلم (۵۲۶)

سفرش کرنے والے کا اجر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يُكْنَى لَهُ تَصْيِيبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يُكْنَى لَهُ كُفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْبِلًا﴾
(٤١/ النساء : ٨٥)

”جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس (کے ثواب) میں سے حصہ ملے گا اور جو بُری بات کی سفارش کرے اس کو اس (کے عذاب) میں سے حصہ ملے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“

فواائد:

۱: ہر انسان کو اس کی اچھی اور بُری سفارش سے حصہ ضرور ملے گا اگر آدمی کی اچھائی پر سفارش کرتا ہے تو اس عمل سے اسے بھی اجر ملے گا اور اگر وہ کسی برائی پر سفارش کرتا ہے تو اسے بھی گناہ ملے گا مثلاً اگر کوئی آدمی اچھا کام کرنے والے کسی آدمی کی سفارش کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ اچھا کام کرنے سے کامیاب ہو جاتا ہے تو جب تک وہ آدمی اچھا کام کرتا رہے گا اس سفارش کو بھی اجر ملتا رہے گا اسی طرح اگر کوئی شخص چور کی سفارش کر کے اسے چھڑاتا ہے جو پھر جا کر چوریاں کرتا ہے تو سفارش کرنے والے کو بھی اس کے گناہ سے حصہ ملتا رہے گا۔

سیدنا ابو موسیٰ الشاذلي سے مروی ہے:

﴿كَانَ رَسُولُ اللَّهِ مُلِئَكُمْ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ طَلَبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةً، قَالَ: اشْفَعُوا تُؤْجِرُوا، وَيَقْضِيَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مُلِئَكَمْ مَا شَاءَ﴾^١

١ البخاری، الزکاة، باب التحریض على الصدقة والشفاعة فيها : (١٤٣٢)، ومسلم : (٢٦٢٧)

”رسول اللہ ﷺ کے پاس اگر کوئی مانگنے والا آتا یا آپ ﷺ کے سامنے کوئی حاجت پیش کی جاتی تو آپ ﷺ صحابہ کرام سے فرماتے کہ سفارش کرو تم اس کا ثواب پاؤ گے اور اللہ پاک اپنے نبی ﷺ کی زبان سے جو چاہے گا فیصلہ کر دے گا۔“

۲: جو انسان کسی کو صحیح اور اچھائی کا راستہ دکھاتا ہے یا اچھائی کرنے میں معاونت کرتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ اجر میں برابر کاشریک ہو جاتا ہے جیسا کہ سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ دَلَّ عَلَىٰ خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِيهِ)) ①

”جو شخص کسی کو بھلائی کے کام کا راستہ دکھائے اس کے لیے بھلائی کرنے والا کے ثواب کی طرح ثواب ملے گا۔“

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اسلام میں (کتاب و سنت کے مطابق) اچھا طریقہ جاری کرے اس کے لیے اس کا اجر ہے اور ان سب لوگوں کا اجر بھی ہے جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان (عمل کرنے والوں) کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ ②

۳: سیدنا آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہانیل کو قتل کیا تو یہ پہلا انسانی قتل تھا آج تک جتنے تاحد قتل ہوتے ہیں ان کا گناہ بھی قابیل کو ملتا ہے کیونکہ اسی نے یہ برافصل جاری کیا تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی مظلوم قتل ہوتا ہے تو اس کے خون کا گناہ آدم کے پہلے بیٹے پر بھی ڈال دیا جاتا ہے کیونکہ وہی پہلا شخص ہے جس نے قتل کو جاری کیا۔ ③

② صحیح مسلم، الامارة، فضل اعانة الغازی..... (۱۸۹۳)

③ مسلم: ۱۰۱۷

④ البخاری، احادیث الانبیاء، خلق آدم و ذریته، (۳۲۳۵) و مسلم، القسامۃ، باب إثم من سن القتل (۱۶۸۷)

سلام کے آداب

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا حَيَّتُمْ بِتَحْيَيَةٍ فَكَيْهُوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا لِإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ حَسِيبًا﴾ (النساء: ۸۶) (۴ / النساء)

”اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اس سے بہتر (کلے) سے (اے) دعا دو یا انہیں لفظوں کو (لوٹا کر) وعا دو پیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔“

فواہد:

۱: اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سلام کے آداب بتائے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو ”السلام عليکم“ کہتا ہے تو اس سے بہتر جواب یعنی ”وعليکم السلام ورحمة الله وبركاته“ کہے اگر ایسا نہیں کر سکتا تو کم از کم اتنا ضرور کہے جتنا اس نے کیا ہے یعنی ”وعليکم السلام“۔

سیدنا عمران بن حصین رض تبیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اس نے ”السلام عليکم“ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے میں نیکیاں ہیں ایک اور آدمی آیا اس نے ”السلام عليکم ورحمة الله“ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے میں نیکیاں ہیں پھر ایک اور آدمی آیا اس نے ”السلام عليکم ورحمة الله وبرکاته“ کہا تو آپ نے فرمایا: اس کے لیے میں نیکیاں ہیں۔*

۲: سلام دل میں محبت و مودت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ دل سے نفرت و کدورت کو دور کر

* الترمذی، الاستئذان، باب ما ذکر فی فضل السلام: (۲۶۸۹)، أبو داود: (۵۱۹۵)، وابن حبان: (۹۳)، الدارمی: (۲۷۷/ ۲)، صحيح بشواهد

دیتا ہے اور معاشرہ امن و سلامتی کا گھوارہ بن جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَذْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّىٰ تَحَابُّوا، أَوْ لَا أَدْلُكُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبُتُمْ • أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ))^۱

”تم جنت میں نہیں جاؤ گے یہاں تک کہ ایمان لا اور تم مومن نہیں ہو گے یہاں تک کہ ایک دوسرے سے محبت کرو، کیا میں تھیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اختیار کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے (اور وہ یہ ہے کہ) تم آپس میں سلام کو عام کر دو اور سلام کو پھیلاو۔“

۳: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ))^۲

” بلاشبہ لوگوں میں سے اللہ کے زیادہ قریب وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔“

۴: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو سلام کہے اور اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جانے کے بعد دوبارہ ملے تو اسے پھر سلام کہنا چاہیے۔“^۳

۵: سیدنا عبد اللہ بن عمر و بن عاصی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَىٰ مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ))^۴

۱ مسلم ، الإيمان ، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون.....: (۹۲-۵۴)

۲ أبو داؤد ، الأدب ، باب فضل بدأ الإسلام: (۵۱۹۷) ، صحيح

۳ أبو داؤد ، الأدب ، باب في الرجل يفارق الرجل ثم يلقاه أسلم عليه: (۵۲۰۰) ، صحيح

۴ صحيح البخاري ، الإيمان ، باب إطعام الطعام في الإسلام: (۱۲)

”اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی، الغرض سب کو سلام کرو۔“^۱

۶: سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”سوار پہل کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں

کو سلام کریں اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔“^۲

۷: سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب انھ کر جانے لگے

تب بھی سلام کرے اس لیے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ فاقہ نہیں ہے۔“^۳



^۱ البخاری، الاستئذان، باب تسلیم القلیل علی الکثیر: (۶۲۳۲)

^۲ أبو داؤد، الأدب ، باب السلام إذا قام من المجلس: (۵۰۸)، صحيح

مسلمان کے قتل کا گناہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطْأً۝ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطْأً۝ فَتَحْرِيرُ رَقْبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسْلِمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصْدَقَ وَالْفَاتِحَةُ۝ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُوْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقْبَةٍ مُؤْمِنَةٍ طَوْلَانْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيَثَاقٌ فِي دِيَةٍ مُسْلِمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقْبَةٍ مُؤْمِنَةٍ طَوْلَانْ لَمْ يَجِدْ قَصْبَامُ شَهْرَيْنِ مُتَنَاعِيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ طَوْلَانْ كَانَ اللَّهُ عَلَيْهِ حَكِيمًا ۝ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَيْدًا فَجَرَأَهُ جَهَنَّمُ خَلْدًا فِيهَا وَغَضَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَأَعْذَلَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝﴾

(النساء : ۹۲ - ۹۳)

”اور کسی مومن کے شایان شان نہیں کہ مومن کو مارڈا لے مگر بھول کر! اور جو بھول کر بھی مومن کو مارڈا لے تو ایک مسلمان غلام آزاد کر دے اور مقتول کے وارثوں کو خون بھا (دیت) ادا کرے ہاں اگر وہ معاف کر دیں (تو ان کو اختیار ہے) اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن کا تمہارے ساتھ حصہ کا عہد ہو تو وارثاں مقتول کو خون بھا (دیت) ادا کرنا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھئے یہ (کفارہ) اللہ کی طرف سے (قبول) توبہ (کے لیے) ہے اور اللہ (سب کچھ) جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو شخص مسلمان کو قصد امارڈا لے گا تو اس کی

سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور اللہ اس پر غصہ ناک ہو گا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لیے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔

فواہد:

ا: اس آیت مبارکہ کے شان نزول میں متعدد روایات مردی ہیں جن میں سے ایک وکاذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) جنگِ احمد میں مسلمانوں نے سیدنا حذیفہ رض کے والد یمان رض کو غلط فہمی سے قتل کر دیا تھا جس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ سیدہ عائشہ رض سے مردی ہے کہ جنگِ احمد کے دن جب مشرکین غلکت کھا گئے تو ابلیس نے چلا کر کہا: اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے والوں پر حملہ کرو پھر اگلی صفوں نے پیچھی صفوں پر حملہ کر دیا اور آپس میں مذہبیہ ہو گئے۔ اچانک سیدنا حذیفہ رض نے دیکھا کہ مسلمان سیدنا یمان رض پر حملہ آور ہیں انہوں نے چلا کر کہا یہ میرے والد ہیں۔ یہ میرے والد ہیں۔ مگر وہ اس وقت تک باز نہ آئے جب تک کہ انہوں نے سیدنا یمان رض کو شہید نہ کر اللّٰهُ أَكْبَرُ سیدنا حذیفہ رض نے فرمایا: "اللّٰهُ تَعَالٰى تَحْمَارِي مَغْفِرَتَ فَرِمَّاَيَ" ①

(۲) امام ابن الاشیر شبیانی رض نے لکھا ہے: کہ "حارث بن زید مکہ میں مسلمانوں کو ایذا پہنچایا کرتا تھا وہ مسلمان ہو گیا اور نبی ﷺ کے صحابہ کو اس کے اسلام لانے کی خبر نہ تھی جب وہ بحربت کر کے مدینہ پہنچا تو عیاش بن ربعہ نے اسے قتل کر دیا۔ ②

(۳) ایک قول کے مطابق یہ آیت سیدنا اسامہ بن زید رض کے متعلق نازل ہوئی جب غلط فہمی سے انہوں نے مرداس بن عمر نامی آدمی کو قتل کر دیا تھا۔

سیدنا اسامہ بن زید رض فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبلہ حرقة کی طرف بھیجا، ہم نے اس قوم پر صحیح کے وقت حملہ کیا اور ان کو غلکت فاش دی۔ میں اور ایک انصاری کفار کے ایک شخص سے پنج آزماتھے جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کہا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ انصاری

① صحیح بخاری، المغازی، باب «اذ همت طائفتن.....» (۴۰۶۵)

② اسد الغابہ / ۱

رک گیا لیکن میں نے اسے نیزے کا وار کر کے مار دالا۔ جب ہم مدینہ آئے اور نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((یا أَسَّامَةُ أَقْتَلْتُهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ))

”اے اسامہ! کیا تو نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے کے بعد بھی اسے مار دالا؟“

میں نے عرض کی: وہ تو اپنے بچاؤ کے لیے کلمہ پڑھ رہا تھا۔ (چچے دل سے نہیں پڑھ رہا تھا) تو آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے (کہ تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اسے مار دالا؟) حتیٰ کہ میں نے یہ خواہش کی:

((أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ)) ①

”کاش! میں اس دن سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔“

۲: قتل خطا غلطی یا غلط فہمی سے کسی کو قتل کر دیا جائے تو اس کی دیت اس کے ورثا کو ساونٹ یا ان کی قیمت ادا کرنا ہے اور کفارے کے طور پر ایک مومنہ لوئڈی یا غلام آزاد کرنا ہے اگر یہ نہ میر ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا ہے۔

قتل عمد: جان بوجھ کر قتل کرنا، یہ ابدی جہنمی ہے الیہ کہ اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے۔ اگر کسی نے مسلمان کو عمدًا قتل کر دیا تو اسے ورثا کے حوالے کر دیا جائے گا وہ اسے قصاص میں قتل کر دیں یا دیت پر راضی ہو جائیں اور دیت ساونٹ یا ان کی قیمت ہے۔

عمرو بن شعیب عن ابی عین جده سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص نے کسی مومن کو عمدًا قتل کیا اس کو مقتول کے ورثا کے حوالے کر دیا جائے گا اگر وہ چاہیں تو اس کو قتل کر دیں اور اگر وہ چاہیں تو اس سے دیت وصول کر لیں۔ قتل عمد کی دیت یہ ہے: تین سال کی تیس اونٹیاں، تیس اونٹیاں چار سال کی اور چالیس اونٹیاں پانچ سال کی اس علاوہ جس شرط پر وہ صلح کر لیں۔“ ②

① بخاری، الديات، باب ومن أحياها..... (٦٨٧٢)

② صحيح الترمذی، (١٣٩٢)، أبو داود: (٤٥٠٦)

- ❶ የክናንያ, በግብርው አገልግሎት ተሸጠዋል (ወጪ ቅድመ)፡ (፩፮፻፲)
 - ❷ የክናንያ, በግብርው አገልግሎት ተሸጠዋል፡ ፬፻፲
 - ❸ መሠረት ተሸጠዋል (፩፮፻፲) የተመለከተ ተናግኝ (፭፻፯፯)
 - ❹ መሠረት የክናንያ, በግብርው አገልግሎት ተሸጠዋል (ወጪ ቅድመ)፡ (፭፻፯፯)

ପ୍ରକାଶିତ ୧୯୯୫

କୁର୍ରା ପ୍ରତିକାଳରେ ଏହାରେ କିମ୍ବା ଏହାରେ କିମ୍ବା ଏହାରେ କିମ୍ବା
ଏହାରେ କିମ୍ବା ଏହାରେ କିମ୍ବା ଏହାରେ କିମ୍ବା ଏହାରେ କିମ୍ବା

„خواجہ (خدا) کے ساتھ یہ ہے میرا بھائی،“

۲۰۱۷ء کا ایک ریڈیو ایجنسی، ایک سینئر ایجنسی (ایکمی) اور
• ((بھارتی جمیعت مسلمانوں کے لئے گھنٹہ جمیعیت))

لِمَنْ يَرِدُ لِي بِكُوْنِي بِكُوْنِي بِكُوْنِي بِكُوْنِي بِكُوْنِي

(ج) ۶۰٪ تکمیل شد (د) ۷۰٪ تکمیل شد

(۳) والدین کی نافرمانی (۲) جھوٹ بولنا یا جھوٹی گواہی دینا ①

خطبہ جتنے الوداع میں لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَعْزَمَةٌ يَوْمَئِنْهُمْ هَذَا فِي شَهْرٍ كُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا)) ②

”اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن (عرفہ)، تمہارے اس مہینہ (ذی الحجہ) میں اور اس شہر کم میں حرام ہیں۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب کوئی (ناحق) قتل کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔“ ③

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا التَّقَى الْمُسْلِمَانِ يُسْتَبِّنَهُمَا، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ، قَالَ: إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ)) ④

”جب دو مسلمان تواریخ پیش کرایک دوسرے سے بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ایک تو قاتل تھا لیکن مقتول کو سزا کیوں ملے گی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے قاتل کے قتل پر آمادہ تھا۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں (مسلمانوں) میں سب سے زیادہ مبغوض (ناپسندیدہ) تین طرح کے لوگ ہیں۔ حرم میں زیادتی کرنے والا، دوسرا جو اسلام

① صحيح البخاري، الديات، باب قول الله تعالى (ومن أحياها): (٦٨٧١)

② صحيح مسلم، الحج، (٢٩٥٠) و صحيح بخاري (٢٢٢١).

③ البخاري، الحدود، باب إثيم الزناة: ٦٨٠٩۔

④ البخاري، الديات، باب قول الله تعالى (ومن أحياها): (٦٨٧٥)

میں جاہلیت کی رسولوں پر چلنے کا خواہ شمند ہو، تیرے وہ شخص جو کسی آدمی کا ناحن خون کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگے۔^①

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خونوں ہی کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔“^②

تین صورتوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون نہیں بہایا جا سکتا اور وہ بھی صرف عدالت اور قاضی کے فیصلے کے ساتھ خلیفہ اور حکومت ہی کر سکتے ہیں، (۱) قصاص میں، (۲) زنا میں

(۳) مرتد ہونے پر، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشَهُدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّى
رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثَةِ النَّفْسٍ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيْبُ
الْزَّانِي، وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ))^③

”کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کامنے والا ہو حلال نہیں ہے البتہ تین صورتوں میں جائز ہے۔ جان کے بدلہ جان لینے والا، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل جانے والا (مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والا۔“



① البخاری، الديات، باب من طلب دم امرئٍ بغير حق: (٦٨٨٢)

② البخاري، الديات، باب من قول الله تعالى (ومن قتل مؤمنا.....): (٦٨٦٤)

③ البخاري، الديات، باب قول الله تعالى (إن النفس بالنفس.....): (٦٨٧٨)

مجاہد جنت کے درجات کے مالک

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي الْقَعْدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الصَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ طَفَقَلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَعْدِيْنَ دَرَجَةً طَ وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى طَ وَفَضَلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَعْدِيْنَ أَجْرًا عَظِيمًا طَ درَجَتْ قِنْهَهُ وَمَعْفَرَهُ طَ وَرَحْمَهُ طَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا لَّهُمَا طَ﴾ (النساء : ۹۵، ۹۶)

”جو مسلمان گھروں میں بیٹھ رہتے ہیں اور کوئی عذر نہیں رکھتے وہ اور جو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجے عطا فرمائے ہیں اور نیک وعدہ سب سے ہے لیکن اجر عظیم کے لحاظ سے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت بخشی ہے۔ یعنی اللہ کی طرف سے درجات میں اور بخشش میں اور رحمت میں اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہے۔“

فوائد:

ا: صحیح بخاری میں ہے کہ جب اس آیت کے ابتدائی الفاظ اترے: ”گھروں میں بیٹھ رہنے والے اور جہاد کرنے والے مومن برابر نہیں۔“ آپ ﷺ سیدنا زید بن شعثہؑ کو بلا کر اسے لکھوار ہے تھے کہ سیدنا ابن ام کنونہؓ (ناپینا صحابی) آکر کہنے لگے آقا! میں تو ناپینا ہوں۔ اس پر الفاظ ﴿غَيْرُ أُولِي الصَّرَرِ﴾ نازل ہوئے یعنی وہ بیٹھ رہنے والے جو

بے غدر ہوں۔ ①

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا زید بن علیؑ اپنے ساتھ دوات اور تختی یا کندھ کی بڑی لے کر آئے تھے۔ اور حدیث میں ہے کہ ”ابن ام مکتوم“ بن علیؑ نے فرمایا تھا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں ضرور جہاد میں شامل ہوتا۔ اس پر وہ الفاظ ﴿عَيْنُ أُولَى الضَّرَرِ﴾ اترے۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ کی ران سیدنا زید بن علیؑ کی ران پر تھی، ان پر اس قدر بوجھ پڑا کہ قریب تھا کہ ران ٹوٹ جائے۔ ②

ایک حدیث میں ہے کہ ”جب یہ الفاظ نازل ہوئے اور آپ ﷺ پر سکینت نازل ہوئی میں آپ ﷺ کے پہلو میں تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھ پر رسول اللہ ﷺ کی ران کا اتنا بوجھ پڑا کہ میں نے اس سے زیادہ بوجھل چیز کوئی نہیں اٹھائی۔ پھر وحی مکمل ہو جانے کے بعد آپ ﷺ نے ﴿عَظِيمًا﴾ تک آیت لکھوائی اور میں نے اسے شانے کی بڑی پر لکھ لیا۔ اور حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ابھی تو ابن ام مکتوم ﷺ کے الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی۔ سیدنا زید بن علیؑ فرماتے ہیں وہ منظر اب تک میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ گویا میں (اب بھی وہ منظر اپنے سامنے) دیکھ رہا ہوں! کہ بعد میں اترے ہوئے ان الفاظ کو میں نے ان کی جگہ پر اپنی تحریر میں بڑھا کر شامل کیا۔ ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اس سے مراد بدر کی لڑائی میں جانے والے اور اس میں حاضر نہ ہونے والے ہیں۔“ ④

۲: غزوہ بدر کے موقعہ پر سیدنا عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ کرنی

۱: صحيح بخاری، التفسير، سورة النساء، باب ﴿لَا يَسْتُوِي الْقَاعِدُونَ...﴾ (۴۵۹۳)، صحيح مسلم، (۱۸۹۸)۔

۲: صحيح بخاری، التفسير، سورة النساء، باب ﴿لَا يَسْتُوِي الْقَاعِدُونَ...﴾ (۴۵۹۲)، ترمذی، (۳۰۳۳)۔

۳: أبو داود، الجہاد، باب الرخصة في القعود، ۲۵۰۷، وسنده حسن۔

۴: صحيح بخاری، التفسير، سورة النساء، باب ﴿لَا يَسْتُوِي الْقَاعِدُونَ...﴾ (۴۵۹۵)۔

اکرم ﷺ سے کہنے لگے: ہم دونوں ناپینا ہیں! کیا ہمیں رخصت ہے؟ تو انہیں آیت قرآنی میں رخصت دی گئی۔ لہذا مجاہدین کو جن پیغمبر بنے والوں پر فضیلت دی گئی ہے وہ صحت و تقدیرتی والے لوگ ہیں۔^①

۳: آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ جہاد کرنے والے مجاہد اور جہاد نہ کرنے والوں کے درمیان بہت فرق ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد کو جو درجات عطا فرمائے ہیں وہ دوسروں کے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے اعمال کے اعتبار سے اسے جنت میں بلند درجہ دے گا لیکن سب سے زیادہ درجے صرف مجاہد کو ملیں گے اس سے زیادہ کسی کو جنت میں درجات نصیب نہیں ہوں گے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَبَا سَعِيدٍ! مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبِّاً وَ بِالإِسْلَامِ دِينًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَ جَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ))

”اے ابوسعید! جو شخص اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو، اس کے لیے جنت واجب ہے“

اس بات پر ابوسعید رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ بات مجھے دوبارہ سن سکیں تو آپ ﷺ نے اسی طرح دوبارہ فرمایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک اور بات یہ ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے جنت میں سو درجے بلند فرماتا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان آسمان اور زمین کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔ انھوں نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہے؟

((قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ))^②

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عز و جل کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔

① سنن ترمذی، التفسیر، باب ومن سورة النساء، (۳۰۳۲)۔

② صحيح مسلم (۱۸۸۴) (۴۸۷۹) و مستند أبي عوانہ (۵ / ۴۸)

۳: سیدنا عمر بن عنیسؑ فرماتے ہیں:

قالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْإِسْلَامُ قَالَ أَنَّ يُسْلِمَ قَلْبُكَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنَّ يَسْلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ قَالَ فَأَئِيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ الْإِيمَانُ قَالَ وَمَا الْإِيمَانُ قَالَ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْبَعْثَةَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ فَأَئِيُّ الْإِيمَانِ أَفْضَلُ قَالَ الْهِجْرَةُ قَالَ فَمَا الْهِجْرَةُ قَالَ تَهْجُرُ السُّوءَ قَالَ فَأَئِيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْجِهَادُ قَالَ وَمَا الْجِهَادُ قَالَ أَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ إِذَا لَقِيْتُهُمْ قَالَ فَأَئِيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأَهْرِيقَ دَمُهُ))^①

”ایک آدمی نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ! اسلام کیا ہے؟ فرمایا تو اپنے آپ کو اللہ کے پرد کر دے اور لوگ تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ اس نے کہا: افضل اسلام کیا ہے؟ فرمایا: مضبوط ایمان۔ اس نے کہا: ایمان کیا ہے؟ فرمایا: تو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں اور موت کے بعد اٹھنے پر ایمان لائے۔ اس نے کہا: افضل ایمان کیا ہے؟ فرمایا: جس میں بھرت ہو۔ اس نے عرض کی: بھرت کیا ہے؟ فرمایا: کہ تو ہر برائی چھوڑ دے۔ اس نے پوچھا: افضل بھرت کیا ہے؟ فرمایا: جس میں جہاد ہو۔ اس نے سوال کیا: جہاد کیا ہے؟ فرمایا: معرکہ کے میدان میں کفار سے قتال کرے۔ اس نے کہا: افضل جہاد کیا ہے؟ فرمایا: جس کے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دی جائیں اور خون بھاڑیا جائے۔“



① مسنند أحمد (۱۹۴۳۵) و ابن ماجہ، الجہاد، باب القتال فی سبیل اللہ (۲۷۹۴)

قصر نماز کی رخصت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا أَضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خَفْتُمْ أَنْ يَقْتَنِكُمُ الظَّنُونَ كَفُرُوا إِنَّ الظَّفَّارِينَ كَانُوا لَكُمْ عَذَابًا أَمْبَيْنَا﴾
(النساء : ۱۰۱)

”اور جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو بشرطیکہ تمہیں خوف ہو کہ کافر لوگ تمہیں ایذا دیں گے بیٹک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔“

فوائد:

۱: مسافر کو شریعت نے کئی سہولیات عطا کی ہیں ان میں سے ایک دو گانہ نماز بھی ہے یعنی مسافر چار رکعتوں والی نماز کی دور کعتیں پڑھ لے تو کافی ہو گا اور سفر، فی سبیل اللہ میدان جہاد کے لیے ہو یا کوئی عام سفر دونوں کا یہی حکم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا أَضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ﴾
(النساء : ۱۰۱)

”اور جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو“
سیدنا یعلیٰ بن امیہ رض سے مردی ہے کہ میں نے عمر بن خطاب رض سے کہا: ”اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ﴿وَإِذَا أَضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ ...﴾ اور اب تو لوگ امن میں ہو گئے ہیں (یعنی کیا اب بھی قصر ضروری ہے) تو انہوں نے فرمایا: جس چیز سے تمھیں تعجب ہو ا مجھے بھی اس سے تعجب ہوا تھا! میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یہ ایک صدقہ (احسان) ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے لہذا اس کا صدقہ قول کرو (اور ہر سفر میں قصر کرو)۔“ ①

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں:

”ابتداء میں نماز دور کعتیں فرض کی گئی تھی پھر سفر کی نمازوں کو (پہلی حالت پر ہی) باقی رکھا گیا اور حضر (حالت قیام) کی نماز مکمل (یعنی چار رکعتیں) کردی گئی۔“ ②

۲: نماز قصر کی سہولت استعمال کرنے کی ابتداء کہاں سے کی جائے؟ اس سلسلہ میں دو باتیں یاد رکھنی چاہئیں۔

(۱) جب بندہ اپنے گاؤں یا شہر سے نکل جائے تو وہ مسافر ہے، قصر کر سکتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا انسؓ فرماتے ہیں:

((صَلَّيْتُ الظُّهُرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعاً وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ)) ③

”میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعت ادا کی اور ذی الحلیفہ میں دور کعت ادا کی۔“

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے باہر ذی الحلیفہ میں نماز قصر ادا کی۔
یاد رہے اذو الحلیفہ مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ ④

(۲) سیدنا انسؓ فرمایا کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ)) ⑤

① مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة المسافرين ۶۸۶۔

② بخاری، الجمعة، باب (۱۰۹۰)

③ بخاری، التقصير، باب يقصُّ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ (۱۰۸۹)

④ نيل الاوطار : ۴۷۷/۲.

⑤ مسلم، صلاة المسافرين قصرها، باب صلاة المسافرين (۶۹۱)

”رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرخ (نمیل) پر نماز قصر کرتے تھے۔“
تین فرخ یعنی نمیل ہمارے موجودہ کلومیٹر کے حساب سے نمیل اکیس کلومیٹر (۲۱) اور
سات سو (۷۰۰) میٹر بنتا ہے۔

۳: نماز کتنے دن تک قصر کی جائے؟ تو اس میں اہل علم کے ہاں کثیر اختلاف ہے۔ کیوں کہ
رسول اللہ ﷺ نے اس کی کوئی حد متعین نہیں کی۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ جب تک بندہ
مسافر ہے قصر کرے جب کسی جگہ کچھ عرصہ مستقل شہرنے کا ارادہ ہو تو پوری پڑھے۔
نوٹ: ایک روایت چار برید (اڑتا لیں ۳۸) میل سے زائد پر قصر کی ہے جو
روایت سخت ضعیف ہے اس میں عبدالواہب بن مجاہد بن جبر راوی متزوک ہے۔ ①



❶ دارقطنی (۱/۳۸۷) و میزان الاعتدال (۲/۶۸۲)

اللہ سے استغفار کرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَعِظُ اللَّهَ عَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (۱۱۰/ النساء)

”اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخششے والا اور مہربان پائے گا۔“

فوائد:

۱: اللہ رب العالمین کا قانون ہے کہ اگر کوئی انسان غلطی و خطا اور گناہ کرنے کے بعد اس کے سامنے نہ امت و شرمندگی کے ساتھ توبہ و استغفار کر لے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں نیز گناہوں کو معاف کرنے کے ساتھ گناہوں کو نکیوں میں بدل دیتا ہے۔

مومنین کی علامت بھی یہی ہے کہ وہ بارگاہ ایزدی میں ہمیشہ استغفار کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَ مَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى وَ لَمْ يُصْرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَ هُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (۱۳۵ آل عمران)

”اور وہ کہ جب کسی بے حیائی کا ارتکاب یا اپنی جان پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔“

توبہ و استغفار کی ترغیب دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ طَإَنَّ رَبَّنِي رَحِيمٌ وَّدُودٌ ﴾ (۱)

(۱۱) ہود: ۹۰

”اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو یعنی میرا پروردگار رحم والا (اور) محبت والا ہے۔“

﴿وَاسْتَغْفِرُ لِذَنْكِكَ وَسَيِّدِكَ يُحَمِّدُكَ بِالْعَشَقِ وَالْأَنْجَارِ ﴾ (۲)

(۴۰) المؤمن: ۵۵

”اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور صبح و شام اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔“

﴿وَاسْتَغْفِرُ لِذَنْكِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط﴾ (۱۹) / محمد: ۴۷

”اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی۔“

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَأَمْنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتَهُمْ حَسَنَاتِ ط وَكَانَ اللَّهُ عَفُورًا أَعْجَمِنَا ﴾ (۷۰) / الفرقان: ۲۵

”مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔“

۲: حسن بھری اللہ کے پاس آ کر کسی نے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ اللہ نے اسے استغفار کی تلقین کی۔ کسی دوسرے شخص نے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ اسے بھی انہوں نے یہی نصیحت بتالیا! ایک اور شخص نے اپنے باغ کے خشک ہونے کا شکوہ کیا، اسے بھی فرمایا: استغفار کر! ایک شخص نے کہا: میرے گھر اولاد نہیں ہوتی؟ اسے بھی کہا: اپنے رب سے استغفار کر! کسی نے ان سے پوچھا: کہ آپ نے سب کو استغفار ہی کی تلقین کیوں کی؟ تو آپ اللہ نے فرمایا: میں اپنی طرف سے نہیں کہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ طَإِنَّهُ كَانَ غَافِرًا لِّيُرْسِلِ الشَّاءَعَيْنِكُمْ قَدْرًا لَّهٗ وَيُمْدِدُكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِينَ وَيَجْعَلُ لَكُمْ جَثَتٍ وَّيَجْعَلُ لَكُمْ أَنْهَارًا﴾

(نوح : ۱۰ - ۷۱)

”اور میں (سیدنا نوح ﷺ) نے کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے لگاتار بارش بر سائے گا۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور (ان میں) تمہارے لئے نہریں بھاوسے گا۔“

۳: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تھیس ختم کر کے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے گا۔“^۱

۴: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت کی خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے نامہ اعمال میں کثرت سے استغفار پایا۔“^۲

۵: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اے میرے بندو! تم کمراہ ہو مگر جس کو میں بدایت عطا کروں لہذا تم مجھ سے بدایت مانگو۔

اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جس میں کھانا کھلاوں اس لیے تم مجھ سے کھانا مانگو میں تھیس کھلاوں گا۔

اے میرے بندو! تم سب نگئے ہو، مگر میں (کپڑے) پہناؤں اس لیے تم مجھ سے کپڑے مانگو میں تھیس پہناؤں گا۔

^۱ مسلم، التوبۃ، باب سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبۃ: (۲۷۴۹)

^۲ ابن ماجہ، الأدب، باب الاستغفار: (۳۸۱۸) و صحیح الجامع الصغیر: (۳۹۳۵)

((يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِلُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ
الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرُ لَكُمْ)) ①
”اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں ہر طرح کے گناہوں کو بخش
دیتا ہوں اس لیے تم مجھ سے بخشش مانگو میں تھیں بخش دوں گا۔“



❶ مسلم، البر والصلة، باب تحريم الظلم : (۲۵۷۷)

بہترین سرگوشیاں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا خَيْرٌ فِي كُثُرِهِ مِنْ إِجْوَاهِهِ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاجٍ
بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرَضَاتِ اللَّهِ فَسُوقَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا
عَظِيمًا﴾ (النساء: ۱۱۴)

”ان لوگوں کی بہت سی سرگوشیاں اچھی نہیں ہاں (اُس شخص کی سرگوشی اچھی ہو سکتی
ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے اور جو ایسے کام اللہ کی
خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرے گا تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔“

فوائد:

۱: اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی ان باتوں کا تذکرہ کیا ہے جو راتوں کو الگ
بینہ کر مشورہ کرتے تھے اور ان کی اکثر باتیں بھلانی سے خالی ہوتی تھیں۔ اسی لیے چھپ
کر کرتے تھے ورنہ سچائی اور اچھائی کو چھپانے کی کیا ضرورت ہے؟ البتہ کچھ امور ایسے
ہوتے ہیں جو پوشیدہ طور پر کرنے سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں مثلاً صدقہ کرنا
کھلم کھلا بھی جائز ہے مگر پوشیدہ طور پر کرنا اچھا عمل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانیں
کے مطابق:

”صدقہ اس طرح کیا جائے کہ داکیں سے کیا ہو تو باکیں کو پہنچنک نہ چلے۔“
علاوه ازیں اس طرح صدقہ دینے سے لینے والا بھی شرمند نہیں ہوتا۔ الغرض بھلانی کے
کام مثلاً صدقہ کرنا نیز لوگوں کے درمیان صلح کرنے کے متعلق بھی پوشیدہ طور پر مشورہ کیا جائے

❶ بخاری، الاذان، من جلس فی المسجد (۶۵۹)

تونیکی کا کام ہے۔

۲: اس آیت مبارکہ میں تین چیزوں کے متعلق سرگوشی گفتگو کرنے کو بہترین عمل قرار دیا گیا ہے ان میں صدقہ و خیرات کی ترغیب دلانے میں گفتگو کرنا بھی شامل ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ أَنْفَقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَحْلِفِينَ فِيهِ طَالِبِينَ أَمْتَوْا مِنْكُمْ وَ أَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ﴾ (۵۷/ الحدید: ۷)

”اور جس (مال) میں اس نے تم کو (اپنا) نائب بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو، جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور (مال) خرچ کرتے رہے ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔“

سیدنا عدری بن حاتم رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((انْقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشَقِّ تَمَرَّةٍ)) ①

”(جہنم کی) آگ سے پچونواہ بھجو کی ایک گھٹلی ہی صدقہ کر دو۔“
صدقہ و خیرات کی ترغیب کے لیے مزید دیکھیں:

سورة المائدۃ آیت نمبر ۱۰، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۳، سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۲، سورۃ البقرۃ آیت: ۲۲۵۔

۳: امر بالمعروف و نهى عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا سب پرفرض ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِي قَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَافُ الْإِيمَانِ)) ②

① صحيح البخاری، الزکاة، باب انقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة: (۱۰۱۶)۔ و مسلم: (۱۴۱۷)

② مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنکر من الإيمان: (۴۹)

”تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل کر روک دے، اگر (ہاتھ سے روکنے کی) طاقت نہیں ہے تو زبان سے (اس کا بڑا ہونا واضح کرے) اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (اے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“

۳: رشتہ دار، دوست اور باہم ناراضیگر لوگوں کے درمیان صلح کرادینا بہت بڑا عمل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے کئی مقامات پر اس کی ترغیب اور فضیلت بیان کی ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنَّقُولَهُ اللَّهُ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ (الأنفال: ۱۸)
”پس اللہ سے ڈر و اور آپس میں صلح کرو۔“

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ لِخُوفُهُ فَاصْلِحُوا بَيْنَ أَخْوَيْكُمْ﴾

(الحجرات: ۱۰)

”تم ایمان والے بھائی ہیں پس تم دو بھائیوں کے درمیان صلح کرواد۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أَخْيَرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟
قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّوْ قَالَ: إِصْلَاحٌ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادٌ
ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ)) ①

”کیا میں تھیں ایسے کام کی خبر نہ دوں! جو نماز، روزہ اور صدقہ سے بھی افضل ہے؟“ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: بتلائے! تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانا۔ کیونکہ دو آدمیوں کے درمیان فساد ڈالنا (دین کو) مومن (کر بر باد کر دینے) والا کام ہے۔

① أبو داود، الأدب، باب في إصلاح ذات البين: (٤٩١٩)، مسنن أحمد: (٦/ ٤٤٤-٤٤٥)

تین صورتوں کے علاوہ کسی بھی حالت میں جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں جن میں سے ایک صورت یہ ہے کہ دوآدمیوں یادو فریقوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیا جاسکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْكَذَابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْهَا خَيْرًا، أَوْ يَقُولُ خَيْرًا))^①

”جھوٹا وہ نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس کے لیے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہہ دے۔“

سیدہ ام کلثوم رض بیان کرتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں میں سے جو لوگ کہتے ہیں کسی بات کی اجازت دیتے ہوئے نہیں سنائے تین باتوں کے، لڑائی کے بارے میں، لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں اور مرد کی اپنی بیوی سے اور عورت کی اپنے خاوند سے گفتگو میں۔^②



① صحيح البخاري، الصلح، باب ليس الكاذب الذي يصلح بين الناس: (٢٦٩٢)

② مسلم: ٢٦٠٥

ہر حال میں انصاف پر قائم رہو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُوْنُوا قَوْمِيْنَ بِالْفَقْسَطِ شُهَدَاءَ إِلَيْهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوْ الْوَالَدَيْنَ وَالْأَقْرَبَيْنَ ۝ إِنْ يَكُنْ عَنْهُنَا أُوْفَقُيْرًا فَإِنَّهُ أُولَئِكَ فَلَا تَتَبَيَّنُوا إِلَهُهُوَ أَنْ تَعْدِلُوْا وَإِنْ تَكُلُّوا أَوْ تُعَرِّضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَيِّرًا ۝﴾ (۴/ النساء : ۱۳۵)

”اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لیے سچی گواہی دو، خواہ تمہارے خلاف یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی ہو۔ اگر کوئی امیر یا فقیر ہے تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے، تو تم خواہشِ نفس کے پیچھے چل کر عدل کونہ چھوڑ دینا اور اگر تم (گواہی دیتے وقت) اپنی زبان کو موزوڑ گے یا (شہادت سے) پچنا چاہو گے تو (جان رکھو کہ) اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔“

فوائد:

۱: اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ عدل و انصاف پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ اس سے ایک اخچ بھی ادھرا دھرنہ سرکیں، ایسا نہ ہو کہ کسی کے ذر کی وجہ سے، کسی لائق کی بنی پر، کسی کی خوشامد میں آ کر، کسی پر حرم کھا کر یا کسی کی سفارش سے عدل و انصاف چھوڑ بیٹھیں۔ سب مل کر عدل کو قائم و جاری کریں۔ ایک دوسرے کی اس معاملہ میں مدد کریں اور خلق باری میں عدالت کے سکے جادیں۔ ①

مذکورہ آیت مبارکہ کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ عدل و انصاف پر ہر حال میں قائم رہنا

① تفسیر ابن کثیر تحت الآية.

چاہیے اور ایسا کرنے والا رب کا محبوب ہونے کے ساتھ ساتھ اجر عظیم بھی پائے گا۔

سیدنا انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین کام نجات دینے والے ہیں۔

۱: ((خَشْيَةُ اللَّهِ فِي السَّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ))

”خفیہ اور اعلانیہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا“

۲: ((وَالْقَاصِدُ فِي الْفَقْرِ وَالْغُنْمِ))

”فقیری اور امیری میں میانہ روی اختیار کرنا“

۳: ((وَالْعَدْلُ فِي الْغَصْبِ وَالرِّضَا)) ①

”غضب اور رضاہر حال میں عدل و انصاف سے کام لینا۔“

۴: اللہ تعالیٰ عادل ہے اور عدل و انصاف کو پسند کرتا ہے یقیناً جو انسان اللہ کی پسندیدہ صفات اپنائے گا اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت کی بہت سی نعمتوں سے نوازے گا۔ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ وَكِلْتُمَا يَدِيهِ يَمِينٌ : الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِهِمْ وَمَا وَلُوا))

”جو لوگ انصاف کرتے ہیں وہ اللہ عز و جل کے پاس منبروں پر ہوں گے، پروردگار کے داہنی طرف اور اس کے دونوں ہاتھوں ہانے ہیں اور یہ انصاف کرنے والے وہ لوگ ہیں جو حکم کرتے وقت انصاف کرتے ہیں اور اپنے بال بچوں اور عزیزوں میں انصاف کرتے ہیں اور جو کام ان کو دیا جائے اس میں انصاف کرتے ہیں۔“

① صحیح الجامع الصغیر (۳۹۲۹)

② صحیح مسلم، الامارة، باب فضیلۃ الامام العادل و عقوبة..... (۴۷۲۱) و سنن نسائی (۵۳۹۴)

۳: جنت میں داخل ہونے والے تین لوگ:

سیدنا عباس بن حمار جماعتی میں سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ”جنت میں داخل ہونے والے لوگ تین طرح کے ہیں:

((ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُؤْفَقٌ))

”حکمران۔ انصاف کرنے والا۔ بچ بولنے والا نیک کاموں کی توفیق دیا گیا۔“

((وَرَجُلٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى))

”ہر قرابت والے اور مسلمان کے لیے زم دل۔“

((وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ))^①

”پاک دائم اور فقر و فاقہ کے باوجود سوال سے بچنے والا۔“

۴: قاضی تین طرح کے ہیں: سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قاضی تین طرح کے ہیں جن میں سے ایک جنت میں اور دو جہنم میں جائیں گے:

۱: ((فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ))

”جس نے حق جان لیا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔“

۲: ((وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارٌ فِي الْحُكْمِ))

”جس نے حق کو جان لیا مگر فیصلے میں ظلم کیا۔“

۳: ((وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ))^②

”جس نے (بغیر تحقیق و تفہیش کے) جہالت پر ہی لوگوں کا فیصلہ کر دیا۔“

۵: عدل کی وجہ سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحد رضی اللہ عنہ سال خیر کے یہودیوں کے پاس جا کر چکلوں اور فصلوں کا حساب

① مسلم، الجنة و نعيمها، باب الصفات التي يعرف (۲۸۶۵)

② ابو داؤد، القضاة، باب في طلب القضاة (۳۵۷۳)

لگا کران سے حصہ وصول کرتے، یہودیوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس شکوہ کیا کہ عبد اللہ بن رواحہ رض کا حساب لگانے میں سختی کرتے ہیں اور ادھر سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رض کو رشوت دینے کی پیش کش کر دی تو اس پر سیدنا عبد اللہ رض نے فرمایا: ”اے اللہ کے دشمنو! کیا مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو؟ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس ہستی کی طرف سے آیا ہوں، جو مجھے ساری کائنات سے بڑھ کر محظوظ ہے اور جہاں تک تمہارا تعلق ہے تو تم مجھے ساری انسانیت سے بڑھ کر مبغوض ہو! کیوں کہ تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں بندرا اور خنزیر بنایا گیا تھا، لیکن تمہارے ساتھ بغض اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت مجھے اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتی کہ میں تمہارے ساتھ کوئی نا انصافی کروں یہ سن کر یہودی کہنے لگے: ((إِنَّهَا قَاتَمٌ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ)) ”اسی عدل کی وجہ سے آسمان و زمین قائم ہیں۔“^❶



❶ صحیح ابن حبان، المزارعة، ذکر خبر ثالث بصرح بان الزجر عن المخابرہ.....
حسن (۵۱۹۹)

علامات نفاق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْمُنِفِقِينَ يُخْدِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَآءِدُهُمْ ۝ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ لَا يَرَأُونَ النَّاسَ وَلَا يَذَرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ مُذَبِّدِيَّنَ بَيْنَ ذَلِكَ ۝ لَا إِلَى هُوَ لَا ۝ وَلَا إِلَى هُوَ لَا ۝ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَئِنْ تَجْدَ لَهُ سَيِّئَاتٍ ۝﴾ (۴/ النساء : ۱۴۲ - ۱۴۳)

”منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں (یہ اس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔ اور جب یہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کامل ہو کر (صرف) لوگوں کو دکھانے کے لیے اور اللہ کو یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم۔ وہ (کفر و اسلام کے) درمیان میں تذبذب کا شکار ہیں نہ ان کی طرف (ہوتے ہیں) اور نہ ان کی طرف اور جس کو اللہ تعالیٰ بھٹکائے تو آپ اس کے لیے کبھی راستہ نہیں پاؤ گے۔“

فوائد:

ا: دل میں کفر کو چھپا کر زبان سے ایمان ظاہر کرنے کا نام نفاق ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:
 (۱) اعتقدادی (۲) عملی

(۱) اعتقدادی نفاق: مثلاً کفر، اعتقاد رکھنا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، آپ ﷺ کے ساتھ (دل میں) بعض رکھنا، ظاہر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا اظہار کرنا اور درحقیقت اس کے خلاف عمل کرنا، غیر اللہ کی طرف فیصلے لے کر جانا وغیرہ، ایسا شخص کافر سے بھی بدتر ہے اور اسلام کو سب سے زیادہ نقصان ایسے ہی لوگوں نے پہنچایا ہے ایسے لوگوں کے انعام

کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمُنْفِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّاسِ وَكُنْ تَعْدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾

(۱۴۵) النساء: ۱۴۵

”بے شک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تم کسی کو اُن کا مدعاگار نہ پاؤ گے۔“

(۲) عملی نفاق: مثلاً آدمی کے اندر نفاق کی کوئی علامت پائی جائے جیسے جھوٹ، امانت میں خیانت، وعدہ خلافی، گالی گلوچ وغیرہ اگر ان عبادات کو ترک کرنے کی بجائے ان پر ہیئتگشی اختیار کرے تو یہ بھی اعتقادی نفاق میں داخل ہو جاتا ہے۔

:۲ منافق کی پہچان بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ نہ اپنا ہوتا ہے اور نہ غیروں کا، گویا محبت و شفقت کا اظہار تو کرتا ہے لیکن پیچھے پیچھے خبر گونپتا ہے ایسے حالات میں شاعر نے کہا تھا:

ہم نے غیروں کی نفرتوں کا کب گلہ کیا
ہم تو اپنوں کی شفقتوں کے بتائے ہوئے ہیں

آپ ﷺ نے منافق کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

﴿(مَكَلُ الْمُنَافِقِ، كَمَثَلُ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هَذِهِ مَرَّةً وَإِلَى هَذِهِ مَرَّةً)﴾

”منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دور ریوڑوں کے درمیان (جنہی کے لئے بکرے کی تلاش میں) جیران پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ کی طرف آتی ہے اور کبھی اس ریوڑ کی طرف جاتی ہے وہ نہیں جانتی کہ ان دونوں میں سے کس کے پیچھے جائے۔“

۳: مذکورہ آیت مبلد کر میں منافقین کی تین علامات کو ذکر کیا گیا ہے۔

❶ مسلم، کتاب صفة المنافقین واحکامهم، (۲۷۸۴)

(۱) نمازوں میں سستی اور کامیلی کرنا

(۲) عمل (صالح) میں دکھلاوا اور ریا کاری کا اظہار کرنا

(۳) اللہ کا ذکر انتہائی کم کرنا

(الف) مومن نمازوں کی حفاظت کرتے ہوئے وقت پر ادا کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوةِهِمْ يَحَافِظُونَ مُهَاجِرًا﴾ (۲۳/ المؤمنون: ۹)

”جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔“

نبی ﷺ نماز کے لئے ہوشیاری کے ساتھ اٹھتے تھے ایک شخص نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی ﷺ کب اٹھتے تھے تو عائشہؓ فرمائی:

((كَانَ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلَّى))

فی روایة ((قَالَتْ وَثَبَ))

”نبی ﷺ جب مرغ کی اذان سن کر گھر ہے ہوتے اور نماز پڑھتے۔“^۱

دوسری حدیث میں ہے: ”آپ ﷺ اچھل کر اٹھتے تھے (کہ کہیں نماز میں سستی نہ ہو جائے)۔“^۲

سعید بن المسیب ؓ اپنے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

”چالیس سال تک یہ کیفیت رہی کہ موزون کے اذان دیتے وقت میں مسجد نبوی میں موجود ہوتا تھا۔“^۳

اس کے مقابلے میں منافقین نماز میں تاخیر، سستی اور کامیلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

^۱ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ (۷۴۱)

^۲ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ (۷۳۹)

^۳ کتاب الزهد، ترجمہ سعید بن المسیب، (ص ۴۵۸، ۴۵۹)

﴿وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالٍ وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَلِّ هُوَنَ﴾ (۶۰)

(۵۴ التوبہ :)

”اور وہ کامی و سستی سے ہی نماز کو آتے ہیں اور دل نہ چاہتے ہوئے ہی خرچ کرتے ہیں۔“

سیدنا انس بن مالک رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ وَيَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّىٰ إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ فِيهَا إِلَّا فَلَيْلًا)) ①

”یہ منافق کی نماز ہے وہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو کھڑا ہو کر نماز کے چار ٹھوٹنے لگا لیتا ہے اور نماز میں نہایت کم ذکر کرتا ہے۔“

(ب) منافق ظاہرا اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے دکھلوائے کا عمل کرتا ہے اس کا مقصد اللہ کی خوشنودی اور رضا نہیں بلکہ لوگوں کی زبان سے اپنی تعریف سننا ہوتا ہے۔

((مَنْ سَمِعَ سَمَعَ اللَّهُ بِهِ وَمَنْ شَرَأْتِي مُرَآتِي اللَّهُ بِهِ)) ②

”جو (لوگوں کو) سانے (شہرت) کے لیے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ (دنیا میں) اس کی شہرت کر دے گا اسی طرح جو کوئی دکھلوائے کے لئے نیک کام کرے گا اللہ (دنیا میں) اس کا عمل سب لوگوں کو دکھادے گا۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب التبکير بالعصر: (۶۲۲)

② البخاری، الرفاق، باب الرياء والسمعة (۶۴۹۹) و مسلم ، الزهد ، باب تحريم (۲۹۸۶)

((إِنَّ أَخْوَافَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشَّرُكُ الْأَصْغَرُ، قَالُوا: وَمَا الشَّرُكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ الرِّيَاءُ))^١

”سب سے زیادہ خوف والی چیز جس سے میں تم پر خوف کھاتا ہوں وہ شرک اصغر ہے، انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ریا کاری۔“

(ج) مومنین کی صفت ہے کہ وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور منافقین بہت ہی کم یادِ اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«يَا يَاهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذُكْرُ اللَّهِ ذُكْرًا كَثِيرًا» (آل احزاب: ۴۱)

”اے ایمان والو! تم اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو۔“

«وَالَّذِي كَيْرَيْنَ اللَّهَ كَثِيرًا ذَكْرَ الْمُذَكَّرَاتِ» (آدَمُ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا) (آل احزاب: ۳۵)

”اور اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں، ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کیا ہے۔“



¹ مسنند أحمد رقم الحديث: (۲۲۵۲۳)، صحيح الجامع الصفیر رقم الحديث: (۱۵۰۵)

برائی مت پھیلا و

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهَرُ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلِمَ طَوَّافًا كَانَ اللَّهُ سَيِّدًا عَلَيْهِمْ أَنْ تُبَدِّلُوا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوُا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوتًا قَدِيرًا﴾ (۴/ النساء : ۱۴۸ - ۱۴۹)

”اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو اعلانیہ برائی کے مگروہ جو مظلوم ہو اور اللہ (سب کچھ) سننا (اور) جانتا ہے۔ اگر تم لوگ بھلانی کھلم کھلا کرو گے یا چھپا کر، یا برائی سے درگزر کرو گے تو اللہ بھی معاف کرنے والا (اور) قدرت والا ہے۔“

فواہد:

۱: اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں اصلاح نفس اور اصلاح معاشرہ کے حوالہ سے چند چیزوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱)..... اپنے اور دوسروں کے گناہوں پر پردہ ڈالا جائے یعنی ستر پوشی کی جائے۔

(۲)..... مظلوم اپنے کیے گئے ظلم کو بیان کر سکتا ہے۔

(۳)..... غفو و درگز ر سے کام لینا بہت بہتر عمل ہے۔

(الف)..... مسلم معاشرے میں برائی کو عام کرنے اور کھلم کھلا گناہ کرنے اور دوسروں کے گناہوں کو ظاہر کرنے کو اللہ تعالیٰ نے سخت تاپسند فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَنَّ الَّذِينَ يُجْهَنُونَ أَنْ شَيْعَ الْفَاحِشَةَ فِي الَّذِينَ أَمْنَوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَكْبِرٌ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ طَوَّافًا لَا يَعْلَمُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (۲۴/ النور : ۱۹)

”جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزو مندرجتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّةٍ مُعَاقَىٰ إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهِرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُضَيَّعَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَيَقُولُ: يَا فُلَانُ عَوِّلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتَرُهُ رَبُّهُ وَيُضَيَّعُ يَكْشِفُ سِرَّ اللَّهِ عَنْهُ)) ①

”میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سو اگنا ہوں کو ہلم کھلا کرنے والوں کے اور گنا ہوں کو ہلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے: اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برآ کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود (اپنے گناہ پر ڈالے ہوئے) اللہ کے پردے کو ہوئے لگا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا، سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللَّهُ فِي عَوْنَ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنَ أَنْجِيهِ)) ②

”جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے

① البخاری، الأدب، باب سترا المؤمن على نفسه: (٦٩٦) و مسلم، الزهد: (٢٩٩٠)

② البخاری، المظالم، باب لا يظلم المسلم المسلم (٤٤٢)۔ و مسلم، الذكر والدعا، فضل الاجتماع على تلاوة..... (٢٦٩٩) والله نظر لمسلم

بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے نزدیک بلا کر اپنے پردے میں چھپا لے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا: ہاں! اے میرے پروردگار آخ رجب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین آجائے گا کہ اب وہ ہلاک ہو گیا! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج بھی میں تیری مغفرت کرتا ہوں۔“^۱

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں اس آدمی کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہو گا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا وہ ایک آدمی ہو گا جو قیامت کے دن لا یا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہ مت پیش کرو۔ چنانچہ اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ فلاں دن تو نے یہ کام کیا اور فلاں دن ایسا کیا وغیرہ، وہ اقرار کرے گا اور انکار نہ کر سکے گا اور اپنے بڑے گناہوں سے ڈرے گا کہ کہیں وہ بھی پیش نہ ہو جائیں حکم ہو گا کہ ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بد لے ایک نیکی دے دی! وہ کہے گا: اے میرے پروردگار: میں نے تو اور بھی بہت سے گناہ کے کام کئے ہیں جنہیں میں آج یہاں نہیں دیکھ رہا۔ راوی کہتے ہیں: کہ میں نے دیکھا آپ ﷺ (اس بات پر) بنے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سامنے والے دانت ظاہر ہو گئے۔“^۲

(ب) مظلوم ظالم کی برائی ظاہر کر سکتا ہے اور اس کے ظلم کا بدلہ بھی لے سکتا ہے اس

^۱ البخاری، المظالم والغضب، باب قول اللہ تعالیٰ (الا لعنة اللہ على الظالمين) (۲۴۴۱)

^۲ مسلم، الإيمان: (۳۱۴)

کے علاوہ کوئی آدمی کسی کی برائی کرتا ہے تو وہ گلہ، غیبت اور چغلی ہو گی جو کبیرہ گناہ ہے اسی طرح اگر کوئی اپنے اوپر کی گئی زیادتی کا بدلہ لے لیتا ہے تو جائز ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُجُزُوا سَيِّئَاتِهِ مُثْلِثًا إِنَّ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ طَّلاقٌ﴾

”برائی کا بدلہ، اسکی مثل برائی ہے جو درگزر کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔“

یعنی ظالم کا ظلم تو لوگوں کے سامنے یا ایسے افراد کے سامنے بیان کیا جاسکتا ہے جو صاحب اقتدار ہوں جس کے دو فاکرے ہو سکتے ہیں:

۱: شاید ظلم سے بیاز آجائے یا اس کی علافی کی کوشش کرے۔

۲: نوٹ لفڑی سے نجع کر رہ سکیں گے۔

جیسا کہ اس سلسلہ میں دور و ایات مردی ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں: ”ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کر کہنے لگا: ”محضے میرا پڑو سی ایذا دیتا ہے آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تم اپنا سامان نکال کر باہر راستے میں رکھ دو۔ اس نے ایسا ہی کیا چنانچہ جو بھی گزرتا اس سے پوچھتا تو وہ پڑو سی کے ظالما نہ رویے کی وضاحت کرتا جسے سن کر ہرگز رنے والا اس پر لعنت و ملامت کرتا۔ پڑو سی نے یہ صورت حال دیکھ کر مغدرت کر لی اور آئندہ کے لیے ایذا نہ دینے کا فیصلہ کر لیا اور اس سے اپنا سامان اندر رکھنے کی التجاکی۔^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا﴾^②

”حق والے کو بات کرنے کی گنجائش ہے۔“

یعنی مظلوم آدمی بہتر ہے کہ کسی بادشاہ، قاضی یا ایسے شخص کے پاس اپنی مظلومیت کا تذکرہ

^① أبو داؤد، الأدب، باب فی حق الجوار: (۵۱۵۳)

^② البخاری، لاستقراض، باب استقراض الإبل: (۲۳۹۰)

کرے جو اس کی مدد کر سکتا ہوا اور اس کا مقصد برائی کو عام کرنا اور مسلمان کو ذلیل و رسوایا کرنا نہ ہو۔

(ج) عفو و درگزرمونی کی صفت اور اللہ تعالیٰ کا محظوظ عمل ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنے کا وعدہ دیتا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجُهُولِ﴾

(۷) الاعراف: ۱۹۹

”عفو و درگزراختیار کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے درگزراخیار کرو۔“

﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفُحُوا لَا تُحِبُّونَ أَن يَعْفُرَ اللَّهُ لَكُمْ طَ﴾

(۲۴) النور: ۲۲

”اور وہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعْفًا إِلَّا عِزًّا﴾ ۰

”وسروں کو معاف کرنے اور درگزر کرنے سے عزت میں اللہ اضافہ کر دیتا ہے۔“

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر



۱ مسلم، البر والصلة، باب استحباب العفو والتواضع: (۲۵۸۸)

وَحْيٌ کی اقسام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كُمَّا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّنَ مِنْ بَعْدِهِ حٰ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْمَاطِ وَعِيسَى وَإِلْيَوبَ وَيُوسُفَ وَهُرُونَ وَسُلَيْمَانَ حٰ وَأَتَيْنَا دَاؤِدَ زَبُورًا حٰ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلٍ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ طٰ وَكَلَمُ اللَّهِ مُؤْمِنٍ تَكْتُبُهُنَّا حٰ﴾

(۱۶۳ - ۱۶۴ / النساء)

”(اے محمد!) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان کے بعد (دوسرے) پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی اور ابراہیم، اسماعیل، احقر، یعقوب، اولاد یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی اور داؤد کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی۔ اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات ہم آپ پر اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات تم سے بیان نہیں کئے اور موسیٰ سے تو اللہ تعالیٰ نے باقی بھی کیسی۔“

فواہد:

- ۱: شان نزول: سیدنا ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ عکین اور عدی بن زید نے کہا اے محمد! ہم نہیں مانتے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ نے کسی انسان پر کچھ انداز ہواں پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ①

① تفسیر طبری: (۴۰۰/۹)

۲: اس آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ پر وحی کا طریقہ کار بھی وہی ہے جو دوسرے
انبیاء پر وحی کے نزول کا تھا۔

سیدہ عائشہ رض فرماتی ہیں کہ

”نبی کریم ﷺ کا ابتدائی دور اچھے، سچے اور پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا۔
آپ ﷺ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور چاٹا بہت ہوتا۔
پھر من جانب قدرت آپ ﷺ تہائی پسند ہو گئے اور آپ ﷺ نے غارہ میں
خلوت اختیار فرمائی اور کئی کئی دن اور رات وہاں مسلسل عبادت اور یادِ الہی و ذکر و
فلک میں مشغول رہتے۔ حتیٰ کہ ایک دن آپ پرجراحتی وحی لے کر نازل ہوئے۔“^۱
یاد رہے! کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا جبراہیل رض کو اصلی حالت میں دو مرتبہ دیکھا ہے
جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ نجم میں یوں فرمایا:

﴿وَالْتَّجْهِ إِذَا هَوَىٰ لَّمَّا ضَلَّ صَاحْبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ
الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ عَلَيْهِ شَرِيدُ الْفُؤُىٰ ۝ لَذُو مِرْقَطٍ
فَاسْتَوْىٰ ۝ وَهُوَ بِالْأُفْقِ الْأَعْلَىٰ ۝ لَمَّا دَنَّا فَتَدَلَّىٰ ۝ فِي كَانَ قَابَ قَوْسَيْنَ أَوْ
أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْتَىٰ إِلَى عَبْدِهِ مَا أُوتَىٰ ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝ أَفَتَرُونَهُ
عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۝ وَلَقَدْ رَأَهُ تَرْزُلَةً أُخْرَىٰ ۝ عِنْدَ سَدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ۝ عِنْدَ هَا جَنَّةَ
الْمَأْوَىٰ ۝ إِذْ يَقْضِي السَّدَرَةَ مَا مَا يَقْضِي ۝ مَا زَاغَ الْبَصُرُ وَمَا كَلَّفَ ۝ لَقَدْ رَأَىٰ
مِنْ أَلِيَّتِ رَبِّهِ الْكَبِيرِيٰ ۝﴾ (السجم: ۱۸ - ۵۲)

”تارے کی قسم اجب غائب ہونے لگے۔ کہ تمہارے رفیق (محمد ﷺ) نہ راستہ
بھولے ہیں نہ بھکے ہیں۔ اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالنے ہیں۔ یہ
(قرآن) تو حکمِ الہی ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔ ان کو نہایت قوت
والے نے سکھایا۔ (یعنی جبراہیل) طاقتوں نے پھروہ بلند ہوئے۔ اور وہ (آسمان

۱ البخاری، بدء الوحي، باب كيف كان ينده الوحي إلى رسول الله (۳)

کے) اونچے کنارے میں تھے۔ پھر قریب ہوئے اور اور آگے بڑھے۔ تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا۔ جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ جانا۔ کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم اس میں ان سے جھوڑتے ہو۔ اور انہوں اس کو ایک اور مرتبہ بھی دیکھا ہے۔ سدرۃ المنشی کے پاس۔ اسی کے پاس رہنے کی جنت ہے۔ جب کہ اس پر چھار ہاتھا جو چھار ہاتھا۔ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) بڑھی۔ انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی لکنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

یعنی نبی کریم ﷺ نے جبریل ﷺ کو دو مرتبہ اصل شکل میں دیکھا ایک مرتبہ بعثت کے ابتدائی ایام میں اور دوسرا مرتبہ شب معراج کو سدرۃ المنشی کے پاس۔

۲: نزول وحی کا دوسرا طریق کار بیان کرتے ہوئے امام عاشقہ ﷺ فرماتی ہیں کہ حارت بن ہشام نے آپ ﷺ سے پوچھایا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:

”وَجِي نازل ہوتے وقت کبھی مجھ کو گھنٹی جیسی آواز محسوس ہوتی ہے اور وحی کی یہ کیفیت مجھ پر انتہائی شاق گذرتی ہے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو میرے دل و دماغ پر اس (فرشتے) کے ذریعہ نازل شدہ وحی محفوظ ہو جاتی ہے اور کسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ میرے پاس انسانی شکل میں آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے۔ تو میں اس کا فرینایا ہوا یاد کھلیتا ہوں۔ عاشقہ ﷺ کا بیان ہے کہ میں نے سخت سردی کے موسم میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور جب اس کا سلسلہ موقوف ہوا تو آپ ﷺ کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔“^۱

۳: اور وحی کا تیسرا طریقہ کہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندے سے پر دے کے پیچھے سے ہم کلام ہوتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ موکی ﷺ سے ہم کلام ہوئے تھے اور یہ آواز ایک درخت کے پیچھے سے

۱ البخاری، بدء الوحى، باب كيف كان بدء الوحى إلى رسول الله : (۲)

آرہی تھی۔ پھر اس کے بعد بھی کوہ طور پر ہم کلائی نصیب ہوئی اسی لیے مویی علیہ السلام کو کلیم اللہ کہا جاتا ہے اور یہ سعادت نبی کریم ﷺ کو معراج کے وقت نصیب ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے ان تینوں طریقوں کو سورہ شوریٰ میں یوں بیان فرمایا ہے:

((وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكْلِمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ ذَرَائِيْ حِجَابٍ أَوْ يُرِسِّلَ رَسُولًا فِيُورَجِيْ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّهُ عَلَىٰ حِكْمَةٍ ۝))

(۵۱) الشوریٰ / ۴۲)

”اور کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے! مگر الہام (کے ذریعے) سے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دیتا ہے جو اللہ کے حکم سے جو اللہ چاہے القا کرتا ہے میثک وہ عالی رتبہ اور حکمت والا ہے۔“

:۲) علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے وحی کے حسب ذیل مراتب ذکر کیے ہیں۔

(۱) سچا خواب: اسی سے نبی ﷺ پر وحی کے ابتداء ہوئی تھی۔

(۲) آپ ﷺ کو دکھائی دیے بغیر فرشتہ آپ ﷺ کے دل میں بات ڈال دیتا تھا

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((وَإِنَّ الرُّوحَ الْأَمِينَ نَفَثَ فِي رَوْعِيْ أَنْهَا لَنْ تَمُوتَ نَفْسٌ حَتَّىٰ تَسْتَكْمِلَ أَقْصَى رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ، وَلَا يَخْمِلَنَّكُمْ اسْتِبْطَاءُ شَيْءٍ مِّنَ الرِّزْقِ أَنْ تَظْلِمُوهُ بِشَيْءٍ مِّنَ مَغْصِيَّةِ اللَّوْلَوْ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُذْرِكُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ))

”روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی جان مرنہیں سکتی یہاں تک کہ اپنا رزق پورا پورا حاصل کرے پس اللہ سے ڈرو۔ اور طلب میں اچھائی اختیار کرو اور رزق کی تاخیر تھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اسے اللہ کی معصیت کے ذریعے ٹلاش کرنے لگو کیونکہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی

اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔“

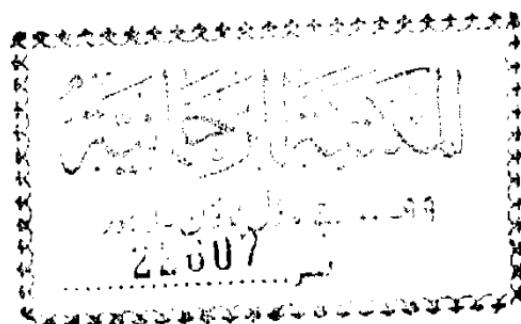
(۳) فرشتہ آدمی کی شکل میں حاضر ہوتا۔ بعض دفعہ صحابہ کرام ﷺ بھی فرشتے کو دیکھ لیتے۔

(۴) آپ ﷺ کے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی تھی۔ وحی کی یہ صورت سب سے سخت ہوتی تھی۔ اس صورت میں فرشتہ آپ ﷺ سے ملتا تھا۔ اور وحی آتی تھی تو سخت جائزے کے زمانے میں بھی آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑتا تھا۔ اور آپ ﷺ اونچی پرسوار ہوتے تو وہ زمین پر پیٹھ جاتی تھی ایک بار اس طرح وحی آئی کہ آپ ﷺ کی ران سیدنا زید بن ثابت ﷺ کی ران پر تھی تو ان پر اس قدر گراں بار ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا ان کچلی جائے گی۔

(۵) آپ ﷺ فرشتے کو اصلی اور پیدائشی شکل میں دیکھتے۔ یہ صورت دو مرتبہ پیش آئی۔

(۶) یہ وحی جو آسمانوں پر مسراج کی رات نماز کی فرضیت وغیرہ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فرمائی۔

(۷) فرشتے کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی آپ ﷺ سے جا ب میں رہ کر براہ راست گفتگو۔ ①



مکتبہ اسلامیہ جو دعے سلم دوستی کا پیغام

خطباء اور مبلغین کے لئے نادر ترجمہ

تالیف

اشیخ محمد عظیم حاصلپوری

2 جلدیں

دُرُولِ المساجد

خطباء، مبلغین اور عوام کے لئے ترجمہ

تالیف

اشیخ محمد عظیم حاصلپوری

2 جلدیں

صحیح متن خدیجہ واقعات

ترجمہ کی مدد کے بغیر قرآن مجید سکھنے اور اس کا
معلم اعلمه بننے کی صلاحیت حاصل کرنے کے لیے

مرتب

محمد اونگزیب ہرل

گلری A4 سائز

فهم القرآن

آسان عربی
کورس

مکتبہ اسلامیہ ملٹی کپیٹا

0300-8661763 - 0321-8661763

www.facebook.com/maktabaislamiyah1

maktabaislamiyah@gmail.com

www.maktabaislamiyah.com

www.maktabaislamiyah.blogspot.com

لائبریری، بازاری، جلیدہ، سینئر غریبی، طریقہ اڑا، بازار لالہ ہرل

042-37232369 - 37232369

بیانیہ، بال مقابلہ شلی، چڑو، پک، کوتاں، رون، فیصل، تارہ

041-2631204 - 2641204



2514800080

بادیجان سینه غرفتی میریت از دنیا را بخواهد

042-37244973 - 37232369

مکتبہ اسلامیہ
لائق بالمقابل شکل پرداز پیپ کوتولی وغیرہ، فصل آباد
041-2631204 - 2641204

مکتبہ اسلامیہ 
www.maktabaislamapk.blogspot.com
Facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamapk@gmail.com